New Era Magazine
تیرا میرا پیار
NEW ERA MAGAZINE
ازقلم لائبہ احمد
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تیرا میرا پیار

از لائبہ احمد

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

لیونگ روم میں سے باتوں اور قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، شام کا وقت تھا سب گھر والے مل بیٹھے تھے۔ایسے میں بڑے بھی سب بچوں کی ہنسی مذاک سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

دادی جان اپنے بچوں کو ایسے دیکھ کر بے تحاشہ مطمئن تھیں،اب بس ایک خواہش باقی تھی کہ وہ اپنے بڑے پوتے کا گھر بسا ہوا دیکھ لیں اور یہ نہ جانے کب ممکن تھا،کیونکہ ان کے لاڈلے پوتے کو شادی میں فلحال کوئی دلچسپی نہ تھی،وہ بس اپنے business پر concentrate کرنا چاہتا تھا اور اسے بلندی پر لے جانے میں مصروف رہتا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

وہ اپنے دفتر میں بیٹھا کسی فائل میں مصروف تھا۔دروازے پر دستک ہوئی تو داؤد نے اندر آنے کی اجازت دی،پیلے رنگ کا سوٹ پہنے ایک پیاری سی لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"داؤد!گھر نہیں جانا کیا آج"؟سارہ نے مسکرا کے پوچھا

"ہاں بس نکل ہی رہا تھا،تمھے تمہارے گھر ڈراپ کر دوں ؟"

" نہیں میں آج تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلوں گی"۔

" ہم چلو" داؤد نے کہا اور دونوں ایک ساتھ باہر چل دیے۔

****

حفصہ بیگم اور غازی صاحب کے تین بچے تھے۔ بڑے بیٹے ابراھیم چھوٹے بیٹے سکندر اور بیٹی عظمیٰ۔

ابراھیم صاحب کی شادی آمنہ بیگم سے ہوئی تھی ان کے دو بچے تھے بڑی بیٹی عالیہ اور بیٹا داؤد جو عالیہ سے ایک سال چھوٹا تھا۔

سکندر صاحب کی بیوی رخسانہ بیگم تھیں ان کی ایک ہی لاڈلی بیٹی تھی مہر۔

بیٹی عظمیٰ کی شادی جنید صاحب سے ہوئی تھی انکا ایک بیٹا حمزہ اور بیٹی سارہ تھی۔

یوں تو یہ ایک خوشحال گھرانہ تھا، لیکن ایک روز ابراھیم صاحب کا کار حادثے میں انتقال ہو گیا، ابھی انکی بیٹی عالیہ گیارہ اور بیٹا داؤد صرف دس سال کا تھا، غازی صاحب کو اپنے بیٹے کی موت کا گہرا صدمہ ہوا جس کی وجہ سے وہ بیمار رہنے لگے اور ایک دن وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملے، ان سب کو اس دکھ سے نکلنے میں کافی وقت لگا تھا اور یوں سال گزر گے، یہ گھرانہ اسلام آباد میں مقیم تھا اب غازی انڈسٹریز کی ساری ذمہ داری

سکندر صاحب اور داؤد ابراہیم پر تھی جواب دس سال کا بچا نہیں بلکہ ایک خوبرو انیتس سال کا مرد تھا۔

****

داؤد اور سارہ بھی اب سب کے ساتھ شامل تھے۔سارہ تو خوشی کے ساتھ سب سے باتوں میں مگن ہو گئی البتہ داؤد سنجیدہ سا دادو کے پاس بیٹھا تھا۔اسے شور و غل زیادہ پسند نہیں تھا۔اور محفل بھی کیا خوب جمی تھی سب موجود تھے پھوپھو بھی یہاں تھی اسی لیے سارہ داؤد کے ساتھ اپنی نانو کی طرف آ گئی تھی۔

آمنہ بیگم نے بیٹے کی طرف دیکھا تو سمجھ گئی کے وہ کمفرٹیبل نہیں۔"داؤد جاؤ تم فریش ہو جاؤ اور تھوڑا آرام کر لو میں تمھے کھانے کے وقت بلوالوں گی"اسنے ماں کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلا کر اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

یہ گھر کافی بڑا تھا نیچے والے پورشن میں بڑا سا لیونگ روم تھا،ایک کچن تھا،دادو اور باقی سب بڑوں کے کمرے نیچے تھے جب کے داؤد عالیہ اور مہر کا کمرہ اوپر تھا۔عالیہ کی شادی پانچ سال پہلے سکندر صاحب کے دوست کے بیٹے سے ہو گئی تھی اب اسکا

تین سال کا پیارا سا بیٹا تھا اور اجکل وہ اپنے شوہر عرفان اور بیٹے موسیٰ کے ساتھ دبئی گئی ہوئی تھی۔

****

شارٹ بلیو شرٹ کے ساتھ بلیو ٹرووزر پہنے، کندھے کی ایک طرف شیفون کا ہی بلیو دوپٹہ جھول رہا تھا وہ عجلت میں سیڑھیاں اتر رہی تھی کے سامنے سے آتے داؤد سے بری طرح ٹکرا گئی۔ "اف! دیکھ کر نہیں چل سکتے" وہ غصے میں اور کچھ کہتی لیکن جب نظریں اوپر اٹھی تو ایک دم چپ ھو گئی داؤد اسے کندھے سے پکڑ کر کھڑا تھا۔ پھر بینا کچھ کہے سرد نظر سے مہر کو دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔ "عجیب ہیں یہ دادو کے لاڈلے پوتے بندہ کوئی لحاظ کر لیتا ہے کے کزن کو سوری بول دوں پوچھ لوں کے میرے لوہے کے بنے سینے سے ٹکرا کر کہیں تمھے چوٹ تو نہیں لگ گئی، لیکن نہیں یہ کہاں کچھ کہیں گے"۔ مہر اپنا سر سہلاتے اور بڑبڑاتی ہوئی نیچے چل دی۔

****

آمنہ بیگم اور رخسانہ بیگم رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔سارہ بھی کچن میں ان کی مدد کر رہی تھی۔سکندر صاحب ٹی وی پر نیوز سن رہے تھے.

" اسلام و علیکم !" کچن میں آتے ہوئے مہر نے کہا اور جاتے ہی سارہ کو پیچھے سے گلے لگا لیا "تم کب آئی؟ مجھے بتایا نہیں "

" جب تم گدھے گھوڑے بیچ سو رہی تھی تب سے "سارہ ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولی۔

" ہو گئی نیند پوری شہزادی مہر کی "رخسانہ بیگم بھی طنز کرتیں ہوئی بیٹی سی بولیں۔

" ہاں ہاں اڑا لیں میرا مذاک، بڑی موم آپ دیکھ رہی ہیں نا "اب وہ اپنی تائی امی جنکو بڑی موم کہتی تھی خفا خفا سے بولی۔

" کیوں تنگ کرتے ہو میری چاند سی مہر کو "آمنہ بیگم نے مہر کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

" بس بھابی آپ کے اور امی جان کے لاڈ پیار نے بگاڑا ہوا اسے "

" ہاں اور آپ کو تو مجھ سے بلکل پیار نہیں "مہر خفت سے ماں کو دیکھتے بولی۔

" اچھا اب زیادہ باتیں مت کر و اور جاؤ دادو اور پھو پھو کو بلا لو کھانے کے لیے "رو خسانہ بیگم روٹی توے سے اتارتے ہوئے اسے باہر بھیجا نہیں تو انہے معلوم تھا کے اب انکی بیٹی بولنا شروع ہوئی تو پھر مشکل تھا چپ ہو۔

****

مہر خفا خفا سی دادو کے کمرے میں گئی اپنی پھوپھو سے مل کر دادو کی گود مے سر رکھ کر لیٹ گئی۔ موڈ اب اسکا خراب تھا ایک تو جاتے ہی اس کھڑوس داؤد سے ٹکرا گئی پھر موم کا اور سارہ کا اس کی نیند کو لے کر مذاق اڑانا "کیا کوئی گناہ ہے کے وہ زیادہ سو نہیں سکتی" سوچتے ہوے دادو کو دیکھنے لگی جواب تسبیح پڑھتے ہوے مہر پر پھونک رہیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" آپکو اور پھوپھو کو کھانے کے لیے بلانے آئی ہوں" انداز خفت سے بھرا۔

دادو مسکرائی "کیا ہوا میری مہر شہزادی کو" دادو اسکا خفا چہرہ دیکھتی پوچھنے لگیں۔

" کچھ بھی نہیں ہوا دادو" ان کا گال چوم کر اب اپنی پھوپھو سے مخاطب ہوئی " پھوپھو حمزہ بھائی کیوں نہیں آپ کے ساتھ؟"

" ہاں آج اپنے دوستوں کے ساتھ ڈنر کا پلان تھا اسکا" انھوں نے نرمی سے جواب دیا۔

" دوستوں کا کہہ کر ہانیہ بھابھی کو لے کر گئے ہوں گے" وہ شرارت سے ہنستے ہوئے بولی۔

دادو اور عظمیٰ بیگم دونوں ہی مسکرا دیں۔

****

مہر کیوں کے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی تو گھر میں سب کو ہی بہت پیاری تھی اور تھی بھی سب سے چھوٹی۔حال میں ہی بی ایس سی مکمل کیا اور اب آگے پڑھنے کا فلحال کوئی ارادہ نہ تھا مہر کا،اب وہ اپنی لائف انجوئے کرنا چاہتی تھی۔اس فیصلے سے باقی سب کو تو کوئی اعتراض نہ تھا سوائے رخسانہ بیگم کے وہ چاہتی تھی کے ان کی بیٹی اگے ایڈمشن لے مگر کیا کرتیں۔تئیس سالہ مہر چلبلی سی، گوری رنگت، بھوری آنکھیں، کالے گھنے بال جو لیئر کٹ تھے بیحد پیاری لگتی تھی۔

****

ڈائننگ ٹیبل پر سب کھانے پے موجود تھے سوائے داؤد کے۔"مہر جاؤ بیٹا داؤد بھائی کو بلا لو کھانے کے لیے"مہر جو اپنے بابا سے راز و نیاز میں مصروف تھی دادو کے کہنے پر متوجہ ہوئی۔

" میں بابا سے ایک ضروری بات کر رہی ہوں فرزانہ (ملازمہ) کو بھیج دیں "

آمنہ بیگم نے غصے سے گھورا۔

" جی میں جاتی ہوں "ماں کے ایسے دیکھنے سے مہر فوراً اٹھی کے کہیں ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔

" گھر میں بندے کو چھوٹا نہیں ہونا چاہیئے نہیں تو بڑے آپکو سکون نہیں لینے دیں گے، مہر جاؤ یہ کر دو مہر وہ کر دو، مہر اس کو بلا لاؤ "منہ بناتے اور بڑبڑاتے ہوئے وہ اوپر جا رہی تھی۔ داؤد کے کمرے کے باہر کھڑی اب سوچ رہی تھی کے اندر جائے یا نہ جائے خیر جانا تو تھا ہی دروازہ کھول کر اندر گئی۔ پورا کمرہ نہایت خوبصورت تھا۔ اس نے دیکھا کمرے کے ملحقہ بالکونی کا ڈور کھلا ہے اور داؤد شرٹ ٹراؤزر پہنے ریلنگ پر دونوں ہاتھ رکھے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔

وہ بھی اس کے پیچھے گئی۔ "نیچے کھانے پر سب آپکا انتظار کر رہے ہیں"۔ جلدی سے بول کر جانے لگی کہ داؤد کی سنجیدہ آواز پر روکی۔ "آئندہ روم میں نوک کر کے آنا"۔ وہ اسی طرح اوپر دیکھتے ہوئے بولا۔

" جی! "کہہ کر جلدی سے باہر آگئی۔ "ہونہہ! آئندہ روم میں نوک کر کے آنا" داؤد کی نقل اتارتے ہوئے نیچے چل دی۔

****

رات کا کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔ عظمیٰ بیگم اور سارہ اپنے گھر واپس جا چکی تھیں۔ جنید صاحب (حمزہ اور سارہ) کے والد ہارٹ سرجن تھے اور اب حمزہ نے بھی حال ہی میں اپنی specialization مکمل کی تھی۔ حمزہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد ہانیہ سے ایک سال پہلے ہو گیا تھا اب بس ہانیہ کی پڑھائی مکمل ہونے ک بعد دونوں کی شادی طے پائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana

****

رات کے دو بج رہے تھے۔ سب گھر والے سو چکے تھے۔ لیکن مہر بی بی ابھی جاگ رہی تھیں یا یہ کہنا بہتر ہو گا اس کی صبح ہی ابھی ہوئی تھی۔ دوپہر کی سوئی شام کو جاگی تھی اب کہاں اتنی جلدی نیند آنی تھی۔ کانوں میں ائر فون لگائے موبائل پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ میسجز پر اپنی دوستوں سے کل کا پلان بھی ڈسکس کر رہی تھی۔ مہر کی دو بیسٹ فرینڈز بیا اور انعم جن سے بہت گہری دوستی تھی، بیا نے بھی بی ایس سی

کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی کیونکہ اس کے والدین نے اس کی بات پکی کر دی تھی البتہ انعم اب ایم ایس سی کر رہی تھی۔انعم نے مہر سے بہت کہا کہ میرے ساتھ ایڈمیشن لو دونوں ساتھ ہوں گے یونیورسٹی میں خوب مزے کریں گے مگر مہر کو آگے پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی کی بیا کی کال آگئی،"مہر کی بچی کب سے میسج بھیجا ہے کوئی جواب نہیں؟"بیا نے غصے سے پوچھا۔

" ڈرامہ دیکھ رہی تھی ختم ہونے والا تھا کہ تمھاری کال آگئی،بولو کیا مسئلہ ہے اب؟"

وہ اب بیڈ سے اٹھ کر کمرے میں چکر لگاتے ہوئے بات کر رہی تھی۔

" اوف اب سنو شادی میں وقت کم ہے اور ڈھیروں کام ھیں میرے کپڑے،جیولری، جوتے وغیرہ اب سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں؟"بیا پریشانی سے کہارہی تھی۔

مہر کو ہنسی آئی "بیا تم تو پاگل ہو شادیاں سب کی ہوتی ہیں اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے ہم ہیں ناں،کل پہلے کسی اچھے سے designer کے پاس جائیں گے اور پھر باقی کام آہستہ آہستہ وقت پر ہو جائیں گے"وہ اسے تفصیل سے بتا رہی تھی اور پھر انعم کا پوچھا۔

"وہ بے مروت سو مر گی کہہ رہی تھی جو بھی پروگرام بنے مجھے صبح بتادینا میں تم دونوں کی طرح ویلی نہیں ہوں میں نے یونیورسٹی جانا ہوتا، آئی بڑی ہوں" وہ خفت سے مہر کو بتا رہی تھی۔ اور پھر اسی طرح کتنی دیر دونوں باتیں کرتی رہیں۔

****

اگلے روز چمکتے سورج کی کرنیں ہر سو پھیلی تھیں۔ ایسے میں داؤد اپنے کمرے میں آفس جانے کیلیئے بلکل تیار تھا۔ آئینے میں اسکا عکس صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد، بھورے سلکی بال، مضبوط کسرتی بدن،

کھڑی ناک جو اسکو مزید مغرور دیکھاتی تھی، البتہ اس کی کالی آنکھوں میں ایک نرمی کا عنصر تھا اور ان میں ذہانت چمکتی تھی، چہرے پر ہر وقت سنجیدگی رہتی تھی۔ آئینے سے خود پر ایک نظر ڈالے وہ اپنے کمرے سے نکل کر نیچے چل دیا۔

"اسلام و علیکم!" لیونگ روم میں آ کر سب سے کہہ کر وہ دادو کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔ "کیسی طبعیت ہے آپکی؟" دادو کا ہاتھ چوم کر نرمی سے پوچھا۔

"میں شکر اللہ کا چنگی بھلی ہوں" انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" داؤد آج کی میٹنگ کی تیاری مکمل ہے؟" سکندر صاحب داؤد سے مخاطب ہوئے۔

" جی چاچو سب مکمل ہے میں آپکو ایک بار میٹنگ سے پہلے brief کر دیتا ہوں "

" نہیں آفس کا کام آفس میں ہو گا آجائیں ابھی ناشتہ کریں" رخسانہ بیگم نے اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" چلو داؤد بیٹا یہ کام آفس پر چھوڑ دو" سکندر صاحب بھی بیوی کے کہنے پر مسکراتے ہوئے اٹھ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

" مہر مہر! اٹھ جاؤ اب دوپہر ہونے کو ہے کتنا سونا ہے مزید" رخسانہ بیگم غصے سے اسے اٹھا رہیں تھیں جو اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

وہ جو نیند کی وادیوں میں کھوئی ہوئی تھی ماں کی تیز آواز کانوں میں پڑی تو انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

" کیوں جاگتی ہو دیر رات تک؟ فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی ہو گی"۔ وہ اب کمفرٹر کو تہہ لگاتے ہوئے پوچھ رہیں تھیں۔

"ماں فجر پڑھ کر ہی تو سوئی تھی"۔اپنے بال باندھتے ہوئے جلدی میں بولی اور پھر یاد آیا کہ یہ کیا بول دیا،زبان دانتوں میں دبائے نظریں اٹھا کر ماں کو دیکھا جو خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہی تھیں۔

"بہت خوب آلینے دو تمھارے باپ کو آج،سب کچھ بند کرواتی ہوں تمھارا اور کہتی ہوں انھیں اگر آگے پڑھنا نہیں تو اس کی شادی کر دیں"۔

"کیا میری شادی؟؟"اچھلتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھی۔

"ماں کہہ دیں کے آپ مذاک کر رہی ہیں،میرے ابھی کھیلنے کودنے کے دن ہیں اور آپ مجھے سائیاں جی کے گھر رخصت کر رہی ہیں"ڈرامائی انداز میں وہ بولی۔

رخسانہ بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیں اور اس کے سر پر ایک چپکی رسید کرتے ہوئے بولیں "پگلی یہ ہی عمر ہوتی ہے،تمھاری عالیہ آپی کی بھی اسی عمر میں شادی ہوئی تھی۔تم بھی سدھر جاؤ مہر۔

"اچھا نہ اماں ابھی مجھے جلدی سے ناشتہ کروادیں،بیا کی طرف جانا ہے"وہ جلدی میں واشروم جاتے ہوئے بولی۔

"بیا کی طرف کیا ہے جو ابھی سے جانا ہے؟"الماری سے مہر کے لیے کپڑے نکالتے ہوئے پوچھا۔

تھوڑی دیر بعد مہر باہر نکلی اور بولی "آپکو بتایا تو تھا اس کی شادی کا، بس اسی کے لیے شوپنگ پر جانا ہے، اب آپ جائیں میرا ناشتہ بنوائیں میں دو منٹ میں تیار ہو کر آتی ہوں"۔

رخسانہ بیگم کچھ کہنے ہی والی تھیں لکین پھر ارادہ ترک کر دیا اور باہر آ گئیں۔

****

" ویل ڈن سارہ بہت اچھی presentation دی تم نے" میٹنگ ہال سے نکل کر اپنے آفس روم میں جاتے ہوئے ساتھ چلتی سارہ سے داؤد نے کہا۔

سارہ مسکرائی داؤد کو اچھی لگی اس کے لیے یہ ہی بہت تھا۔

دونوں داؤد کے روم میں آ چکے تھے۔ داؤد نے اپنا کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پر ڈالا اور فون پر دو کافی منگوائی۔ اس سارے وقت میں سارہ داؤد کو ٹکٹکی باندھ دیکھے گئ۔ سارہ داؤد سے تب سے مبحت کرتی تھی جب سے اس نے ھوش سمبھالا تھا۔ دونوں کزن تو تھے ہی لیکن ایک ہی کالج اور پھر ایک ساتھ ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ وہ اسکا سینئر تھا اور عمر میں دو سال بڑا بھی۔ جب داؤد ایم بی اے مکمل کر چکا تھا تو اسکا شروع تھا۔ اپنی

پڑھائی ختم کرنے کے بعد وہ نوکری کرنا چاہتی تھی تو داؤد نے ہی اسے اپنا آفس جوائن کرنے کا کہا، وہ تو بہت خوش تھی کے اب اگے بھی وہ اس کے سامنے رہے گا۔ شاید قسمت میں ساری عمر کا ساتھ لکھا تھا۔

****

وہ تینوں اب گاڑی میں بیٹھی آئسکریم سے لطف اندوز ہو رہیں تھیں۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ شوپنگ کے لیے نکلی ہوئی تھیں۔

" چلو ایک کام تو ہوا نہ" انعم آئسکریم کھاتے ہوئے بولی۔" ہاں ایک ہی ڈیزائنر تمھارے سارے جوڑے تیار کر دے گا" مہر نے کہا۔

" ہاں یار یہ مسئلہ تو حل ہوا" بیا بھی متفق دکھائی دیتی تھی۔

" چلو پھر مجھے گھر ڈراپ کر و میں نے ابھی جا کر اپنی *assignment* بھی بنانی ہے" انعم نے کہا۔

" اس کو دیکھو ذرا بس اپنی پڑی رہتی ہے" بیا انعم کو گھورتے ہوئے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہیں! میں نے کیا کیا آتو گئی تمھارے ساتھ اب کیا دو مہینے پہلے ہی تمھاری شادی کی ڈھولک بجانی شروع کر دوں" انعم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ idea اچھا ہے ویسے" مہر چمکتے چہرے سے بولی۔

مہر کو تو شوق تھا ان سب کا۔

" ہاں مہر بی بی یہ سب تم کرنا اپنی شادی پر دو ماہ پہلے تم تو ہو بھی اکلوتی اور امیر باپ کی بیٹی" انعم نے طنز کیا۔

" دفعہ ہو جاؤ بد تمیز" مہر نے ایک تھپڑ مارا انعم کو، وہ اور بیا دونوں ہنسنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|A

****

داؤد آفس سے گھر آیا تو چینج کر کے بیڈ پر ٹیک لگائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے کچھ میلز پڑھنے لگا۔ آمنہ بیگم داؤد کے کمرے میں آئیں۔

" داؤد ابھی تو آئے ہو آفس سے آتے ہی پھر کام کرنے لگے ہو" وہ خفگی سے گویا ہوئیں۔

" بس کچھ امپورٹڈ میلز پڑھ رہا تھا، آپ آئیں بیٹھیں "لیپ ٹاپ بند کر کہ اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

" داؤد میری جان کب تک ایسے رہو گے ؟" آمنہ بیگم اب ذرا رنجیدہ سی لگ رہی تھیں۔اور داؤد ابراہیم جانتا تھا کہ ہر بار یہ ہی ایک سوال ہے جس کا جواب وہ خود نہیں جانتا۔وہ جانتی تھی اس سوال پر انھیں اس کی خاموشی ہی سننے کو ملے گی۔

" شادی کر لو "بہت آس سے کہا۔

" امی پلیز آپ اس ٹاپک کو تو رہنے ہی دیں، اس کے لیے دادو اور عالیہ کیا کم ہیں ؟"وہ خفا دیکھائی دے رہا تھا۔

کیونکہ اس کی بہن اور دادو ہر وقت ایک ہی بات کہتی رہتی شادی کر لو داؤد۔اور وہ اکتا جاتا تھا اس بات سے۔

اور آمنہ بیگم اس کو ایسے دیکھ مسکرا دیں کیونکہ بیٹے کے ایسے ایکسپریشن بہت ہی کم دیکھنے کو ملتے تھے۔

" ٹھیک ہے آنے دو عالیہ کو وہ ہی کرے گی اب تمھے سیدھا "وہ نرمی سے کہتے اٹھ گئیں۔

پیچھے داؤد اب کسی سوچ میں گم تھا۔

****

سارہ اپنی الماری کے آگے کھڑے کل آفس کے لیے کپڑے دیکھ رہی تھی۔تب ہی عظمیٰ بیگم سارہ کو پکارتے ہوئے اس کے کمرے میں آئیں۔

" سارہ کب سے آواز دے رہی ہوں بیٹا کوئی جواب نہیں؟"

" بس امی آپ ہی کے پاس آ رہی تھی"سارہ نے الماری سے دو سوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

" امی ان میں سے کونسا زیادہ اچھا لگے گا مجھ پر؟"سارہ دونوں سوٹ اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

" دونوں ہی اچھے لگ رہے،میری بیٹی پر تو سب جچتا ہے" عظمیٰ بیگم نے پیار بھری نظروں سے بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" امی آپ ہمیشہ یہ ہی کہتی ہیں"سارہ نے ناراضگی سے کہا۔

کالے سادہ شلوار سوٹ میں گورا دمکتا ہوا رنگ، سنہری آنکھیں، کمر تک لمبے گھنے بال، وہ بے انتہا خوبصورت تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں تو میری بیٹی ہے ہی سندر "وہ مسکراتے ہوئے اسکا تھام کر بیڈ پر لے جاتے ہوئے بولیں۔سارہ بھی کپڑے چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"سارہ تمہارے بابا چاہتے ہیں حمزہ کے ساتھ ہی وہ تمہارے فرض سے بھی سبکدوش ہو جائیں اسی لیے وہ چاہتے ہیں کہ تم سے پوچھ لیا جائے کہ تم راضی ہو اگر "عظمیٰ بیگم نے تحمل سے کہا۔

"امی میں۔۔شادی۔۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی،اتنی جلدی بھی کیا ہے "سارہ نے پریشانی سے کہا۔

"سارہ تم چھبیس سال کی ہو اور ابھی بھی تمھے جلدی لگ رہا؟

"لیکن امی"

"سارہ! پہلے بھی تم نے اپنی مرضی کی زندگی جی ہے،ہم نے کبھی بھی روک ٹوک نہیں کی،تم نے اپنی مرضی سے اپنی پڑھائی مکمل کی،پھر نوکری کی جبکہ ضرورت نہیں تھی،اب کم سے کم اس فیصلے کا حق تو اپنے ماں باپ کو دو"۔عظمیٰ بیگم نے سارہ کو ٹوک کر بہت نرمی سے کہا۔

" امی آپ ایسا تو نہیں کہیں بے شک یہ حق آپ دونوں کا ہے اور میں وہ ہی کروں گی جو آپ دونوں کی خواہش ہو گی مگر کیا مجھے اتنا حق نہیں کہ مجھ سے میری پسند کا پوچھا جائے "؟ سارہ نے اپنی ماں کے دونوں ہاتھ تھام کر پوچھا تھا۔

عظمیٰ بیگم بیٹی کی سادگی پر مسکرائیں۔ "ظاہر ہے تمہاری پسند کی اہمیت ہو گی، زندگی تم نے گزارنی ہے میری بچی" انہوں نے اس کے ماتھے کو چوما اور اس کے کمرے سے چلی گئیں۔ پر سارہ اب پریشان تھی۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر شام کو جب واپس آئی تو آتے ساتھ ہی سو گئی تھی۔ کیونکہ مہر کو رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے دن میں لازمی نیند آتی تھی۔ اور رات دیر تک وہ موویز اور ڈرامے دیکھتی۔ یہ ہی نہیں جب سے اسکی پڑھائی سے جان چھوٹی تھی تب سے وہ اپنی دوستوں کے ساتھ آوٹنگ، شوپنگ اور ایک *girls night* جس میں وہ کبھی انعم اور کبھی بیا کے یا کبھی وہ دونوں اس کے گھر رات گزارتی تھیں، جہاں وہ دیر رات تک باتیں کرتیں یا مووی دیکھتیں۔

لیکن وہ نالائق بلکل نہیں تھی، بی ایس سی بھی اس نے فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا تھا۔ شام کی سوئی وہ آٹھ بجے جاگی تھی۔اور اب رخسانہ بیگم اس سے کیچن میں کام کروا رہی تھیں۔وہ رات کے کھانے کے لیے سلاد کاٹ رہی تھی اور ساتھ ساتھ گنگنا رہی تھی۔

" مہر باجی بن گیا تو دے دیں باہر سب کھانے کی ٹیبل پر آ گئے ہیں" فرزانہ ملازمہ نے مہر سے کہا۔

" ہاں ہاں بن گیا لے جاؤ، میں ہاتھ دو کر آتی ہوں" مہر نے اسے سلاد کا باؤل پکڑاتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

کھانا کھانے کے بعد مہر اپنی دادو کے کمرے میں ہی رہی۔عشاء کی نماز دادو کے ساتھ پڑھی اور پھر ان سے باتیں کرتی رہی۔تقریباً گیارہ بجے وہ دادو کے کمرے سے نکلی، ہاتھ میں فون تھا ساتھ ساتھ وہ کوئی مووی سرچ کر رہی تھی جو اس نے رات میں

دیکھنی تھی۔وہ موبائل فون میں مگن تھی کہ سامنے سے آتے داؤد سے بری طرح ٹکرائی۔

داؤد جو کچن میں کافی بنانے جارہا تھا،اتفاقاً وہ بھی اپنے فون پر میسج کررہا تھا اسی لیے سامنے سے آتی مہر کو نہیں دیکھا۔تصادم اتنا سخت تھا کہ دونوں کے فون زمین بوس ہوئے۔

" دیکھ کر نہیں چل سکتی" داؤد غصے سے بولا۔

" یہ ہی بات میں بھی بول سکتی ہوں آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے" کمر پر دونوں ہاتھ رکھے وہ داؤد کو دیکھتے ہوئے بولی۔داؤد مہر کو غصے سے گھورتا رہا پھر فون اٹھانے کے لیے جھکا،مہر بھی نیچے فون لینے کے لیے جھکی لیکن بدقسمتی سے دونوں کے سر پھر سے ٹکرا گئے۔

" ہائے اللہ میرا سر" مہر سر سہلاتے ہوئے بولی۔مزید کچھ کہتی کہ داؤد "idiot" کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

پیچھے مہر منہ کھولے اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

" ہاااا۔۔۔انتہائی بدتمیز انسان ہے،بجائے اپنی غلطی ماننے کہ مجھے غصہ دیکھا رہا ہے اور مجھے idiot بھی کہہ گیا،تمھیے تو میں دیکھ لوں گی"مہر خود سے کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

****

اگلی صبح مطلع صاف اور سورج مکمل روشن تھا۔داؤد اور سکندر صاحب آفس جا چکے تھے۔آمنہ بیگم اور رخسانہ بیگم روز مرہ کے گھریلو معاملات دیکھ رہی تھیں۔حفصہ بیگم (دادو) بھی لاونج میں صوفے پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔اور مہر بی بی ابھی تک نیند کی وادیوں میں گم تھی۔

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ عالیہ اپنے بیٹے موسیٰ کے ساتھ آ گئی۔وہ کل رات ہی اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ دبئی سے لوٹی تھی اور اب صبح اپنے میکے میں موجود تھی۔

" اودادو میں نے آپکو بہت مس کیا"عالیہ حفصہ بیگم کے ساتھ صوفے پر بیٹھی ان سے کہہ رہی تھی۔آمنہ بیگم تین سالہ موسیٰ کو گود میں لیے سامنے والے صوفے پر بیٹھی

اسکی باتیں سن رہی تھیں جو بتا رہا تھا کہ وہ کہاں کہاں گھومنے گئے تھے۔اور رخسانہ بیگم کچن میں کھانے کا انتظام کر رہی تھیں۔

" دادو میں آپ سب کے لیے بہت سی چیزیں لائی ہوں،اور مہر کہاں ہے؟"عالیہ نے کچن سے آتی رخسانہ بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" مہر ابھی سو کر نہیں اٹھی"رخسانہ بیگم نے جواب دیا۔

" فرزانہ کو بولو اسے جگائے جا کر،جب پتہ چلے گا عالیہ آئی ہے دیکھنا فوراً اٹھے گی اور بھاگتے ہوئے آئے گی"دادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تینوں حفصہ بیگم کی بات پر ہنسی۔سب کو پتہ تھا وہ واقعی میں بھاگتے ہوئے آئے گی کیونکہ ڈھیروں چیزیں منگوائی تھی مہر نے اپنے لیے دبئی سے۔جس کے لیے وہ روز عالیہ کو کال کر کے یاد کرواتی تھی۔اور گھر میں روز ہی کسی نہ کسی سے پوچھتی کہ عالیہ آپی کب تک واپس آئیں گی۔اس سے دادو اور آمنہ بیگم تو اس کے ایسے کال کرنے اور پوچھنے پر تو مسکرا دیتی کیونکہ ان کہ گھر کی رونق ہی مہر کی وجہ سے تھی لیکن رخسانہ بیگم اسے ڈانٹ دیتی کہ مہر روزانہ ایک ہی سوال مت پوچھا کرو،اور نہ کال کر کے اسے ایسے تنگ کیا کرو،عرفان(عالیہ کا شوہر)کیا سوچتا ہو گا۔پر مہر ماں کی باتوں کا کوئی اثر نہ تھا وہ بس منہ بگاڑ کر سنتی رہتی۔

****

مہر اپنے بیڈ پر مزے سے سوئی ہوئی تھی۔اسکا بیڈ روم کافی خوبصورت سا تھا۔ سلیٹی رنگ کا ڈبل بیڈ تھا۔بیڈ کے دائیں طرف والی دیوار پر سلیٹی رنگ کی ڈریسنگ ٹیبل تھی۔اور ٹیبل سے تھوڑے فاصلے پر دائیں طرف وارڈروب تھا۔جب کہ بائیں طرف ایک سلیٹی رنگ کا صوفہ رکھا ہوا تھا جس کے ساتھ فاصلے پر باتھ روم تھا

بیڈ کے درمیان میں دائیں طرف کروٹ لیے لیٹی تھی۔

ایک ہاتھ سے تکیہ اپنے منہ پر رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ پر سر دھرہ تھا۔کمبل کمر تک لیا ہوا تھا لیکن گورے پاوں کمبل سے باہر تھے۔

فرزانہ اب اسے جگا رہی تھی۔"مہر باجی۔۔۔مہر باجی"

"کیا تکلیف ہے لڑکی کیوں صبح صبح میرے کان کھا رہی ہو" مہر نے نیند میں ڈوبی آواز سے کہا۔

"او! کہاں کوئی صبح ہے دوپہر ہو گئی ہے باجی" فرزانہ نے جیسے افسوس کیا تھا۔ لیکن مہر نے اس بار کوئی جواب دیا۔

" مہر باجی! نیچے عالیہ باجی آئی ہیں "اس نے وہ کہا جو نیچے سب نے اسے کہنے کو بولا تھا۔

اور یہ کہنے کی دیر تھی مہر جھٹ سے اٹھی۔

" سچ میں آئیں ہیں؟ "مہر نے خوشدلی سے پوچھا۔

" جی باجی ایک گھنٹہ ہو گیا ان کو آئے ہوئے "فرزانہ نے جواب دیا۔ مہر اٹھی اور ایسے ہی نیچے بھاگی۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ کل والی بات سے اب تک پریشان تھی۔ پورا وقت آفس ٹائم یہ ہی سوچتی رہی کہ کیسے اس مسلئے کو حل کرے؟ امی اور بابا کو شادی کیلئے انکار بھی نہیں کر سکتی اور داؤد کے علاوہ کسی دوسرے سے شادی بھی نہیں کر سکتی۔ اپنے کیبن میں بیٹھے انہی سوچوں میں گم تھی کہ رمشا (آفس کولیگ) وہاں آئی۔

" سارہ داؤد سر گھر جا رہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ تم سے پوچھ آؤں کہ تمھے گھر ڈراپ کر دیں یا ڈرائیور پک کرے گا "

" نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ جاؤں گی" سارہ بے دھیانی میں بولی۔ رمشا او کے کہہ کر جانے لگی کہ سارہ کو اچانک خیال آیا یہ ہی ٹھیک وقت ہے وہ اپنے دل کی بات داؤد سے کہہ دے، پھر جو بھی ہو گا وہ بعد میں دیکھا جائے گا۔

" رمشا! داؤد سر سے کہنا میں آ رہی ہوں مجھے ڈراپ کر دیں" سارہ نے رمشا کو پیچھے سے آواز دے کر کہا۔

" عجیب ہو تم بھی" (کبھی کہتی نہیں جانا کبھی کہتی جانا ہے) رمشا نے سر جھٹکا۔

****

حفصہ آمنہ اور رخسانہ بیگم عالیہ کے ساتھ ہی باتوں میں لگیں تھیں جب مہر بھاگتی ہوئی آئی اور عالیہ کے گلے لگی۔

" عالیہ آپی" *I missed you so much* ! مہر نے عالیہ کا گال چومتے ہوئے کہا۔

" میری جان میں نے بھی تم سے بہت *miss* کیا"۔

" موسیٰ خالہ کی جان" مہر نے موسیٰ کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔

" مہر تم ایسے ہی منہ اٹھا کر آگئی ہو" رخسانہ بیگم مہر کو گھورتے ہوئے بولیں۔

" اب ماں منہ اوپر کمرے میں کیسے رکھ کر آتی؟"مہر نے موسیٰ کو پیار کرتے ہوئے جواب دیا۔سب نے مہر کی بات پر قہقہ لگایا۔

" مہر گڑیا تیرے کپڑوں کا کہہ رہی تیری ماں"دادو نے اسکے نائیٹ سوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مہر پنک ٹراؤزر کے اوپر سفید رنگ کی ٹی شرٹ جس پر درمیان میں بڑا سا *GIRL* کا لوگو پرنٹ تھا پہنے ہوئے تھی۔

" جاؤ اوپر کپڑے بدلو جا کر" رخسانہ بیگم شعلہ بار نظروں سے بولیں۔مہر خفا ہوئی(ایک تو ماں بھی نہ۔۔)

" ہاں مہر جاؤ چینج کر آؤ، میں ادھر ہی ہوں آج رات یہاں ہی روکوں گی، پھر چاچو اور داؤد آجائیں تو آرام سے ساری چیزیں دیکھاؤں گی" عالیہ نے پیار سے اسے کہتے ہوئے بھیجا۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Reviews

داؤد کار ڈرائیو کر رہا تھا اور سارہ ساتھ ہی بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کیسے بات شروع کرے۔

" داؤد! مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے "گاڑی کے اس خاموش ماحول میں سارہ کی آواز آئی۔

" ہاں کہو "

" وہ میں۔۔۔ میں تم سے۔۔۔ "سارہ کو سمجھ نہیں آیا کیسے کہے۔ کتنا مشکل تھا ایک لڑکی کا اسطرح کسی لڑکے سے محبت کا اظہار کرنا۔

" اصل میں اگلے ہفتے ہم پھوپھو کی طرف جا رہے ہیں حمزہ بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے، تو میں شاید آفس نہیں آ سکوں "سارہ کو خود نہیں پتہ چلا کہ وہ کیا بات کرتے کرتے کیا کہہ گئی۔

" ہمم *it's okay sarah* ! آفس میں بہت لوگ ہیں تمھارا کام ایک دن کیلئے ھینڈل کر لیں گے "داؤد نے اطمینان سے کہا۔ سارہ نے کہا کچھ نہیں بس ہلکے اثبات میں سر ہلایا۔

****

شام کے پانچ بج رہے تھے۔ داؤد اسی وقت گھر آیا کرتا تھا البتہ سکندر صاحب لنچ ٹائم تک گھر آجایا کرتے تھے، سکندر صاحب نے اب آفس کا کام تقریباً داؤد کے ہاتھوں میں دے دیا تھا۔ وہ اب بس صبح کے وقت آفس جاتے اور دوپہر میں لوٹ آتے تھے۔ کیونکہ اس عمر میں زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے، لیکن کچھ ضروری میٹنگز میں ان کا ہونا لازمی ہوتا اور داؤد بھی کوئی ڈیل کرنے سے پہلے ان سے مشورہ ضرور کرتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

یہ منظر گھر میں موجود چھوٹے باغ کا ہے جو گھر کے مین داخلی گیٹ کے بائیں جانب بنا تھا۔ ہری گھاس کے درمیان میں لوہے کی سٹائلش میز اور کرسیاں رکھی تھیں۔ مہراب ہلکے جامنی رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھی۔ نیچے گھاس پر موسیٰ کو گود میں لئے اس کے ساتھ سیلفیاں بنا رہی تھی۔ تب ہی گیٹ کے پار سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تو چوکیدار نے گیٹ کھولا تو داؤد کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ مہر نے سرسری سی نظر ڈال کر دوبارہ فون میں لگ گئی۔ البتہ موسیٰ نے اپنے ماموں کو دیکھا تو چہکا۔

" ماموں!" وہ داؤد کو آواز دیتے ہوئے مہر کی گود سے نکل کر اس کی طرف بھاگا تھا۔

" ہاں تمھارے کھڑوس ماموں" مہر نے برا سا منہ بنایا۔

ادھر داؤد نے دھیمی مسکان سے موسیٰ کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور دور بیٹھی مہر کو بلکل اگنور کیے اندر چل دیا۔

****

رات کے کھانے کے بعد سب لیونگ روم میں اکھٹا تھے۔ سارے بڑے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جبکہ داؤد کافی پی رہا تھا، وہ تو یہاں زیادہ رو کنا نہیں چاہتا تھا مگر اپنی بہن کے اسرار پر روک گیا۔ عالیہ سب کے لائے تحفے تقسیم کر رہی تھی۔ مہر اپنی چمکتی آنکھوں سے ساری چیزیں دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ شیشے کی جدید طرز کی میز جو صوفوں کے درمیان میں رکھی تھی ڈھیروں چیزوں سے بھری پڑی تھی۔ مہر کی چیزیں جن میں کچھ سٹائلش سکارف، ہینڈ بیگز، چاکلیٹس اور بہت ساری چیزیں شامل تھیں۔ اپنی چیزوں کو دیکھتے ہوئے مہر کی نظر میز پر پڑے ایک

پرفیوم کے پیک پر پڑی جو مہر نے اٹھا کر کھولا اسے اپنے ہاتھ کی پشت پر سپرے کیا۔ایک دلنشین مہک تھی پرفیوم کی جو مہر کو کافی اچھی لگی۔

" عالیہ آپی یہ پرفیوم بھی میں رکھ لوں؟"مہر نے پر جوش انداز میں پوچھا۔اس کی بات سے رخسانہ بیگم تو شرمندہ ہی ہو گئیں۔

" مہر یہ داؤد کے لیے ہے، لیکن اگر تمھے اچھا لگا ہے تو تم رکھ لو" عالیہ نے نرمی سے مسکاتے ہوئے کہا۔

" مہر تمھیں تمھاری ساری چیزیں مل تو گئی ہیں نہ پھر "رخسانہ تنبیہ کرتی نظروں سے بولیں۔(پتہ نہیں کس پر چلی گئی ہے یہ لڑکی)۔

" جی مل گئی ہیں، میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی کہ شاید ایکسٹرا ہے "مہر نے ماں کی نظروں سے گڑبڑا کر پرفیوم واپس رکھا۔

" چلو بھائی ٹائم کافی ہو گیا ہے، اماں آئیں آپکو کمرے میں چھوڑ دوں" سکندر صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

سب ہی اپنے اپنے کمروں میں چل دیے۔داؤد نے بھی شکر کیا تھا۔جبکہ مہر وہیں بیٹھی سوچ رہی تھی۔(اتنا اچھا پرفیوم اس سڑیل انسان کیلئے؟ اونہوں کیا تھا اگر مجھے مل جاتا)۔

****

داؤد فریش ہو کر واشروم سے نکلا تھا کہ سامنے بیڈ پر بیٹھی عالیہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔

" اب بھی نا آتے باہر کب سے انتظار کر رہی تھی" عالیہ نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں میں نے تو نہیں کہا تھا" داؤد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔انداز ایسا تھا کہ ابھی اس وقت وہ بلکل کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

" تم جان بوجھ کر نظر انداز کر رہے ہو،وہ بھی مجھے اپنی بڑی بہن کو؟" عالیہ نے خفگی سے کہا۔

" ایسا نہیں ہے تم جانتی ہو میں اس وقت تنہا رہنا پسند کرتا ہو" اب قدرے نرم تاثرات سے کہا۔

" اچھا یہاں آؤ بیٹھو میرے پاس اور ایک بار بس تحمل سے میری بات سن لو" عالیہ نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

اور داؤد کب انکار پاتا تھا اسے۔

" داؤد زندگی جی جاتی ہے۔۔زندگی گزارتے نہیں ہیں۔۔تم زندگی بس گزار رہے ہو، نہ کوئی دوست نہ کوئی ساتھی، کسی سے زیادہ بات نہیں کرتے،نہ کہیں جاتے ہو نہ آتے ہو،بس کام کام۔۔۔کب تک ایسا چلے گا؟میں مانتی ہوں تم نے حقیقت کو تسلیم کر لیا اور تم آگے بڑھ چکے ہو۔۔لیکن ایسا نہیں ہے۔۔داؤد میں امی دادو ہم سب تمھے نارمل زندگی جیتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں،تمھے خوش ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے ہیں" عالیہ سانس لینے کی لیے روکی۔داؤد اسی طرح بیٹھا تھا البتہ نگاہیں زمین پر مرکوز تھیں۔

" داؤد بھول جاؤ جو بھی ہوا،اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں تھا"۔داؤد نے ضبط سے آنکھیں مچ لیں۔عالیہ نے داؤد کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

" اچھا چلو شادی تو کر لو نا" اب اس نے داؤد کے چہرے پر آئی اداسی کو کم کرنا چاہا تو زرا مسکرا کر بولی۔داؤد خاموش ہی رہا۔

" اچھا ایک بات تو بتاؤ سارہ کیسی لگتی ہے تمھے؟" سارہ کے نام پر داؤد چونکا تھا لیکن پھر فوراً سے پیشتر اپنے چہرے کے تاثرات بدلے۔

" شادی ہی کرنی ہے نہ کر لوں گا، میں نے انکار نہیں کیا لیکن ابھی نہیں کرنا چاہتا "

" لیکن داؤد۔۔۔۔"

" پلیز عالیہ مجھے ابھی فورس مت کرو اور امی کو بھی سمجھاؤ، انکار نہیں کر رہا لیکن ابھی نہیں" داؤد نے سنجیدگی سے کہا۔

عالیہ نے گہری سانس خارج کی اور داؤد کے پاس سے اٹھ گئی۔

****

سبز رنگ کا سادہ سوٹ پہنے، ہاتھوں میں کوئی کتاب لیے وہ دونوں پاؤں اوپر کیے صوفے پر بیٹھی تھی۔ پھر اچانک آج شام کا وہ منظر ذہن میں گھومنے لگا تو کتاب بند کر کے صوفے پر سر دھرے سوچنے لگی۔ اتنے سالوں سے وہ داؤد کو چاہتی آ رہی تھی... نہیں! پہلے تو شاید چاہت تھی پھر وہ چاہت محبت میں بدل گئی اور اب۔۔۔۔ ہاں اب داؤد اسکا عشق بن چکا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا کیسے بات کرے داؤد سے؟ اتنے سالوں سے وہ کبھی کہہ نہیں پائی تھی، اور اب اسطرح اتنی جلدی کیسے بول دے؟ پہلے کبھی کوشش نہیں کی تھی کہنے کی اور اب ہمت کی تو ناکام رہی۔ اور اب بابا میری شادی کرنا چاہتے ہیں تو میں کیسے ان سے کہوں کے میں کسی سے محبت کرتی ہوں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی۔ "آہ یہ محبت"۔

****

عالیہ کے جانے کہ بعد داؤد بالکونی میں آگیا تھا۔ دھیان سارہ کی طرف تھا۔ وہ جانتا تھا سارہ اسے پسند کرتی ہے اس نے کہا نہیں تھا کبھی لیکن داؤد سمجھتا تھا، اس کا اسے دیکھنے کا انداز۔۔۔ جو اس کے ساتھ ہونے پر سارہ کے چہرے پر ایک الگ ہی رنگ ہوتا۔۔۔ اور بھی کئی دفعہ داؤد نے نوٹ کیا تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی وہ سارہ کی فیلنگز کو نظر انداز کر رہا تھا کیونکہ فلحال وہ اس سب کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب عالیہ کا اسطرح سارہ کے بارے میں پوچھنا۔۔۔ کیا عالیہ نے سارہ سے کہا ہو گا؟ یا پھر میری طرح اور بھی لوگ سارہ کی فیلنگز سے آگاہ ہیں۔۔۔ داؤد نا چاہتے ہوئے بھی آج اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ سارہ اس کی بہت اچھی دوست تھی، وہ دونوں ہمیشہ سے ساتھ تھے، تو کوئی برائی نہ تھی اگر سارہ کو اپنا جیون ساتھی بنالیا جائے۔ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک داؤد کی نظر سامنے والے گھر پر پڑی، چھت پر کوئی لڑکا کھڑا تھا جو نیچے گھر کے گارڈن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ داؤد کو عجیب لگا اس لڑکے کا یوں اپنے گھر جھانکنا۔ داؤد ریلنگ کے پاس ہوا اور تھوڑا جھک کر نیچے دیکھا۔ اور مہر کو باغ میں اس

وقت ٹہلتے ہوئے دیکھ کر داؤد کو غصہ آیا وہ فوراً کمرے سے نکل کر نیچے کی طرف بڑھا تھا۔

****

مہر کمرے میں بہت بور ہو رہی تھی نا مووی دیکھنے نا کسی ڈرامے کا موڈ تھا آج۔اسی لیے گارڈن میں چہل قدمی کے لیے آگئی۔ کانوں میں ہینڈ فری لگائے گھاس پر ننگے پاؤں چلتے گانے سنے جا رہے تھے۔داؤد نیچے گارڈن میں آیا تو اوپر کھڑے لڑکے کو شعلہ بار نظروں سے گھورا جو ابھی تک ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔داؤد کے ایسے دیکھنے سے وہ گھبرا کر فوراً وہاں سے ہٹ گیا۔داؤد نے مہر کو دیکھا جو اب آنکھیں بند کیے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پاؤں میز پر رکھے ہوئے تھی۔داؤد نے آگے بڑھ کر اس کے کانوں سے ہینڈ فری نکالے۔مہر نے آنکھیں کھولیں تو سامنے جیسے موت کا فرشتہ اس کے سر پر کھڑا تھا۔

" اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" داؤد نے سختی سے پوچھا۔مہر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" اور یہ میں آپکو کیوں بتاؤں؟"مہر نے گردن اکڑا کر داؤد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال پہ سوال کیا۔

" اپنے کمرے میں جاؤ فوراًاور آئندہ مجھے اس وقت تم یہاں نظر نا آؤ"داؤد نے چبا چبا کر کہا۔مہر کو یوں اسکا حکم چلانا زہر لگا تھا۔

" آپ کو کیا مسئلہ ہے؟صرف آپکا ہی نہیں میرا بھی گھر ہے،میں جب مرضی جہاں مرضی جاؤں"مہر نے چبھتی نظروں سے کہا۔داؤد کو ناگوار گزرا اسکا یوں اس سے بتمیزی کرنا۔اس نے مہر کو بازو سے تھامااور زبردستی اندر لے جانے لگا۔مہر اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی رہی۔

" آپ اسطرح کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔۔چھوڑیں مجھے۔۔۔"مہر نے غمزدہ آواز سے کہا۔داؤد نے اتنی سختی سے اسے پکڑا تھا کہ اسے شدید درد کا احساس ہوا۔مہر کے ایک ہاتھ میں فون تھااور دوسرا داؤد نے پکڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ خود کو آزاد نہ کروا پائی۔داؤد نے اندر آکر مہر کا بازو جھٹکا دینے کے انداز میں چھوڑا تھا۔پھر پلٹ کر لیونگ روم کا داخلی دروازہ بند کر دیا اور ایک تند نگاہ مہر پر ڈالی جو اپنا بازو سہلا رہی تھی۔

اس سے پہلے کے مہر کچھ بولتی داؤد اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

کمرے میں آکر بھی داؤد کا غصہ کم ہونے پر نہ آیا۔اسے غصہ تھا کہ مہر اتنی لاپرواکیسے ہو سکتی ہے۔اوپر سے اس کی بات سننے کی بجائے اس سے اسطرح بات کر رہی تھی۔اسی سوچ میں داؤد کی نظر اپنے بیڈ پر پڑی جہاں عالیہ کی اس کیلیئے دوبئی سے لائی ہوئی چیزیں رکھی تھیں اور ان میں وہ پرفیوم بھی تھا۔داؤد کو وہ لمحہ یاد آیا جب مہر اس پرفیوم کا پوچھ رہی تھی۔وہ غصے سے آگے بڑھا پرفیوم کو اٹھایا اور اسے پھینکنے ہی والا تھا کہ کسی انجان احساس کے تحت رک گیا۔داؤد نے ایک سرد سانس خارج کی اور خود کو پرسکون کیا۔ اب وہ باقی کی چیزیں اٹھائے اس پرفیوم کے ساتھ اپنی وارڈروب میں رکھ رہا تھا۔

****

مہر بھی جب سے کمرے میں آئی تھی گلابی پڑتی آنکھوں سے اپنا بازو دیکھ رہی تھی۔کتنی سختی سے پکڑا تھا۔وہ کمزور نہیں تھی کہ اتنی تکلیف سہہ نہ پاتی لیکن کبھی کسی نے اتنی

تکلیف دی بھی نہ تھی۔ وہ تو محبت کی آدھی تھی۔ لاڑوں میں پلی بڑی تھی۔ لیکن یہ اسکا کھڑوس کزن۔۔۔ داؤد کا خیال آتے ہی مہر نے برا سا منہ بنایا تھا۔ پھر اپنی آنکھیں صاف کیں۔

" اس داؤد ابراہیم کو ایسا سبق سکھاؤں گی کے یاد رکھے گا" مہر واپس اپنے روپ میں آگئی تھی۔

" اسے بھی پتہ چلنا چاہیے کے اس نے پنگا اس بار مہر سکندر سے لیا ہے" دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اس نے خود سے کہا۔ *"Be ready dear cousin"* ایک شیطانی مسکراہٹ مہر کے لبوں پہ آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

صبح کا سورج پرندوں کی چہچہاہٹ کے سنگ پھر سے نکل آیا تھا۔ آج سنڈے تھا اسی لیے سکندر صاحب اور داؤد نے آفس نہیں جانا تھا۔ اگر داؤد کے کمرے میں جھانکے تو وہ ابھی تک سو رہا تھا۔ سنڈے والے دن وہ دس گیارہ بجے کے قریب جاگتا تھا البتہ باقی دن وہ سات بجے تک اٹھ جایا کرتا تھا۔ باقی گھر والے اپنی روٹین کے مطابق جاگ گئے تھے اور روزمرہ کے کاموں میں لگے تھے۔ مہر کے کمرے میں دیکھا جائے تو آج ایک

نئ تبدیلی رونما ہوئی تھی۔اور وہ یہ کے مہر بی آج جلدی جاگ گئ تھیں۔گیلے بالوں کو آئینے کے سامنے کھڑی ہیئر ڈرائر سے خشک کر رہی تھی۔

" ایسا کرتی ہوں کھڑوس کے روم میں جا کر اس کے سارے روم کا کباڑا کر آتی ہوں" خود سے کہتے وہ داؤد کو سبق سکھانے کے منصوبے بنا رہی تھی۔

" اونہوں نہیں مہر اس سے کچھ نہیں ہونا، کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تو مہر آج اسی لیے جلدی جاگ گئ تھی کہ وہ پلاننگ کر سکے کہ کیسے داؤد سے بدلہ لے۔ آج سنڈے تھا، مہر کو پتہ تھا داؤد سارا دن گھر پر ہو گا اور مہر کا ارادہ اس سنڈے کو داؤد کی زندگی کا سب سے یادگار دن بنانے کا تھا وہ الگ بات تھی کہ ابھی تک جتنی ترکیبیں سوچی تھیں ان سب کو خود ہی رد کرتی گئی۔۔۔۔ نہیں ایسا کرنے سے کھڑوس کو کوئی فرق نہیں پڑنا۔۔۔ یہ کروں گی شک ہو سکتا کے میں نے کیا۔۔۔۔ اس سے سڑیل نے مزید غصہ کرنا ہے۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

****

عالیہ موسیٰ کو ناشتہ کروا رہی تھی۔ پاس ہی صوفے پر حفصہ بیگم بیٹھی تھیں جب آمنہ بیگم وہاں آئیں۔

" بات ہوئی داؤد سے ؟" آمنہ بیگم نے عالیہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ حفصہ بیگم سمجھ گئیں کہ داؤد کی شادی کی بات ہو رہی۔

" جی ہوئی تھی اور وہ ہی جواب دیا جو ہمیشہ سے دیتا آرہا ہے " عالیہ نے دکھی دل سے کہا۔ آمنہ بیگم کو مایوسی ہوئی۔

" فکر نا کرو بہو میرے پاس ایک طریقہ ہے اسے منانے کا "حفصہ بیگم نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن آمنہ بیگم کو تسلی نہیں ہوئی نا جانے کیوں ان کو لگتا ہے ان کا بیٹا ایسے ہی زندگی گزار دے گا اور آج پہلی بار انھیں اپنے شوہر ابراہیم صاحب کی کمی بے حد محسوس ہو رہی تھی۔

****

سفید رنگ کی پورے آستینوں والی شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے داؤد ناشتے کی میز پر موجود تھا۔ شرٹ کی آستینوں کو کہنی تک چڑھا رکھا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے

ہوئے تھے۔مہر بڑے غور سے داؤد کا جائزہ لے رہی تھی۔وہ دونوں کیونکہ ایک ساتھ نیچے آئے تھے اسی لیے اب آمنے سامنے بیٹھے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے جو کہ رخسانہ بیگم ان کیلیئے تیار کروا رہی تھیں البتہ باقی اپنا ناشتہ صبح کر چکے تھے۔مہر جاگی تو آج جلدی تھی لیکن اپنے کمرے سے باہر دیر سے ہی نکلی تھی(کھڑوس کے خلاف سازش جو کر رہی تھی)۔سب حیران ہوئے کے مہر آج خود ہی اٹھ کر آگئی کسی کو اسے جا کر جگانا نہیں پڑا جبکہ گھر والوں کو اگر پتہ چلتا مہر صبح نو بجے سے جاگ رہی ہے تو ضرور سب غش کھا جاتے۔

داؤد کو خود پر نظروں کا ارتکا محسوس ہوا تو سامنے دیکھا۔مہر ہڑبڑا گئی اور فوراً آنکھوں کا رخ بدلہ۔جب داؤد نیچے آیا تو وہ پہلے ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھی داؤد نے بس ایک ناگوار نظر ڈالی اور سنجیدگی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔اور اب دونوں اپنا ناشتہ کر رہے تھے۔داؤد ساتھ ساتھ فون بھی استعمال کر رہا تھا جبکہ مہر ناشتے کے ساتھ گاہے بگاہے داؤد پر بھی نظریں رکھے ہوئے تھی۔

****

داؤد ناشتہ کر کے کمرے میں جا چکا تھا البتہ چائے اس نے اپنے کمرے میں ہی منگوالی تھی۔ ٹیبل سے اُٹھتے ہوئے وہ فرزانہ سے کہہ رہا تھا کہ میری چائے روم میں دے جانا۔ اور مہر ایک دم الرٹ ہوئی اس بات سی اس کی آنکھیں چمکیں تھی۔اور اب مہر کچن میں موجود تھی۔فرزانہ چائے بنا رہی تھی۔

" فرزانہ !"مہر نے اسے مخاطب کیا۔

" جی باجی "

" باہر دیکھ کر آؤ خان بابا(ڈرائیور) آ گئے ہیں"

" جی میں یہ چائے۔۔۔"اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مہر بول پڑی۔

" ہاں تو میں ڈال لیتی ہوں چائے تب تک تم جاؤ جلدی سے دیکھ کر آؤ"۔

" جی ٹھیک ہے "اس کے جاتے ہی مہر نے ایک نظر باہر لاونج میں ڈالی جہاں سب باتوں میں مصروف تھے۔پھر جلدی سے چائے کپ میں ڈالی اور لال مرچ کا ڈبہ اٹھایا، اس میں ایک چمچ بھر کر مرچ ڈال دی اور اچھے سے مکس کیا اور ٹرے اٹھائے وہ کچن سے باہر آئی سامنے ہی فرزانہ چلی آ رہی تھی۔

" جی خان بابا۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ فرزانہ بتاتی۔مہر نے جلدی سے اسے ٹرے تھما دی۔

" جاؤ پہلے چائے دے آؤ"فرزانہ حیران ہوئی۔

" یہ مہر باجی بھی عجیب ہے کبھی کچھ کہتی ہے کبھی کچھ " نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھ گئی۔

داؤد کو چائے دے کر فرزانہ کمرے سے نکل گئی۔اس کے جاتے ہی مہر جو داؤد کے کمرے کے ساتھ دائیں طرف دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی فوراًاس کے دروازے کے سامنے ہوئی جو کہ بند تھا۔اب سین یہ تھامہر دروازے سے کان لگائے بلکل اس سے چپکی کھڑی تھی۔یہ دیکھنے کیلئے کہ مرچوں والی چائے پی کر کیسا لگے گا کھڑوس۔وہ الگ بات تھی کے بند دروازے سے وہ کچھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔لیکن سن تو سکتی تھی کہ وہ چیخے گا چلائے گا تو مہر کو بڑا مزہ آئے گا۔اس بات سے بے خبر اندر داؤد ہاتھوں میں کوئی فائل لیے ٹہل رہا تھااور چائے بیڈ کی سائیڈ پر رکھی تھی جسکو داؤد فائل پڑھنے کے چکر میں فلحال بھول چکا تھا۔

" اوہو!ایک تو آواز نہیں آرہی کچھ "مہر نے جھنجھلا کر سوچا۔

داؤد کی نظر چائے کے کپ پڑی تو خیال آیااسے پینے کا لیکن اب تک ٹھنڈی ہو چکی ہو گی اس نے سوچااور دروازہ کھول کر وہ فرزانہ کو چائے گرم کرلانے کا کہنے والا تھا۔جیسے ہی داؤد نے دروازہ کھولا مہر ڈھرم سے گھٹنوں کے بل کمرے کے اندر گری"۔

" واٹ دا ہیل از دس؟"داؤد شاک اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے بولا۔مہر گھبرا کر فوراً اٹھی تھی۔اسے سمجھ نا آیا کہ کیا کہے۔اور داؤد اسے ابھی بھی ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کے ہیلو بی بی کدھر۔

" وہ میں۔۔۔میں وہ۔۔۔"مہر کی تو زبان بھی ساتھ نہیں دے رہی تھی۔اور پھر وہ ایسے ہی کمرے سے تیزی سے بھاگ نکلی جیسے پیچھے کوئی کتا پڑ گیا ہو۔داؤد باہر اس کے پیچھے آیا لیکن مہر نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

" یہ لڑکی پاگل ہے کیا"داؤد خود سے سوال کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

مہر باہر لان میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔اپنا پلان ناکام ہونے کا دکھ تھا اب آگے کیا کرنا چاہیے یہ ہی سوچ رہی تھی۔داؤد نے چائے گرم کرنے بھیجی تھی لیکن آمنہ بیگم نے وہ پھینک کر نئی چائے بنائی اور خود داؤد کو دینے گئیں۔کیونکہ ان کے خیال میں زیادہ دیر پڑی چائے کو گرم کر کے پینے کی بجائے تازہ بنا کر پینی چاہیئے۔اسی لیے مہر دوبارہ مرچیں بھی نہیں ڈال پائی۔

"""کیا کروں کیا کروں"کمر پہ ہاتھ رکھے وہ سوچ رہی تھی۔ تبھی تین سالہ موسیٰ بھاگتا ہوا آیا۔وہ گوری رنگت کا گول مٹول سا بچا تھا اس نے اپنے نین نقش اپنے ماموں سے چرائے تھے۔

" خالہ ماما آپکو بلا رہیں ہیں"اپنی پیاری میٹھی آواز میں اس نے مہر کو پیغام دیا۔مہر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

" اچھا ادھر آؤ خالہ کی جان"مہر نے اسے گود میں اٹھا کے اس کے گال چومے اور موسیٰ کو لیے اندر بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

آج آفس سے چھٹی تھی اس لیے سارہ کا وقت گھر میں گزارنا انتہائی مشکل کام تھا۔اسے زیادہ فارغ رہنے کی عادت بھی نہ تھی بلکل داؤد کی طرح اور اس بات سے سارہ بے حد خوش ہوا کرتی کہ داؤد اور اسکی بہت سی عادتیں اور پسند ایک جیسی تھیں۔بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی سارہ داؤد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔جب حمزہ ڈور ناک کرتے ہوئے سارہ کے کمرے میں آیا۔

" بھائی آپ۔۔۔"سارہ اٹھی اور ساتھ پڑا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھ لیا۔

" کیا کر رہی تھی؟"حمزہ ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھا۔حمزہ داؤد کا ہی ہم عمر تھا۔صاف رنگت، سنہری آنکھیں بلکل سارہ جیسی تھیں وہ بھی ایک خوبرو مرد تھا۔حُسن تو اس خاندان کے ہر فرد پر مہربان تھا۔

" کچھ بھی نہیں ایسے ہی"سارہ نے زمین پر نظریں جمائے کہا۔

" سارہ!"حمزہ نے سارہ کا ہاتھ تھاما۔

" بابا کی بات پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے،وہ صرف چاہتے ہیں تم بھی اب اپنے گھر کی ہو جاؤ،اسی لیے اونہوں نے سوچا کے ہم دونوں بہن بھائی کی شادی ایک ساتھ ہی کر دی جائے۔لیکن ابھی بہت ٹائم ہے،ہم تماری مرضی جانے بنا کوئی فیصلہ نہیں لیں گے"سارہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

" امی تمہارے لیے فکر مند ہیں کہہ رہیں تھیں مجھ سے جب سے سارہ سے شادی کی بات کی ہے وہ کھوئی کھوئی سی رہتی ہے،اسی لیے اونہوں نے مجھے کہا کے میں تم سے بات کروں"

" نہیں میں وہ بس اچانک سے شادی کا سوچ کر تھوڑی پریشان تھی"سارہ نے فوراً سے وضاحت دی کہ کہیں کسی کو شک نہ ہو جائے۔

" اصل میں بابا اپنا خرچہ بچانا چاہتے ہیں" حمزہ نے مسخرے پن سے کہا۔ سارہ ہنس دی۔ حمزہ اب پر سکون تھا اسے ایسے دیکھ کر۔ اور پھر وہ جانے کے لیے اٹھ گیا۔ لیکن پھر پلٹ کر ڈور کے پاس روک کر بولا۔

" ارے یار میں کہنے تو کچھ اور آیا تھا اور بات کچھ اور کر دی، تیار ہو جاؤ نانوں کی طرف چلنا ہے اور رات کا کھانا ادھر ہی کھائیں گے "

" آپ سے کس نے کہا؟ "

" آمنہ ممانی نے کی کال تھی کہ عالیہ آئی ہوئی ہے تو رات کا کھانا سب ساتھ کھائیں گے "حمزہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ پیچھے سارہ اب پر سکون تھی اور اس بات سے خوش بھی داؤد کو آج دیکھنے سے وہ محروم نہیں رہے گی۔

****

سب گھر والے لاونج میں موجود تھے۔ دوپہر کا کھانا کھایا جا چکا تھا۔ سب موسیٰ کی باتوں کو انجوائے کر رہے تھے جو بڑے مزے سے دبئی کے قصے سنا رہا تھا۔

مہر نے سوچا یہ ہی سہی موقعہ ہے داؤد بھی یہاں ہے وہ آرام سے اس کے کمرے میں جا سکتی تھی۔وہ آرام سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی کسی نے بھی مہر کے جانے پر دھیان نہیں دیا۔مہر تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔داؤد کے کمرے کے باہر روک کر اپنی سانسوں کو ہموار کیا اور پھر لاک گھما کر دروازہ کھول کر اندر آگئی۔پورا کمرہ ہی خوبصورت تھا۔سنہرے اور ہاف وائٹ رنگ کا فرنیچر تھا۔بیڈ کے ساتھ دائیں طرف سلائیڈنگ گلاس کا ڈور تھا جس کی دوسری طرف بالکونی بنی تھی۔بیڈ کے سامنے دیوار کے ساتھ ایک صوفہ رکھا تھا جس کے آگے شیشے کی میز رکھی تھی۔بائیں طرف واشروم کا دروازہ تھا۔

مہر کی نظر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر گئی جس پر پانی کا جگ اور ساتھ گلاس رکھا تھا۔جگ میں پانی آدھا تھا شاید کل رات کا رکھا ہوا تھا مہر نے آگے بڑھ کر جگ اٹھایا اور بیڈ پر الٹ دیا۔

" اونہہ یہ کم ہے " بڑبڑاتے ہوئے جلدی سے واشروم میں گئی اور جگ بھر کر لائی اور بیڈ پر الٹ دیا۔اسی طرح تین جگ مزید پانی کے ایسے ہی الٹ دیے اور پھر ہاتھ لگا کے چیک کیا اب تسلی ہوئی کے بیڈ پورا بھیگ چکا ہے۔

مہر نے جگ واپس رکھا اور جلدی سے کمرے سے نکل کر نیچے اور سیڑھیوں پر نظر دوڑائی۔ کوئی بھی نہیں تھا۔ سب ابھی لاونج میں ہی بیٹھے تھے۔ مہر کمرے میں واپس آئی اور صوفے کے ساتھ ٹیبل پر رکھی بلیک کلر کی فائل اٹھائی، کھول کر دیکھا کوئی امپورٹڈ فائل ہو گی یقیناً تبھی داؤد کے کمرے میں موجود تھی، مہر نے سوچا اور پھر فائل کو مہر نے صوفے کے نیچے پیچھے کر کے چھپا دیا۔ نیچے سے اٹھ کر سیدھی کھڑی ہوئی اور دوبارہ کمرے میں نگاہ دوڑائی۔

" اور ایسا کیا کروں " کمر پہ ہاتھ رکھے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مہر سوچ رہی تھی۔

" اگر کھڑوس کا موبائل کمرے میں ہوتا تو میں اسکا حشر بگاڑ دیتی لیکن فون ہمیشہ وہ ساتھ رکھتا ہے "۔ ابھی مہر سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا ڈور کھلا اور مہر وہیں فریز ہو گئی پیچھے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

" میں تو گئی " دل ہی دل میں بولی۔

" مہر باجی آپ۔۔۔۔ " فرزانہ کی آواز اپنے عقب سے سنائی دی تو مہر کی جان میں جان آئی۔ مہر پلٹی اور فرزانہ کو دیکھا۔

" آپ یہاں کیا کر رہی ہیں "؟ فرزانہ نے نا سمجھنے والے انداز میں پوچھا، کیونکہ یہ پہلی بار تھا وہ داؤد کے کمرے میں یوں موجود تھی۔ مہر نے اسے گھوری سے نوازا۔

" اب میں تمھے بتا کر آیا جایا کروں گی "مہر سرد آواز میں بولی، مقصد صرف اسے ڈرانا تھا تاکہ وہ کسی سے اس کا یہاں ہونے کا ذکر نا کرے۔

" نہ۔۔۔ نہیں باجی۔۔۔۔ میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی "وہ گھبرا گئی۔

" میرا ایک بریسلیٹ کھو گیا ہے، بس وہ ہی ڈھونڈنے آئی تھی، مجھے لگا یہاں بھی دیکھ لوں شاید یہاں مل جائے "مہر نے وضاحت دی۔

" میں دیکھ دیتی ہوں "فرزانہ آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

" نہیں کوئی فائدہ نہیں میں دیکھ چکی ہوں، یہاں نہیں ہے، تم کرو جو کرنے آئی تھی "کہہ کر مہر کمرے سے نکل گئی۔

فرزانہ نے جگ اور گلاس اٹھایا اور ڈور بند کرکے باہر آ گئی۔

****

" اوفف! بال بال بچ گئی آج تو، ایک منٹ کیلئے لگا تھا وہ کھڑوس آ گیا ہے۔ اس فرزانہ کی بچی نے ڈرا دیا تھا۔۔۔ اوفف "مہر اپنے کمرے میں آکر سکھ کا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"ہمم تو آج کی رات مسٹر داؤد ابراہیم جاگ کر گزاریں گے، چچ۔۔ چچ۔۔،اب ان کو پتہ چلے گا کہ مہر سکندر کون ہے" مہر نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

اب مہر کا ارادہ تھوڑی دیر آرام کرنے کا تھا۔ صبح سے جاگ رہی تھی اتنی مشقت کی تھی اب آرام کرنا تو بنتا تھا۔ یہ مہر بی بی کا خیال تھا۔اور اب مہر آنے والے طوفان سے بے خبر نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شام کے آٹھ بج رہے تھے۔ عظمیٰ بیگم کی فیملی آچکی تھی۔ جنید صاحب اور حمزہ بھی آج موجود تھے۔اب بس عرفان کا انتظار تھا۔عالیہ نے کال کی تو عرفان نے پندرہ منٹ تک پہنچنے کا کہہ دیا۔داؤد بھی آج معمول سے ہٹ کر دوپہر کے کھانے کے بعد سے نیچے ہی تھا۔ نہیں تو وہ اپنے کمرے سے نکلتا ہی کب تھا۔اس لیے مہر کی کارستانی سے فلحال وہ بے خبر تھا۔آج دادو نے اور عالیہ نے اس کی ایک نہیں سنی تھی اور اسے زبردستی روک رکھا تھا۔آمنہ بیگم نے بھی آج چاہا کے وہ گھر والوں کے ساتھ وقت گزارے اسی لیے داؤد کی کوئی التجا آج ان کے سامنے بھی نہیں چلی۔البتہ لیپ ٹاپ

اس کے پاس ہی تھا جس پر وہ کچھ نا کچھ کام کرتا رہا اور ساتھ دو سے تین مرتبہ بزنس ریلیٹڈ کالز بھی اٹینڈ کیں۔اب وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر فارغ تو ہرگز نہیں رہ سکتا تھا۔ سارہ جب آئی تو اس کے ساتھ بھی آفس کے متعلق کام کی باتیں کیں۔ جس پر گھر کی بیگمات نے سوچا کے اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

" نانو! مہر نظر نہیں آئی" سارہ نے پوچھا۔

" سو رہی ہے ہماری لاڈو رانی" نانو نے پیار بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" کیا! اس وقت سو رہی ہے؟(اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا)۔

" سارہ تم تھوڑا سمجھاؤ اسے" رخسانہ بیگم نے کہا۔ان کا بہت دل تھا ان کی مہر سارہ جیسی ذمہدار ہوتی۔

" ارے بہو تم ایسے ہی اتنی فکر کرتی ہو۔ مہر ابھی بچی ہے، یہ ہی دن ہوتے لڑکیوں کے اپنے ماں باپ کے گھر رہ کر وہ اپنی مرضی کریں، کل شادی ہو جائے گی اسکی آگے جا کر پتہ نہیں کیسی زندگی ہو" حفصہ بیگم نے رخسانہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔رخسانہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں اٹھا کر لاتی ہوں اسے ممانی" سارہ کہتے ہوئے اوپر مہر کے کمرے کی طرف بڑھی۔

****

مہر کے کمرے کا دروازا کھلا تو سامنے کا منظر واضح ہوا۔وہ مدھوش پڑی تھی۔اوندھے منہ لیٹی ایک ہاتھ بیڈ کے نیچے لٹک رہا تھا اور دوسرا اپنے چہرے کے نیچے دھرہ تھا۔

" اتنی نیند کہاں سے لاتی ہے یہ "سارہ اس کے پاس جگہ بناتے ہوئے بیٹھی۔

" مہر!مہر۔۔۔۔اٹھ جاؤ کتنا سونا ہے مزید،رات کے ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں"

سارہ نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔مہر کروٹ لیے سیدھی ہوئی آنکھیں بند تھیں۔سارہ نے اب اسکا بازہ پکڑ کر ہلایا۔

" توبہ ہے مہر!اٹھو جلدی سے "سارہ نے جھنجھوڑا اسے۔

مہر اپنی آنکھیں مسلنے لگی اور انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

" کیا ٹائم ہوا ہے؟نیند سے بھری آواز سے پوچھا۔

" ٹائم کی بچی کب سے جگا رہی ہوں،ہم سب نیچے شام کے آئے ہوئے۔بابا اور حمزہ بھائی بھی تمہارا پوچھ رہے تھے اور تم ہو دنیا سے بے خبر اپنی نیند میں ڈوبی "سارہ نے تاسف سے کہا۔

" اومیں اتنی دیر سوئی رہی "مہر تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور واشروم میں گم ہوئی۔سارہ ہنس دی اسکی پھرتی پر اور اٹھ کر کمفرٹر ٹھیک کررہی تھی کے مہر واپس آئی اور اسکا گال چوما۔

" میرا ایک سوٹ نکال دو اور نیچے میرے ساتھ جانا "سارہ کو تاکید کر کے دوبارہ واشروم میں بند ہو گئی۔سارہ اور مہر تھی تو کزنز لیکن دونوں کا ایک دوسرے سے پیار سگی بہنوں جیسا تھا۔سارہ مہر سے دو سال بڑی تھی پھر بھی دونوں بچپن کی ساتھی تھیں۔جب بھی دونوں ایک ساتھ ہوتیں ڈھیروں باتیں کرتیں اور اپنے بچپن کے قصے یاد کیا کرتیں۔سارہ اپنی شاپنگ پر مہر کو ساتھ لے جایا کرتی۔دونوں کی کوئی بہن نہ تھی اسی لیے سارہ مہر کو اور مہر سارہ کو اپنی بہن کہتی۔

مہر اب کپڑے بدلے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بال برش کر رہی تھی۔سارہ بیڈ پر بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

" مہر ممانی تماری لاپرواہی سے پریشان رہتی ہیں،ان کو تنگ کیوں کرتی ہو جلدی سو جایا کرو رات کو تاکہ تمھے دن میں سونا نا پڑے "سارہ نے پیار سے سمجھانا چاہا۔

" اوففف ایک تو تمہاری ممانی بھی نہ میری نیند کی دشمن ہیں "مہر نے چڑ کر کہا۔

" میری ممانی تمہاری ماں بھی ہیں "سارہ نے اسے شرم دلانی چاہی۔مہر نے اپنا فون اٹھایا اور بلوتوتھ سپیکر سے connect کیا۔اب کمرے میں گانے کی آواز گونج رہی تھی۔

" ہم تو بھائی جیسے ہیں، ویسے رہیں گے"

" ہم تو بھائی جیسے ہیں، ویسے رہیں گے"

" اب کوئی خوش ہو، یا ہو خفا، ہم نہیں بدلیں گے اپنی ادا"
" سمجھے نا سمجھے کوئی، ہم یہ ہی کہیں گے "

" ہم تو بھائی جیسے ہیں، ویسے رہیں گے "

دوپٹے کو سر پر دونوں ہاتھوں سے اٹھائے مہر ڈانس کر رہی تھی، کبھی بیڈ پر چڑھ جاتی کبھی سارہ کے گرد گھومنے لگتی۔سارہ اسے ایسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔کمرے کا

دروازہ بند تھا اور گانا بج رہا تھا اب مہر دوپٹہ پھینک سارہ کے ہاتھ پکڑے اسے بھی ساتھ گھما رہی تھی اور پھر دونوں کی کھلکھلاہٹیں تھیں کمرے میں۔

****

رات کا کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا جا چکا تھا۔ مہر موسیٰ کو لیے لان میں آ گئی تھی۔ جہاں وہ اس کے ساتھ کتنی دیر فٹبال کھیلتی رہی۔ اندر بڑے سب اب باتوں میں مصروف تھے۔ حمزہ تو یہ کہہ کر اٹھ گیا کے آپ بزرگ لوگ باتیں کریں ہمارا یہاں کیا کام اور ساتھ داؤد اور سارہ کو بھی اٹھایا۔ جس پر عالیہ نے خاصا احتجاج کیا کے وہ اسے اور عرفان کو بھی بزرگ کہہ رہا ہے اور ہمیں ساتھ آنے کی آفر نہیں دی۔ دونوں کی اس نوک جھوک کو سب گھر والوں نے انجوئے کیا تھا۔

اب منظر یہ تھا داؤد حمزہ اور سارہ تینوں لان کی طرف آ گئے جہاں سے مہر اور موسیٰ کی باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ حمزہ نے سارہ اور داؤد کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور تینوں ان کے پیچھے کھڑے اب ان کی باتیں سن رہے تھے جبکہ داؤد چہرے پر ناگواری لیے کھڑا

تھا اسے بالکل دلچسپی نہیں تھی اس سب میں، بس حمزہ کے فورس کرنے پر وہ ان کے ساتھ آ گیا تھا اور اب اس پاگل لڑکی کی بے تکی باتیں سنے۔ اوففف !!

" اچھا موسیٰ یہ تو بتاؤ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے ؟" مہر موسیٰ کو لیے لان کے بالکل شروع میں کرسی پر بیٹھی تھی۔ موسیٰ مہر کی گود میں موجود تھا۔ کرسی کا رخ لان کی دیوار کی طرف تھا۔

" میں ؟" موسیٰ نے اپنی گردن اٹھا کر مہر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں میری جان آپ" مہر نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد موسیٰ کی آواز آئی۔ "میں داؤد ماموں جیسا بنوں گا" وہ صدا کا اپنے ماموں کا شیدائی تھا چہک کر مہر کو آگاہ کیا۔

" کیا؟" مہر کو تو جیسے صدمہ ہوا تھا۔ اس نے موسیٰ کو گود سے اتارا۔

" خبردار تم ان جیسے بنے، وہ کھڑوس، سڑیل ظالم انسان۔۔۔" مہر کو تو بس نہیں چلتا وہ داؤد کو کچا چبا جاتی۔

" موسیٰ تم اپنے ماموں جیسے نہیں بلکہ میرے جیسے خوش مزاج، ہنس مکھ، تھوڑے سے شرارتی اور بہت پیارے بنو گے" وہ گردن اکڑا کر فخر سے کہے جا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے داؤد کی آواز آئی۔

****

" کیا سیکھا رہی ہو بچے کو؟" داؤد کی سرد آواز مہر نے سنی تو آنکھیں پوری کھل گئیں۔

" ہائے اللہ جی! میں تو گئی۔۔۔۔۔مہر بڑبڑائی اور پھر کرسی سے اٹھ کر پلٹی تھی۔سارہ اور حمزہ اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کررہے تھے اور داؤد کی چبھتی نظریں اسی پر جمی تھیں۔حمزہ سے مزید رہا نہ گیا تو وہ کھل کر ہنسا۔

" مہر واؤ! سیریسلی تم نے بالکل سہی پہچانا ہے داؤد کو اور ہاں موسیٰ کو بالکل دی گریٹ مہر جیسا ہونا چاہیے "

حمزہ نے کہتے ہوئے ایک قہقہہ لگایا سارہ بھی ہنس دی۔داؤد نے ایک گھوری سے حمزہ کو نوازا تو اسکی ہنسی کو بریک لگی۔

" ہاں تو کیا کہہ رہی تھی تم؟ موسیٰ کو تمہارے جیسا ہونا چاہیے۔ *you mean* تمہارے جیسا غیر ذمہدار۔۔۔۔۔لاپروا۔۔۔۔۔اور بنا کسی مقصد کی زندگی گزارے *Right*؟" مہر کا تو منہ ہی کھل گیا۔

" اوہیلو! کیا مطلب ہے آپکا کے میں لاپرواور غیر ذمہدار ہوں؟ آپ۔۔۔آپ خود کیا ہیں۔۔۔اور کیا یہ آپ جیسا بنے اکڑ مزاج، کھڑوس سڑیل، بدلحاظ جس کی زندگی بے رنگ ہو" مہر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے تیز تیز بولتی جارہی تھی۔

داؤد کو غصہ آیا "! you" ابھی وہ آگے کچھ کہتا کے حمزہ نے اسے روکا۔

" داؤد its okay ! یار کوئی بڑی بات نہیں ہے آجاؤاندر چلتے ہیں"۔ حمزہ اور سارہ تو حیران تھے ان دونوں کو ایسے لڑتے ہوئے دیکھ۔ داؤد ابھی بھی شعلہ بار نظروں سے مہر کو دیکھے جارہا تھا کم مہر بھی نہیں تھی وہ بھی اسی طرح غصے سے داؤد کو دیکھ رہی تھی۔

" ایڈیٹ" داؤد کہہ کر مڑ گیا۔ مہر کے تو سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی۔

" اسکی تو میں۔۔۔۔۔۔۔" مہر داؤد کے پیچھے لپکی ہی تھی کے سارہ نے اسے بازہ سے تھام کر روکا۔

" اوفف لڑکی روک جاؤ۔۔۔۔۔ موسیٰ آپ اندر جاؤاپنی ماما کے پاس" سارہ نے موسیٰ کو پیار سے کہتے بھیجا۔

" تم نے سناوہ مجھے کیا بول کر گیا ہے؟ تم! تم کیسے کام کرتی ہو اس بد تمیز کے ساتھ "

" مہر بری بات تم سے بڑے ہیں "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہاں تو! کہیں کا منسٹر لگا ہے کیا..... آیا بڑا" مہر نے منہ بگاڑ کر کہا۔

" اوہو جانے دو اس بات کو، چلو آؤ تھوڑی دیر باتیں کرتے ہیں" سارہ نے مہر کا ہاتھ تھاما اور اب دونوں لان میں ٹہل رہیں تھیں۔

****

اگلا دن روشن ہوا تو معمول کے مطابق داؤد آفس کیلیئے تیار ہو رہا تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑے وہ سٹڈ لگا رہا تھا۔ آج چہرے پر سنجیدگی کے بجائے جھنجھلاہٹ تھی۔ آنکھیں رات جگے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ رات کمرے میں آکر جب داؤد چینج کر کر بیڈ پر آرام کرنے کی غرض سے لیٹا ہی تھا کے کرنٹ کھا کر اٹھا تھا۔ سارا بیڈ بھیگا ہوا تھا پانی سے، داؤد نے دوسری سائیڈ چیک کی وہ بھی ایسے ہی تھی۔ داؤد کو سخت کوفت ہوئی۔ اسے لگا ضرور فرزانہ سے پانی گرا ہے اور ڈانٹ کے ڈر سے اس نے بتایا نہیں۔ رات ساری ٹو سٹر صوفے پر داؤد نے غیر آرام دہ گزاری تھی۔

نیچے آ کر داؤد نے آمنہ بیگم کو بتایا اور تاکید کی وہ خود چیک کیا کریں کے فرزانہ ٹھیک سے کام کرتی ہے یا نہیں۔ناشتہ کرنے کے بعد داؤد گھر کے باہر ڈرائیو وے پر کھڑی اپنی کار کی جانب آیا تو نظر پنکچر ٹائر کی طرف گئی۔صرف ایک ہی نہیں پچھلہ ٹائر بھی پنکچر تھا۔

" واٹ دا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"داؤد کو بے تحاشہ غصہ آیا۔

" آج کا دن ہی خراب ہے"داؤد خود سے بڑبڑاتے واپس اندر چلا گیا۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کل کی شام سب گھر والوں نے ساتھ گزاری تھی۔تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے کے قریب عظمیٰ بیگم کی فیملی رخصت ہوئی تھی۔اس سے ایک گھنٹہ پہلے عالیہ بھی اپنے سسرال واپس جا چکی تھی۔مہر نے کل رات داؤد کے ساتھ ہوئی لڑائی کا بدلہ داؤد کی گاڑی کے ٹائر پنکچر کر کے لیا۔

اس وقت مہر کے کمرے میں دیکھیں تو وہ سو رہی تھی کہ اس کا فون زور و شور سے بجنے لگا۔مہر نے کروٹ بدلی۔فون بجنا بند ہوا لیکن ایک منٹ بعد پھر سے بجنے لگا۔مہر نے

تکیہ اٹھا کر چہرے پر رکھ لیا۔۔۔فون کی دوسری طرف بھی کوئی ڈھیٹ تھا اس لیے ایک بار پھر سے فون بجا۔ مہر نے بدمزہ ہو کر تکیہ منہ سے ہٹا کر فون اٹھایا۔

" کیا مصیبت ہے۔۔۔۔۔" مہر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔

" ہیلو مہر! بدتمیز کل رات کو کہہ رہی تھی میں صبح ٹائم پر آ جاؤں گی اور ابھی تک تم سوئی پڑی ہو" بیا اس کے فون اٹھاتے ہی شروع ہو چکی تھی۔ مہر نے کوئی جواب نہیں دیا، فون کان سے لگائے وہ پھر سے آنکھیں موند گئی تھی۔ دوسری طرف بیا اس کے جواب نا دینے پر فون کان سے ہٹائے دیکھ رہی تھی کہ کال کٹ تو نہیں گئی۔ لیکن کال اون تھی۔ "ہیلو مہر۔۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔۔سو مر گئی ہو کیا؟" بیا نے چلا کر کہا تو مہر جو آنکھیں بند کیے تھی اس کے ایسے چلانے سے فون کو کان سے ہٹایا تھا اور اٹھ کر بیٹھی، فون دوبارہ کان سے لگایا جہاں بیا ہیلو ہیلو کیے جا رہی تھی۔

" کیا موت پڑی ہے؟ چلا کیوں رہی ہو" مہر نے بھی اونچی آواز سے کہا۔

" میں کب سے بکواس کر رہی ہوں تم جواب نہیں دو گی تو کیا کروں" بیا نے غصے سے کہا۔

" اچھا بولو کیا ہے؟" مہر نے اب نرمی سے دریافت کیا۔

" تم نے کہا تھا میں پورے بارہ بجے تمہاری طرف آجاؤں گی اب ٹائم دیکھو ایک بجنے والا ہے"

" اوفف یار میں صبح فجر تک جاگتی رہی ہوں۔۔۔کل شام کو سو گئی تھی اس لیے مجھے نیند نہیں آئی پوری رات۔۔۔۔۔لیکن میں اٹھ گئی ہوں۔۔۔تھوڑی دیر میں پہنچ رہی ہوں"۔یہ کہہ کر مہر نے فون بند کر دیا۔

****

داؤد اپنے آفس میں ماتھے پر بل لیے کھڑا ٹیبل پر پڑی ساری فائلز دیکھ چکا تھا۔صبح وہ سکندر صاحب کی گاڑی میں آفس آیا تھا،سکندر صاحب کی طبیعت تھوڑی ناساز تھی اس لیے وہ آج دفتر نہیں آئے۔

" داؤد میں دیکھ چکی ہوں فائل مجھے نہیں لگتا کے آفس میں ہے"سارہ داؤد کے آفس روم کے سارے دراز چیک کر چکی تھی اور فائل مل کر نہیں دے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارہ نے کچھ دن پہلے دبئی کی جس کمپنی کو *presentation* دی تھی اس کمپنی نے غازی انڈسٹری کے ساتھ ڈیل کرلی تھی آج بس کچھ پیپرز پر اس کمپنی کے اونر نے سائن کرنے تھے اور ان کی آج ہی رات دبئی کی واپسی تھی۔

اس لیے آج لازمی یہ کام ہونا تھا ورنہ یہ پروجیکٹ داؤد کے ہاتھوں سے نکل سکتا تھا اور پیپرز والی فائل مل نہیں رہی تھی۔داؤد نے موبائل اٹھایا گھر کال کی اور آمنہ بیگم سے اپنے کمرے میں فائل دیکھنے کا کہا۔

" مل جائے کی فکر نہیں کرو" سارہ نے تسلی دی۔داؤد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

لاونج میں سکندر صاحب اور حفصہ بیگم موجود تھے۔رخسانہ بیگم کیچن میں دوپہر کا کھانا تیار کررہی تھیں اور آمنہ بیگم داؤد کی جب سے کال آئی تھی، فرزانہ کے ساتھ مل کر داؤد کے کمرے میں فائل ڈھونڈ رہی تھیں۔اور مہر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی جلدی سے ناشتہ کررہی تھی کیونکہ وہ بہت لیٹ ہوگئی تھی اور بیا کی کالز پر کالز آرہی تھیں۔

رخسانہ بیگم نے اسے بتایا تھا کے خان بابا آج نہیں آئے (ان کی بیٹی کی منگنی تھی وہ اس سلسلے میں اپنے گاؤں گئے تھے)۔

" بابا آپ مجھے ڈراپ کر دیں بیا کے گھر "مہر نے اپنے بابا سے کہا۔

" بیٹا میں چھوڑ تو آؤں آپکو لیکن اس کے لیے گاڑی چاہئے جو میرے پاس نہیں ہے "

" ہیں! گاڑی ہے تو سہی "

" وہ داؤد لے کر گیا ہے آفس، اس کی گاڑی خراب تھی جو کہ باہر کھڑی ہے اور آج خان بھی نہیں آیا ورنہ وہ ٹھیک کروالاتا اب تک "

" اوفف! ٹائر پنکچر کرنے کا نقصان تو مجھے ہو گیا ہے الٹا اور وہ لاڈ صاحب بڑے آرام سے میرے بابا کی گاڑی لے گیا، میں بھی پاگل ہوں بلا یہ خیال کیوں نہیں آیا کے وہ بابا کی گاڑی میں بھی تو آفس جا سکتا تھا"۔

" ملی فائل ؟" سکندر صاحب نے اوپر سے آتی آمنہ بیگم سے پوچھا۔

" نہیں بھائی صاحب سارا کمرہ دیکھ لیا "

" میرے پاس بھی نہیں ہے تو کہاں جا سکتی ہے۔۔۔ میں ذرا داؤد کو کال کر کے دیکھتا ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے مل گئی ہو۔۔۔" کہتے ہوئے سکندر صاحب نے کال کی،

دوسری طرف یہ ہی کہا گیا کے آفس میں بھی نہیں ہے۔مہر پاس بیٹھی سننے کی کوشش کر رہی تھی۔سکندر صاحب نے فون رکھ کر بتایا کے نہیں ملی۔

(اور ملے گی بھی نہیں)شیطانی مسکراہٹ لیے مہر نے سوچا۔

****

مہر بیا کے گھر جا چکی تھی۔جب مہر نے بتایا کے وہ نہیں آسکتی تو بیا خود اسے لینے آ گئی تھی۔آج مہر اور بیا نے مل کر بیا کے سامان کی لسٹ بنانی تھی جو اس نے اپنے ساتھ سسرال لے جانا تھا۔انعم دو دن کیلئے اپنے ماموں کے گھر راولپنڈی گئی تھی۔بیا کا ایک ہی بھائی تھا جو شادی شدہ تھا۔ویسے تو بیا کی امی نے کہا تھا وہ اور بیا کی بھابھی مل کر سب تیاریاں کر لیں گی،مگر بیا نے انکار کر دیا تھا کے وہ اپنے شادی کے جوڑے اپنی پسند سے خود بنوائے گی باقی سب وہ خود دیکھ لیں۔اور اس کی مدد کیلئے اس کی جان سے پیاری سہیلیاں تو ہے تھیں۔

لڑکی کی شادی میں ہر فرد کا اپنا اپنا الگ کردار ہوتا ہے جو وہ ادا کرتا ہے۔لیکن سب سے اہم کردار اس کی دوست یا سہیلی کا ہوتا ہے۔کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب ہونے والی

دلہن کے ذہن میں بہت کچھ چلتا ہے۔۔آنے والی زندگی کو لے کر اندیشے۔۔۔اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ جانے کا دکھ۔۔۔سو وہ جتنے احساسات ہوتے ہیں وہ کسی دوست یا سہیلی سے ہی کہہ پاتی ہے۔جسے جذباتی حمایت کہتے ہیں جو ایک دوست یا سہیلی ہی ادا کر پاتی ہے۔
کرسچن میرج میں دولہن کی سہیلی کو *bridesmaid* کہا جاتا ہے۔جو دولہن کی شادی کی تیاریوں میں مدد کرواتی ہے اس کے کپڑوں سے لے کر جوتے تک، شادی سے پہلے کی تقریبات کی تیاری، شادی والے دن کے کام تک وہ ایک دوست ہی سنبھالتی ہے۔اس لیے دوست کو ایک نعمت کہا جاتا ہے۔

****

یہ منظر داؤد کے کمرے کا ہے۔جہاں داؤد اپنی وارڈروب کے سامنے کھڑا اندر فائل ڈھونڈ رہا تھا۔وہ خود ہی گھر آگیا تھا کیونکہ اسے یاد تھا وہ فائل گھر ہی لایا تھا۔گھر آتے ہی اس نے سب سے پہلے ڈرائیو وے پر کھڑی اپنی کار کے اندر دیکھا تھا یہاں تک کہ سیٹس کے نیچے بھی۔اگر دبئی کلائنٹس کی فلائٹ آج رات کی نا ہوتی تو داؤد پیپرز

دوبارہ بنوالیتا لیکن مسئلہ تو یہ ہی تھا اتنے کم وقت میں پیپرز نہیں بن سکتے تھے اور اگر یہ ڈیل ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو سارہ کی ساری محنت ضائع جائے گی۔ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کے پیچھے آمنہ بیگم اندر کمرے میں داخل ہوئیں۔

" داؤد! میں دیکھ چکی وہاں نہیں ہے" آمنہ بیگم نے اندر آتے ہی کہا۔

" آپ نے باقی رومز چیک کیے ؟"

" ہاں فرزانہ نے عالیہ کا روم چیک کر لیا وہاں نہیں ملی تو اب مہر کے روم میں دیکھ رہی"

" آپ فرزانہ کو یہاں بلوائیں میں خود پوچھتا ہوں ضرور اس نے کل صفائی کرتے ہوئے ادھر ادھر کر دی ہو گی"۔

آمنہ بیگم نے باہر آکر فرزانہ کو آواز دی وہ فوراً جی بیگم صاحبہ کہتی ہوئی حاضر ہوئی تھی۔

" تم یاد کرو کل تم نے اس کمرے میں کالے رنگ کی فائل دیکھی ہو گی" داؤد نے فرزانہ سے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں بھائی میں نے کوئی فائل نہیں دیکھی، میں آپکی کوئی بھی چیز یہاں سے وہاں نہیں کرتی" فرزانہ نے وضاحت دی (اندر سے ڈر بھی رہی تھی کہ ناجانے اتنی اہم فائل کے گم ہونے کا الزام اسی پر نا آجائے)۔ داؤد نے سر جھٹکا۔ چہرے پر پریشانی کے تاثرات چھائے۔

"کل پانی کیسے گرا تھا بیڈ پر؟" داؤد نے دوبارہ پوچھا۔

"نہیں میرے سے کوئی پانی نہیں گرا جی۔۔۔ میں نے صبح بھی بیگم صاحبہ کو بتایا ہے۔۔۔ بلکہ آپ مہر باجی سے پوچھ لیں میں ان کے سامنے خالی جگ اور گلاس لے کر گئی تھی وہ یہاں تھیں۔۔۔ آپ۔۔۔۔"

"مہر میرے کمرے میں تھی؟" داؤد نے اسے ٹوک کر پوچھا۔ انداز حیران کن تھا۔

"جی بھائی میرے آنے سے پہلے ہی وہ کمرے میں تھیں"

"ہاں اسکا بریسلیٹ کھو گیا تھا بیٹا وہ ہی ڈھونڈتے ڈھونڈتے آئی تھی" آمنہ بیگم بتا رہیں تھیں۔ لیکن داؤد ان کو سن نہیں رہا تھا اس کے ذہن میں مہر کا کل اس کے ڈور کھولنے پر کمرے میں گرنا اور اس کے کچھ پوچھنے پر وہ جیسے بھاگی تھی سب منظر ظاہر ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مہر!" داؤد نے دانت پیستے ہوئے ذہن میں مہر کا نام لیا اور فرزانہ کو سارا کمرہ دوبارہ سے ٹھیک طرح دیکھنے کو کہا۔

" بیڈ کے نیچے بھی اور صوفے کے نیچے بھی دھیان سے دیکھو" داؤد نے فرزانہ سے کہا اور پھر مڑ کر آمنہ بیگم سے مخاطب ہوا۔

" میں مہر کے کمرے میں ایک بار خود چیک کرلوں۔۔۔ ہو سکتا ہے وہاں ہو، آپ جائیں آرام کریں میں ڈھونڈلوں گا "

آمنہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے نکل گئیں۔ داؤد ابھی مہر کے کمرے میں اینٹر ہوا ہی تھا کہ فرزانہ پیچھے آئی۔

" داؤد بھائی مل گئی ہے" فرزانہ نے بتایا۔ داؤد فوراً اس کی جانب آیا۔

" کہاں پر ہے؟ "

" وہ جی صوفے کے نیچے گری پڑی ہے" داؤد اپنے روم میں گیا اور صوفہ ہٹا کر فائل نکالی۔ فائل کھول کر سارے پیپرز چیک کیے۔ اچھی طرح تسلی کی اور پھر موبائل نکال کر سارہ کو اطلاع کی اور میٹنگ ارینج کرنے کا کہا۔

****

شام کے سات بجے کا وقت تھا۔حفصہ بیگم سکندر صاحب اور آمنہ بیگم کے ساتھ بیٹھیں باتیں کر رہیں تھیں۔رخسانہ بیگم بھی کچن سے نکل وہاں آہیں تھیں۔

" رخسانہ !مہرا ابھی تک آئی نہیں اپنی سہیلی کے گھر سے ؟"حفصہ بیگم نے پوچھا۔

" جی اماں ابھی تک نہیں میں کال کر کے پوچھتی ہوں "رخسانہ بیگم نے جواب دیا۔

" رہنے دو رخسانہ میں خود جا کر لے آتا ہوں اسے "سکندر صاحب نے کہا۔

" جی میں اس سے پوچھ تو لوں ہو سکتا یا خود ہی چھوڑ جائے "سکندر صاحب نے ہاں میں سر ہلا کر ٹی وی پر نیوز لگا لیں۔

" اماں آپ داؤد سے کب بات کریں گی شادی کی ؟"آمنہ بیگم حفصہ بیگم کے قریب ہو کر دھیرے سے پوچھا۔

" کر لوں گی سہی وقت کا انتظار کر رہی ہوں،ذرا عظمیٰ کو حمزہ کی تاریخ ڈال کر آنے دو پھر کرتی ہوں اسکا بھی علاج "۔

" سکندر آپ جائیں پھر مہر کو لے آئیں ویسے میں چاہ رہی تھی کہ بیا خود ہی چھوڑ جاتی کیونکہ آپکی طبیعت بھی نہیں ٹھیک اور اتنی دور آنا جانا" رخسانہ بیگم نے لاونج میں آتے ہوئے کہا۔

" ہاں تو وہ لڑکی لے کر جاسکتی ہے تو واپس چھوڑ کر کیوں نہیں" حفصہ بیگم بولیں۔

" اماں بیا کے گھر والے اس کی نند کی منگنی پر گئے ہیں وہ اور اسکی بھابھی ہیں صرف گھر پر ان کی ایک ہی تو گاڑی ہے، مجھے بیا کہہ رہی تھی جب اس کے گھر والے واپس آئیں گے تو چھوڑ جائے گی مہر کو لیکن میں نے ہی کہا کہ دیر ہو جائے گی اس کے بابا لینے آرہے ہیں" رخسانہ بیگم نے ساری بات بتائی۔

" اوہو اماں کوئی بات نہیں میں چلا جاؤں گا اتنا بھی دور نہیں" سکندر صاحب کہتے ہوئے اٹھے تھے کہ آمنہ بیگم فوراً کہا۔

" بھائی صاحب آپ کیوں جائیں گے داؤد ہے نا وہ لے آئے گا مہر کو "

" لیکن بھابھی وہ آفس سے تھکا ہوا آیا ہے اسے آرام کرنے دیں" سکندر صاحب نے انکار کیا۔

" کوئی بات نہیں لے آئے گا آپ بیٹھیں میں بلا کر لاتی ہوں اسے "آمنہ بیگم کہتے ہوئے اوپر داؤد کے کمرے کی طرف چل دیں۔

****

داؤد اپنے بیڈ پر دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔آج کا دن اس کیلئے بہت تھکا دینے والا تھا۔وہ آج گھر بھی لیٹ آیا تھا۔پیپر ز سائن ہو گئے تھے داؤد کی کمپنی کو کنٹریکٹ مل گیا تھا۔آفس سے گھر آ کر داؤد نے کپڑے بھی نہیں بدلے تھے بس سیدھا بیڈ پر آ کر لیٹ گیا کیونکہ رات بھی وہ ٹھیک سے آرام نہیں کر پایا تھا۔

" داؤد !"آمنہ بیگم اسے آواز دیتے ہوئے کمرے میں آئیں۔

داؤد نے ان کی آواز پر آنکھیں کھولیں اور اٹھ بیٹھا۔

" داؤد بیٹا جاؤ ذرا مہر کو اسکی دوست کے گھر سے لے آؤ" فرزانہ بیگم نے کہا۔

" واٹ !امی میں اسکا ڈرائیور نہیں ہوں"داؤد نے ناگواری سے کہا تھا۔

" داؤد! ایسے نہیں کہتے کزن ہے تمہاری، میں تمھے بالکل بھی نہ کہتی لیکن تمھے پتہ ہے خان آج آیا نہیں اور بھائی صاحب کی طبیعت بھی ناساز تھی آج،ان کیلیئے اتنی دور تک ڈرائیونگ کرنا اچھا نہیں ہے بیٹا" آمنہ بیگم نے نرمی سے سمجھایا۔

" میں بھی تھکا ہوا آفس سے آیا تھا آپکو پتہ ہے آج کتنا مشکل دن تھا میرے لیے" داؤد خفگی سے کہتا ہوا سائیڈ ٹیبل سے چابیاں اٹھاتا باہر نکل گیا۔ پیچھے آمنہ بیگم مسکرا دیں۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر یہاں سے وہاں مارچ کر رہی تھی۔ جب سے اس کے بابا نے کال کر کے بتایا تھا داؤد اسے لینے آرہا ہے تب سے مہر بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔

" اوفف مہر کیا ہے کیوں پاگلوں کی طرح یہاں سے وہاں ہو رہی ہو" بیا صوفے پر پاؤں اوپر کیے ہاتھوں میں چپس کا پیکٹ لیے بولی۔

" یار اس کو کچھ پتہ نا چل گیا ہو ورنہ وہ مجھے کچا چبا جائے گا" مہر نے پریشانی سے کہا۔

" او پاگل لڑکی کیسے پتہ چلے گا، ریلیکس کچھ نہیں ہو گا"

" ہاں ویسے یہ بھی ہے اسے کیسے معلوم ہوگا "مہر صوفے پر ساتھ بیٹھ چکی تھی۔اب چہرے پر ہلکی مسکان تھی۔

" آنے دو اس کھڑوس کو دیکھ لوں گی میں "مہر نے سوچا۔

****

داؤد پچھلے دس منٹ سے گاڑی میں مہر کا انتظار کر رہا تھا۔سکندر صاحب کو کال کر بھی بتا دیا تھا کے وہ آرام سے اس ایڈریس پر پہنچ گیا اور مہر کو بھی بتا دیں کہ وہ باہر گاڑی میں اسکا انتظار کر رہا ہے۔لیکن وہ اب تک نہیں آئی۔داؤد کو بے تحاشہ غصہ آیا اس لڑکی کی وجہ سے سارا دن خوار ہونا پڑا تھا۔اور مہر جان بوجھ کر نہیں آرہی تھی وہ جانتا تھا وہ اس کو تنگ کرنا چاہ رہی ہے۔ابھی داؤد سوچوں میں ہی تھا کہ گاڑی کا دروازا کھول کر مہر اندر بیٹھی۔داؤد نے اس کی طرف دیکھے بنا ہی گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔

مہر کو بڑی ہنسی آرہی تھی۔۔۔دل کو قرار آگیا تھا داؤد سے اپنا بدلہ لے کر،اسے بابا نے کال کر کے بتایا تھا کے وہ باہر ہے لیکن وہ جان بوجھ کر نہیں گئی تا کہ وہ اسکا انتظار کرے۔

"عقل ٹھکانے آگئی ہو گی اب تک "مہر نے ایک نظر ڈرائیو کرتے داؤد پر ڈال کر سوچا۔

کچھ پل ہی گزرے تھے جب داؤد کی سرد آواز گاڑی میں گونجی تھی۔

"میری فائل تم نے چھپائی تھی نا"

"جی۔۔۔"مہر کو شاک لگا تھا(ہائے اللہ اس کو کیسے پتا چلا)۔

"تم کیا سمجھتی ہو جو کچھ تم کر رہی ہو مجھے پتا نہیں چلے گا"بنا اسکی طرف دیکھے ڈرائیو کرتے ہوئے داؤد نے کہا۔

"مجھے نہیں پتا آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں"مہر نے صاف انکار کیا لیکن دل میں اب گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

"او تو تم نہیں جانتی۔۔۔لیکن میں جان چکا ہوں کے کس نے میری فائل صوفے کے نیچے رکھی اور کس نے میرے بیڈ پر پانی گرایا۔آواز تھی کہ صور مہر نے داؤد کو دیکھا۔

"میں نے۔۔۔۔کہا نا میں نہیں جانتی۔۔۔۔مہر نے روک روک کر کہا۔

" اوکے فائن!" داؤد نے کہہ تو دیا لیکن مہر کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہی تھیں۔

داؤد نے ایک دم بریک لگائی تھی۔مہر کا سر ڈیش بورڈ سے لگتا اگر وہ بروقت اپنے ہاتھ رکھ کر نہ بچاتی۔

" پاگل ہو گئے ہیں کیا آپ "مہر نے غصے میں داؤد کو دیکھتے ہوئے کہا۔داؤد گاڑی کا دروازا کھول کر باہر نکلا اور دوسری طرف آکر مہر کا بازو پکڑ کر اسے باہر نکالنے لگا۔

" کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔ورنہ میں بابا سے آپکی شکایت کروں گی "مہر نے اپنا ہاتھ چھوڑوانہ چاہا لیکن داؤد نے اسے باہر نکال کر گاڑی سے لگا دیا اور خود سامنے کھڑا ہو گیا۔داؤد کے دونوں ہاتھ مہر کے بازو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے اور خون آشام آنکھیں مہر کے چہرے پر جمی تھیں۔

مہر نے ادھر ادھر نظریں گھمائی سڑک سنسان تھی۔

" کوئی بھی اسکو اس ظالم شخص سے نہیں بچا سکے گا "مہر نے سوچا۔

" کیا تمہیں نہیں پتا کہ ہمارے گھر کیمرہ لگے ہیں۔۔۔۔ مجھے نہیں پتا چلے گا کہ میری گاڑی کے ٹائر کھڑے کھڑے کیسے پنکچر ہو گئے۔۔۔۔ سو مس مہر تم انکار نہیں کر

سکتی۔۔۔کیونکہ میں سب دیکھ چکا تھا کے رات میں کیسے تم نے میری گاڑی پنکچر

کی۔۔۔۔۔۔۔۔"

مہر کو لگا آج تو اسکی موت پکی ہے۔

"آج کے بعد اگر تم نے میرا کوئی بھی کام خراب کرنے کی کوشش کی تو تمہاری جان

لے لوں گا۔۔۔۔۔

this is my first and last warning to you"

داؤد نے چبا چبا کر کہا تھا اور پھر اسے چھوڑ گاڑی میں جا بیٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

گھر آنے کے بعد داؤد نے اور مہر نے سب کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔اس کے بعد داؤد اپنے روم میں جا چکا تھا اور مہر حفصہ بیگم کے پاس ان کے کمرے میں تھی۔دادو نے اسے ڈانٹا تھا کے اسکی وجہ سے ان کا پوتا تھکا ہارا اسے اتنی دور لینے گیا تھا۔انھوں نے مہر کو سب بتایا۔مہر کو برا لگا کے بابا بھی پریشان تھے اگر فائل نا ملتی تو واقعی میں بہت نقصان ہوتا۔

" دادو اتنے بھی بچارے نہیں ہیں آپ کے لاڈ صاحب "مہر نے منہ بنایا۔

مہران کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اور وہ ایک ہاتھ میں تسبیح لیے پڑھ رہی تھیں اور دوسرا ہاتھ مہر کے بالوں میں پھیر رہی تھیں۔

" دادو ایک بات پوچھوں؟ "

حفصہ بیگم خاموش رہیں پھر تسبیح مکمل کرنے کے بعد بولیں۔

" کیا پوچھنا ہے؟ "

" وہ داؤد ایسے کیوں ہیں "مہر نے سوچا آج پوچھ ہی لے کے اس سڑیل کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔

" مہر! بڑا ہے تم سے کتنی بار کہا ہے بھائی بولا کرو "

" اووو جانے دیں چار سال ہی بڑے ہوں گے بس اور میں کیوں بھائی کہوں ہونہہ "

" مہر! "دادو نے تنبیہ کرتی نظروں سے دیکھا۔

" اچھا نا آپ بتائیں پلیز وہ ایسے کیوں ہیں نا ہنستے ہیں نا مسکراتے ہیں نا زیادہ بات کرتے ہیں "مہر کے پوچھنے پر حفصہ بیگم اداس ہو گئیں اور پھر وہ مہر کو بتاتی گئیں۔

****

مہر داؤد کے کمرے کے باہر کھڑی تھی رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ سب گھر والے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ مہر کو بہت برا لگ رہا تھا داود سے سب جان کر اب وہ اپنے اندر ہمت جمع کر رہی تھی کہ داؤد کے پاس جا کر معافی مانگ سکے۔ مہر نے ڈور نوک کیا لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔

" لگتا ہے سو گئے ہیں "ایک بار پھر نوک کیا لیکن پھر سے وہ ہی خاموشی۔

مہر نے ڈور کا لاک گھمایا اور ڈور کھول گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کمرے کی بالکونی کا سلائیڈ نگ ڈور کھلا تھا اور وہ اسے دوسری طرف دیکھ گیا تھا۔ مہر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ویسے ہی دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھے اوپر آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" یہ ہمیشہ ایسے ہی کیوں اوپر دیکھتے ہیں" مہر نے بھی آسمان کی طرف دیکھا۔

" کیا تکلیف ہے "داؤد نے مڑ کر ناگواری سے پوچھا۔

مہر گھبرا گئی نظریں آسمان سے ہٹا کر اسکی طرف دیکھا۔

" وہ میں۔۔۔۔میں آپ سے سوری کرنے آئی تھی۔۔مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔۔ آئندہ کبھی بھی نہیں کروں گی "مہر نے داؤد کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے بھرے لہجے میں کہا۔

" بول دیا؟" داؤد کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

" جی "مہر نے دو بار ہاں میں سر ہلایا۔

" اب تم جا سکتی ہو "داؤد کہتا ہوا مڑ گیا تھا۔

" مجھے ایک اور بات کرنی تھی "مہر نے ہمت کر کے کہا۔

" جلدی کہو "داؤد یوں ہی اوپر دیکھتے ہوئے اسے اجازت دے گیا۔

" وہ مجھے پتا ہے آپ ایسے کیوں ہیں۔۔۔۔میں سمجھ سکتی ہوں آپ کے درد کو۔۔۔تایا ابو کو۔۔۔۔ابھی مہر بات ہی کر رہی تھی کہ داؤد پلٹا تھا اور اسکے قریب جا کر اسے کہنیوں سے تھما۔

" جسٹ شاٹ اپ! ایک لفظ بھی آگے مت کہنا "داؤد نے غرا کر کہا۔مہر سہم گئی۔

" ہاؤ ڈیر یو! میری پرسنل لائف میں انٹرفیر کرنے کی اجازت کس نے دی تمھے ہاں " داؤد نے اونچی آواز میں کہا۔

" وہ میرے بھی تایا ابو تھے "مہر نے ڈرتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ کچھ نہیں تھے وہ تمہارے وہ صرف میرے بابا تھے۔۔ صرف میرے۔۔۔
مہر کو بازوؤں میں درد کا احساس ہوا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ داؤد نے اسکی آنکھوں میں نمی دیکھی تو فوراً اسے چھوڑ کر دور ہٹا تھا۔

" لیو !" داؤد نے اب نرمی سے کہا۔

لیکن مہر ایسے ہی کھڑی اسے دیکھے گئ۔

"I said get out"

داؤد نے ایک بار پھر تیز آواز میں کہا۔ مہر اپنی جگہ سے اچھلی تھی وہ بری طرح سہم گئ تھی اس نے کبھی اسے ایسے غصہ کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے وہ مڑ کر کمرے سے تیزی سے نکل گئ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

رات کے کھانے کے بعد سب لیونگ روم میں اکھٹا تھے۔ سارے بڑے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جبکہ داؤد کافی پی رہا تھا، وہ تو یہاں زیادہ روکنا نہیں چاہتا تھا مگر اپنی بہن کے اسرار پر روک گیا۔ عالیہ سب کے لائے تحفے تقسیم کر رہی تھی۔ مہر اپنی چمکتی آنکھوں سے ساری چیزیں دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ شیشے

کی جدید طرز کی میز جو صوفوں کے درمیان میں رکھی تھی ڈھیروں چیزوں سے بھری پڑی تھی۔مہر کی چیزیں جن میں کچھ سٹائلش سکارف،ہینڈ بیگز،چاکلیٹس اور بہت ساری چیزیں شامل تھیں۔اپنی چیزوں کو دیکھتے ہوئے مہر کی نظر میز پر پڑے ایک پرفیوم کے پیک پر پڑی جو مہر نے اٹھا کر کھولا اسے اپنے ہاتھ کی پشت پر سپرے کیا۔ایک دلنشین مہک تھی پرفیوم کی جو مہر کو کافی اچھی لگی۔

" عالیہ آپی یہ پرفیوم بھی میں رکھ لوں؟"مہر نے پر جوش انداز میں پوچھا۔اس کی بات سے رخسانہ بیگم تو شرمندہ ہی ہو گئیں۔

" مہر یہ داؤد کے لیے ہے،لیکن اگر تمھے اچھا لگا ہے تو تم رکھ لو"عالیہ نے نرمی سے مسکاتے ہوئے کہا۔

" مہر تمھیں تمھاری ساری چیزیں مل تو گئی ہیں نہ پھر"رخسانہ تنبیہ کرتی نظروں سے بولیں۔(پتہ نہیں کس پر چلی گئی ہے یہ لڑکی)۔

" جی مل گئی ہیں،میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی کہ شاید ایکسٹرا ہے"مہر نے ماں کی نظروں سے گڑبڑا کر پرفیوم واپس رکھا۔

" چلو بھائی ٹائم کافی ہو گیا ہے،اماں آئیں آپکو کمرے میں چھوڑ دوں"سکندر صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب ہی اپنے اپنے کمروں میں چل دیے۔داؤد نے بھی شکر کیا تھا۔جبکہ مہرو ہیں بیٹھی سوچ رہی تھی۔(اتنا اچھا پرفیوم اس سڑیل انسان کیلیئے؟او نہوں کیا تھا اگر مجھے مل جاتا)۔

****

داؤد فریش ہو کر واشروم سے نکلا تھا کہ سامنے بیڈ پر بیٹھی عالیہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔

" اب بھی نا آتے باہر کب سے انتظار کر رہی تھی"عالیہ نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں میں نے تو نہیں کہا تھا"داؤد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔انداز ایسا تھا کہ ابھی اس وقت وہ بلکل کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

" تم جان بوجھ کر نظر انداز کر رہے ہو،وہ بھی مجھے اپنی بڑی بہن کو؟" عالیہ نے خفگی سے کہا۔

" ایسا نہیں ہے تم جانتی ہو میں اس وقت تنہا رہنا پسند کرتا ہو"اب قدرے نرم تاثرات سے کہا۔

" اچھا یہاں آؤ بیٹھو میرے پاس اور ایک بار بس تحمل سے میری بات سن لو" عالیہ نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

اور داؤد کب انکار پاتا تھا اسے۔

" داؤد زندگی جی جاتی ہے۔۔زندگی گزارتے نہیں ہیں۔۔تم زندگی بس گزار رہے ہو، نہ کوئی دوست نہ کوئی ساتھی، کسی سے زیادہ بات نہیں کرتے، نہ کہیں جاتے ہو نہ آتے ہو، بس کام کام۔۔۔کب تک ایسا چلے گا؟ میں مانتی ہوں تم نے حقیقت کو تسلیم کر لیا اور تم آگے بڑھ چکے ہو۔۔لیکن ایسا نہیں ہے۔۔داؤد میں امی دادو ہم سب تمھے نارمل زندگی جیتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، تمھے خوش ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے ہیں" عالیہ سانس لینے کی لیے روکی۔داؤد اسی طرح بیٹھا تھا البتہ نگاہیں زمین پر مرکوز تھیں۔

" داؤد بھول جاؤ جو بھی ہوا، اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں تھا"۔داؤد نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔عالیہ نے داؤد کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

" اچھا چلو شادی تو کر لو نا" اب اس نے داؤد کے چہرے پر آئی اداسی کو کم کرنا چاہا تو زرا مسکرا کر بولی۔داؤد خاموش ہی رہا۔

" اچھا ایک بات تو بتاؤ سارہ کیسی لگتی ہے تمھے؟" سارہ کے نام پر داؤد چونکا تھا لیکن پھر فوراً سے پیشتر اپنے چہرے کے تاثرات بدلے۔

" شادی ہی کرنی ہے نہ کر لوں گا، میں نے انکار نہیں کیا لیکن ابھی نہیں کرنا چاہتا"

" لیکن داؤد۔۔۔۔"

" پلیز عالیہ مجھے ابھی فورس مت کرو اور امی کو بھی سمجھاؤ، انکار نہیں کر رہا لیکن ابھی نہیں" داؤد نے سنجیدگی سے کہا۔

عالیہ نے گہری سانس خارج کی اور داؤد کے پاس سے اٹھ گئی۔

****

سبز رنگ کا سادہ سوٹ پہنے، ہاتھوں میں کوئی کتاب لیے وہ دونوں پاؤں اوپر کیے صوفے پر بیٹھی تھی۔ پھر اچانک آج شام کا وہ منظر ذہن میں گھومنے لگا تو کتاب بند کر کے صوفے پر سر دھرے سوچنے لگی۔ اتنے سالوں سے وہ داؤد کو چاہتی آرہی تھی... نہیں ! پہلے تو شاید چاہت تھی پھر وہ چاہت محبت میں بدل گئی اور اب۔۔۔۔ہاں اب داؤد اسکا عشق بن چکا تھا۔ سمجھ نہیں آرہا کیسے بات کرے داؤد سے ؟ اتنے سالوں سے وہ کبھی کہہ نہیں پائی تھی، اور اب اسطرح اتنی جلدی کیسے بول دے؟ پہلے کبھی کوشش نہیں کی تھی کہنے کی اور اب ہمت کی تو ناکام رہی۔ اور اب بابا میری شادی کرنا چاہتے

ہیں تو میں کیسے ان سے کہوں کے میں کسی سے محبت کرتی ہوں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی۔"آہ یہ محبت"۔

****

عالیہ کے جانے کہ بعد داؤد بالکونی میں آگیا تھا۔دھیان سارہ کی طرف تھا۔وہ جانتا تھا سارہ اسے پسند کرتی ہے اس نے کہا نہیں تھا کبھی لیکن داؤد سمجھتا تھا، اس کا اسے دیکھنے کا انداز۔۔۔جو اس کے ساتھ ہونے پر سارہ کے چہرے پر ایک الگ ہی رنگ ہوتا۔۔۔اور بھی کئی دفعہ داؤد نے نوٹ کیا تھا اور یہ جانتے ہوئے بھی وہ سارہ کی فیلنگز کو نظر انداز کر رہا تھا کیونکہ فلحال وہ اس سب کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب عالیہ کا اسطرح سارہ کے بارے میں پوچھنا۔۔۔کیا عالیہ نے سارہ سے کہا ہوگا؟ یا پھر میری طرح اور بھی لوگ سارہ کی فیلنگز سے آگاہ ہیں۔۔۔داؤد نا چاہتے ہوئے بھی آج اس بارے میں سوچ رہا تھا۔سارہ اس کی بہت اچھی دوست تھی، وہ دونوں ہمیشہ سے ساتھ تھے، تو کوئی برائی نہ تھی اگر سارہ کو اپنا جیون ساتھی بنالیا جائے۔یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک داؤد کی نظر سامنے والے گھر پر پڑی، چھت پر کوئی لڑکا کھڑا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو نیچے گھر کے گارڈن کی طرف دیکھ رہا تھا۔داؤد کو عجیب لگا اس لڑکے کا یوں اپنے گھر جھانکنا۔داؤد ریلنگ کے پاس ہوا اور تھوڑا جھک کر نیچے دیکھا۔اور مہر کو باغ میں اس وقت ٹہلتے ہوئے دیکھ کر داؤد کو غصہ آیا وہ فوراً کمرے سے نکل کر نیچے کی طرف بڑھا تھا۔

****

مہر کمرے میں بہت بور ہو رہی تھی نا موؤی دیکھنے نا کسی ڈرامے کا موڈ تھا آج۔اسی لیے گارڈن میں چہل قدمی کے لیے آ گئی۔ کانوں میں ہینڈ فری لگائے گھاس پر ننگے پاؤں چلتے گانے سنے جا رہے تھے۔داؤد نیچے گارڈن میں آیا تو اوپر کھڑے لڑکے کو شعلہ بار نظروں سے گھورا جو ابھی تک ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔داؤد کے ایسے دیکھنے سے وہ گھبرا کر فوراً وہاں سے ہٹ گیا۔داؤد نے مہر کو دیکھا جو اب آنکھیں بند کیے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پاؤں میز پر رکھے ہوئے تھی۔داؤد نے آگے بڑھ کر اس کے کانوں سے ہینڈ فری نکالے۔مہر نے آنکھیں کھولیں تو سامنے جیسے موت کا فرشتہ اس کے سر پر کھڑا تھا۔

" اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" داؤد نے سختی سے پوچھا۔مہر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" اور یہ میں آپکو کیوں بتاؤں؟" مہر نے گردن اکڑا کر داؤد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال پہ سوال کیا۔

" اپنے کمرے میں جاؤ فوراً اور آئندہ مجھے اس وقت تم یہاں نظر نا آؤ" داؤد نے چبا چبا کر کہا۔مہر کو یوں اسکا حکم چلانا زہر لگا تھا۔

" آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ صرف آپکا ہی نہیں میرا بھی گھر ہے،میں جب مرضی جہاں مرضی جاؤں" مہر نے چبھتی نظروں سے کہا۔داؤد کو نا گوار گزرا اسکا یوں اس سے بتمیزی کرنا۔اس نے مہر کو بازو سے تھا اور زبردستی اندر لے جانے لگا۔مہر اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی رہی۔

" آپ اسطرح کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔" مہر نے غمزدہ آواز سے کہا۔داؤد نے اتنی سختی سے اسے پکڑا تھا کہ اسے شدید درد کا احساس ہوا۔مہر کے ایک ہاتھ میں فون تھا اور دوسرا داؤد نے پکڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ خود کو آزاد نہ کروا پائی۔داؤد نے اندر آکر مہر کا بازو جھٹکا دینے کے انداز میں چھوڑا تھا۔پھر پلٹ کر

لیونگ روم کا داخلی دروازہ بند کر دیا اور ایک تند نگاہ مہر پر ڈالی جو اپنا بازو سہلا رہی تھی۔

اس سے پہلے کے مہر کچھ بولتی داؤد اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

کمرے میں آکر بھی داؤد کا غصہ کم ہونے پر نہ آیا۔اسے غصہ تھا کہ مہر اتنی لاپرواکیسے ہو سکتی ہے۔اوپر سے اس کی بات سننے کی بجائے اس سے اسطرح بات کر رہی تھی۔اسی سوچ میں داؤد کی نظر اپنے بیڈ پر پڑی جہاں عالیہ کی اس کیلئے دوبئی سے لائی ہوئی چیزیں رکھی تھیں اور ان میں وہ پرفیوم بھی تھا۔داؤد کو وہ لمحہ یاد آیا جب مہر اس پرفیوم کا پوچھ رہی تھی۔وہ غصے سے آگے بڑھا پرفیوم کو اٹھایا اور اسے پھینکنے ہی والا تھا کہ کسی انجان احساس کے تحت روک گیا۔داؤد نے ایک سرد سانس خارج کی اور خود کو پر سکون کیا۔

اب وہ باقی کی چیزیں اٹھائے اس پرفیوم کے ساتھ اپنی وارڈروب میں رکھ رہا تھا۔

****

مہر بھی جب سے کمرے میں آئی تھی گلابی پڑتی آنکھوں سے اپنا بازو دیکھ رہی تھی۔ کتنی سختی سے پکڑا تھا۔ وہ کمزور نہیں تھی کہ اتنی تکلیف سہہ نہ پاتی لیکن کبھی کسی نے اتنی تکلیف دی بھی نہ تھی۔ وہ تو محبت کی آدھی تھی۔ لاڑوں میں پلی بڑی تھی۔ لیکن یہ اسکا کھڑوس کزن۔۔۔۔ داؤد کا خیال آتے ہی مہر نے برا سامنہ بنایا تھا۔ پھر اپنی آنکھیں صاف کیں۔

" اس داؤد ابراہیم کو ایسا سبق سکھاؤں گی کے یاد رکھے گا" مہر واپس اپنے روپ میں آگئی تھی۔

" اسے بھی پتہ چلنا چاہیے کے اس نے پنگا اس بار مہر سکندر سے لیا ہے" دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اس نے خود سے کہا۔ "Be ready dear cousin" ایک شیطانی مسکراہٹ مہر کے لبوں پہ آئی۔

****

صبح کا سورج پرندوں کی چہچہاہٹ کے سنگ پھر سے نکل آیا تھا۔آج سنڈے تھا اسی لیے سکندر صاحب اور داؤد نے آفس نہیں جانا تھا۔ اگر داؤد کے کمرے میں جھانکے تو وہ ابھی تک سورہا تھا۔سنڈے والے دن وہ دس گیارہ بجے کے قریب جاگتا تھا البتہ باقی دن وہ سات بجے تک اٹھ جایا کرتا تھا۔باقی گھر والے اپنی روٹین کے مطابق جاگ گئے تھے اور روزمرہ کے کاموں میں لگے تھے۔مہر کے کمرے میں دیکھا جائے تو آج ایک نئی تبدیلی رونما ہوئی تھی۔اور وہ یہ کے مہر بی بی آج جلدی جاگ گئی تھیں۔گیلے بالوں کو آئینے کے سامنے کھڑی ہیئر ڈرائر سے خشک کر رہی تھی۔

" ایسا کرتی ہوں کھڑوس کے روم میں جا کر اس کے سارے روم کا کباڑا کر آتی ہوں" خود سے کہتے وہ داؤد کو سبق سکھانے کے منصوبے بنا رہی تھی۔

" اونہوں نہیں مہر اس سے کچھ نہیں ہونا،کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تو مہر آج اسی لیے جلدی جاگ گئی تھی کہ وہ پلاننگ کر سکے کہ کیسے داؤد سے بدلہ لے۔ آج سنڈے تھا،مہر کو پتہ تھا داؤد سارا دن گھر پر ہوگا اور مہر کا ارادہ اس سنڈے کو داؤد کی زندگی کا سب سے یادگار دن بنانے کا تھا وہ الگ بات تھی کہ ابھی تک جتنی ترکیبیں سوچی تھیں ان سب کو خود ہی رد کرتی گئی۔۔۔۔نہیں ایسا کرنے سے کھڑوس کو کوئی

فرق نہیں پڑنا۔۔۔یہ کروں گی شک ہو سکتا کے میں نے کیا۔۔۔اس سے سٹریل نے مزید غصہ کرنا ہے۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔

****

عالیہ موسیٰ کو ناشتہ کروا رہی تھی۔پاس ہی صوفے پر حفصہ بیگم بیٹھی تھیں جب آمنہ بیگم وہاں آئیں۔

" بات ہوئی داؤد سے؟"آمنہ بیگم نے عالیہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔حفصہ بیگم سمجھ گئیں کہ داؤد کی شادی کی بات ہو رہی۔

" جی ہوئی تھی اور وہ ہی جواب دیا جو ہمیشہ سے دیتا آرہا ہے" عالیہ نے دکھی دل سے کہا۔آمنہ بیگم کو مایوسی ہوئی۔

" فکر نا کرو بہو میرے پاس ایک طریقہ ہے اسے منانے کا"حفصہ بیگم نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔لیکن آمنہ بیگم کو تسلی نہیں ہوئی نا جانے کیوں ان کو لگتا ہے ان کا بیٹا ایسے ہی زندگی گزار دے گا اور آج پہلی بار انھیں اپنے شوہر ابراہیم صاحب کی کمی بے حد محسوس ہو رہی تھی۔

****

سفید رنگ کی پورے آستینوں والی شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہننے داؤد ناشتے کی میز پر موجود تھا۔ شرٹ کی آستینوں کو کہنی تک چڑھا رکھا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ مہر بڑے غور سے داؤد کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ دونوں کیونکہ ایک ساتھ نیچے آئے تھے اسی لیے اب آمنے سامنے بیٹھے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے جو کہ رخسانہ بیگم ان کیلئے تیار کروا رہی تھیں البتہ باقی اپنا ناشتہ صبح کر چکے تھے۔ مہر جاگی تو آج جلدی تھی لیکن اپنے کمرے سے باہر دیر سے ہی نکلی تھی (کھڑوس کے خلاف سازش جو کر رہی تھی)۔ سب حیران ہوئے کے مہر آج خود ہی اٹھ کر آ گئی کسی کو اسے جا کر جگانا نہیں پڑا جبکہ گھر والوں کو اگر پتہ چلتا مہر صبح نو بجے سے جاگ رہی ہے تو ضرور سب غش کھا جاتے۔

داؤد کو خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا تو سامنے دیکھا۔ مہر ہڑبڑا گئی اور فوراً آنکھوں کا رخ بدلہ۔ جب داؤد نیچے آیا تو وہ پہلے ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھی داؤد نے بس ایک ناگوار نظر ڈالی اور سنجیدگی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔ اور اب دونوں اپنا ناشتہ

کر رہے تھے۔داؤد ساتھ ساتھ فون بھی استعمال کر رہا تھا جبکہ مہر ناشتے کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے داؤد پر بھی نظریں رکھے ہوئے تھی۔

****

داؤد ناشتہ کر کے کمرے میں جا چکا تھا البتہ چائے اس نے اپنے کمرے میں ہی منگوالی تھی۔ ٹیبل سے اُٹھتے ہوئے وہ فرزانہ سے کہہ رہا تھا کہ میری چائے روم میں دے جانا۔ اور مہر ایک دم الرٹ ہوئی اس بات سی اس کی آنکھیں چمکیں تھی۔اور اب مہر کچن میں موجود تھی۔فرزانہ چائے بنا رہی تھی۔

" فرزانہ!"مہر نے اسے مخاطب کیا۔

" جی باجی "

" باہر دیکھ کر آؤ خان بابا(ڈرائیور) آ گئے ہیں"

" جی میں یہ چائے۔۔۔۔"اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مہر بول پڑی۔

" ہاں تو میں ڈال لیتی ہوں چائے تب تک تم جاؤ جلدی سے دیکھ کر آؤ"۔

" جی ٹھیک ہے "اس کے جاتے ہی مہر نے ایک نظر باہر لاونج میں ڈالی جہاں سب باتوں میں مصروف تھے۔ پھر جلدی سے چائے کپ میں ڈالی اور لال مرچ کا ڈبہ اٹھایا، اس میں ایک چمچ بھر کر مرچ ڈال دی اور اچھے سے مکس کیا اور ٹرے اٹھائے وہ کچن سے باہر آئی سامنے ہی فرزانہ چلی آرہی تھی۔

" جی خان بابا۔۔۔۔ "اس سے پہلے کہ فرزانہ بتاتی۔ مہر نے جلدی سے اسے ٹرے تھما دی۔

" جاؤ پہلے چائے دے آؤ "فرزانہ حیران ہوئی۔

" یہ مہر باجی بھی عجیب ہے کبھی کچھ کہتی ہے کبھی کچھ " نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھ گئی۔

داؤد کو چائے دے کر فرزانہ کمرے سے نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی مہر جو داؤد کے کمرے کے ساتھ دائیں طرف دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی فوراً اس کے دروازے کے سامنے ہوئی جو کہ بند تھا۔ اب سین یہ تھا مہر دروازے سے کان لگائے بلکل اس سے چپکی کھڑی تھی۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ مرچوں والی چائے پی کر کیسا لگے گا کھڑوس۔ وہ الگ بات تھی کے بند دروازے سے وہ کچھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ لیکن سن تو سکتی تھی کہ وہ چیخے گا چلائے گا تو مہر کو بڑا مزہ آئے گا۔ اس بات سے بے خبر اندر داؤد ہاتھوں میں

کوئی فائل لیے ٹہل رہا تھا اور چائے بیڈ کی سائیڈ پر رکھی تھی جسکو داؤد فائل پڑھنے کے چکر میں فلحال بھول چکا تھا۔

" اوہو! ایک تو آواز نہیں آرہی کچھ "مہر نے جھنجھلا کر سوچا۔

داؤد کی نظر چائے کے کپ پڑی تو خیال آیا اسے پینے کا لیکن اب تک ٹھنڈی ہو چکی ہو گی اس نے سوچا اور دروازہ کھول کر وہ فرزانہ کو چائے گرم کر لانے کا کہنے والا تھا۔ جیسے ہی داؤد نے دروازہ کھولا مہر دھڑم سے گھٹنوں کے بل کمرے کے اندر گری"۔

" واٹ دا ہیل از دس؟"داؤد شاک اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے بولا۔ مہر گھبرا کر فوراً اٹھی تھی۔ اسے سمجھ نا آیا کہ کیا کہے۔اور داؤد اسے ابھی بھی ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کے ہیلو بی بی کدھر۔

" وہ میں۔۔۔ میں وہ۔۔۔"مہر کی تو زبان بھی ساتھ نہیں دے رہی تھی۔اور پھر وہ ایسے ہی کمرے سے تیزی سے بھاگ نکلی جیسے پیچھے کوئی کتا پڑ گیا ہو۔داؤد باہر اس کے پیچھے آیا لیکن مہر نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

" یہ لڑکی پاگل ہے کیا"داؤد خود سے سوال کر رہا تھا۔

دن کا اجالا رات کی تاریکی کو ختم کر گیا تھا۔رات سے رکی زندگی بھر سے رواں دواں تھی غازی ہاؤس کے مکین بھی دن کا آغاز کر چکے تھے۔داؤد اور سکندر صاحب آفس جا چکے تھے۔آمنہ اور رخسانہ بیگم حفصہ بیگم کے ساتھ لاونج میں موجود تھیں۔

" اماں میں سوچ رہی تھی ابھی نکاح کر دیتے ہیں پھر رخصتی جب داؤد چاہے کا تب کر دیں گے "آمنہ بیگم نے حفصہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ابھی اتنی جلدی نا کرو بہو، نہیں تو وہ جو مانا ہے پھر سے انکار کر دے گا ابھی یہ ہی بہت ہے کہ وہ سارہ کے لیے راضی ہے" رخسانہ بیگم نے اماں کی بات پر اتفاق کرتے ہوئے ہاں کہا تو آمنہ بیگم بھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں زرا مہر کو اٹھا دوں بیا کب سے کال کر رہی ہے" رخسانہ بیگم کہتے ہوئے صوفے سے اٹھیں۔

" سکندر بھائی صاحب جائیں گے آج پھر ساتھ ؟"آمنہ بیگم نے رخسانہ سے پوچھا۔

" جی بھابھی بیا کی امی خود کارڈ دینے آئیں تھیں اور سکندر کی سلام دعا بھی ہے اس کے ابو کے ساتھ تو جانا تو پڑے گا نا" رخسانہ بیگم نے ان کو جواز دیا۔

" ہاں اچھی بات ہے مہر کی بچپن کی سہیلی ہے یہاں آتی رہی ہے تم دونوں ضرور جاؤ بچی کو دعا دو"حفصہ بیگم نے تسبیح پھیرتے ہوئے کہا تھا۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رخسانہ بیگم مہر کے کمرے میں داخل ہوئیں تو کمرے کی حالت دیکھ کر انہوں نے اپنا ماتھا پیٹا۔سارا کمرہ بکھرا پڑا تھا۔کل رات مہندی سے آکر وہ اتنا تھک گئ تھی کے بس کپڑے بدل کر سو گئ۔ڈریسنگ ٹیبل پر سارا میک اپ جیولری ایسی ہی بکھری پڑی تھی۔کپڑے اسی طرح ہینگ ہوئے الماری کے باہر ہینڈل پر لٹکے تھے۔یہ نہیں تھا کے وہ ایک پھوہڑ لڑکی تھی اپنا کمرہ وہ ہمیشہ ہی سیٹ رکھتی تھی لیکن جب کبھی وہ تھکی ہو تو اسی طرح کرتی تھی یا یہ کہنا بہتر ہے اس کیلئے اسکی نیند اور آرام سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

" اوف اتنا نہیں کیا کے الماری کے اندر ہی ہینگ کر دیتی کپڑوں کو" رخسانہ بیگم نے اسکا کمرہ سمیٹنا شروع کر دیا۔

" مہرا ٹھو بیا کی کال آرہی ہے تم نے اس کے ساتھ پارلر نہیں جانا "

" ٹائم کیا ہوا ہے " نیند میں ڈوبی آواز میں اس نے اپنی ماں سے پوچھا۔

" بارہ بج گئے ہیں بیا تمہیں صبح سے کال کر رہی ہے تم نے اپنا فون نہیں اٹھایا تو اس نے لینڈ لائن پر کال کی اور مجھ سے کہا کی تمہیں اٹھا دوں "

مہر اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ہاتھوں میں فون لیا تو پچاس مسڈ کال دیکھ کر اسکی نیند پل میں غائب ہوئی۔

" اماں میرے کپڑے نکال دیں " وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی اور واشروم میں بند ہو گئی۔ رخسانہ بیگم جو اسکا ڈریسنگ ٹیبل سے سامان اٹھا رہیں تھیں نفی میں سر ہلا دیا (پتا نہیں کب بڑی ہو گی یہ)۔

****

داؤد اپنے آفس میں بیٹھا میز پر رکھی فائل پڑھ رہا تھا۔وہ سخت جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا۔مہر کا خیال بار بار آرہا تھا۔اسکا وہ حسین چہرہ اور جس ادا سے وہ پوچھ رہی تھی کے وہ کیسی لگ رہی ہے یہ سب کل سے ہی اس کے ذہن میں چل رہا تھا۔

داؤد کو سخت کوفت ہوئی تو زور سے فائل بند کر کے کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔لیکن آنکھیں بند کرتے ہی پھر سے مہر۔

"داؤد ابراہیم کیا ہو گیا ہے تمہیں کم ان کونسنٹریٹ،

ایک لڑکی یوں اس طرح سے میرے حواسوں پر سوار نہیں ہو سکتی" داؤد نے خود سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے آج جلدی گھر چلے جانا چاہیے۔۔۔۔تھوڑا ریسٹ کروں گا *i will feel better"*

اپنی کرسی سے اٹھ کر پیچھے ہینگ کوٹ اتارا اور پھر میز پر سے موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھائیں۔

روم کا ڈور کھول کر جیسے ہی وہ باہر نکلا اس کے روم میں آتی سارہ سے ٹکرا گیا۔

" اوآئم سوری "سارہ نے مدہم پیاری مسکان لیے داؤد سے کہا۔

" تمہیں لگی تو نہیں "داؤد نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔جو آج گلابی رنگ کا سوٹ پہنے بالکل ایک کھلا گلاب ہی دیکھ رہی تھی۔

" میں ٹھیک ہوں، تم کہیں جارہے تھے ؟"سارہ نے مسکراتی آنکھوں سے داؤد کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہاں !۔۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ضروری کام تھابس اسی لیے جارہاہوں "داؤد خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ سارہ سے جھوٹ کیوں بول رہاہے۔اس لیے سارہ سے نظریں چُرا کر کہا۔

سارہ نے اثبات میں سر ہلایا تو داؤد وہاں سے نکل گیا۔جبکہ سارہ اسکی پشت کو دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا پھر پلٹ کر داؤد کے روم میں گئی۔اندر آ کر سارہ نے ایک گہری سانس لی۔داؤد کے پرفیوم کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔وہ مسکراتے ہوئے اس کی کرسی کے پیچھے جاکر کھڑی ہو گئی اور کرسی پر اپنا ہاتھ پھیرا جب

سے اسے پتا چلا تھا کے داؤد نے اس سے شادی کیلئے ہاں کر دی ہے تب سے سارہ کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔اسکا دل چاہتا تھا سب سے چلا چلا کر کہے کہ داؤد ابراہیم صرف سارہ جنید کا ہے۔

****

شام کے سات بج رہے تھے جب داؤد کی گاڑی ڈرائیو وے پر آ کے روکی۔آفس سے وہ چار بجے کا نکل گیا تھا لیکن پھر وہ عالیہ کی طرف چلا گیا تھا سوچا وہاں تھوڑا ٹائم گزارے گا تو ہو سکتا ہے اسکی سوچوں کا مرکز بدلے۔گاڑی سے نکل کر وہ اندر جانے لگا۔لاونج میں سکندر صاحب بیا کی بارات پر جانے کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے ساتھ صوفے پر حفصہ بیگم بیٹھیں فرزانہ سے اپنے پاؤں دبوا رہی تھیں۔آمنہ بیگم کچن میں تھیں اور رخسانہ بیگم اپنے کمرے سے ابھی تیار ہو کر نہیں نکلی تھیں۔داؤد نے سلام لے کر اپنی دادو کے آگے جھک ان سے پیار لیا۔پھر وہ سکندر صاحب سے مخاطب ہوا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں چاچو؟"

" ہاں وہ مہر کی دوست کی شادی ہے نا ادھر ہی جا رہے ہیں اور رخسانہ " داؤد نے سر ہلایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

اوپر آ کر داؤد اپنے کمرے کی طرف جا ہی رہا تھا کے وہ ایک دم تھم گیا۔ سامنے کا منظر ہی کچھ ایسا تھا کہ داؤد یک ٹک دیکھے گیا۔

مہر مہرون رنگ کا گھٹنوں سے اوپر آتا ایمبرائیڈڈ فراک نیچے مہرون کھلے پانچوں والا ٹراؤزر اور مہرون رنگ کا دوپٹہ پیچھے کمر سے گزار کر دونوں بازوؤں پر ڈالا تھا۔ بالوں کو کرلز کیے ایک طرف کیا ہوا تھا اور آج بھی ہلکا میک اپ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔ سامنے سے وہ چلتی آ رہی تھی لیکن وہ ہاتھ میں پہنے بریسلیٹ کا ہوک لگا رہی تھی اس لیے داؤد کو نا دیکھ سکی اور اس سے ٹکرا گئی۔ ہیل کی وجہ سے مہر کا پاؤں مڑ گیا تھا جس سے وہ گرنے والی تھی کے داؤد نے ایک ہاتھ اسکی کمر اور دوسرے سے بازو پکڑ کر اسے گرنے سے بچایا۔ اب وہ مہر کے اوپر جھکا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے کو اتنے قریب سے دیکھتے ہوئے داؤد بالکل کھو سا گیا تھا۔

" کسی مووی کا سین چل رہا ہے؟" مہر کی آواز سے وہ ہوش میں آیا لیکن اسے چھوڑا ابھی بھی نہیں تھا۔

" ارے چھوڑ بھی دیں بارات آگئی ہے وہاں" مہر نے پھر سے کہا تو داؤد نے اسے فوراً چھوڑا۔ اپنی اس کیفیت پر بے انتہا غصہ آیا۔

" تم دیکھ کر چلنا کب سیکھو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اپنی اس بے اختیاری کو مہر کے سر ڈالنا چاہا۔

" جب آپ دیکھ کر چلنا سیکھ جائیں گے اس کے اگلے دن" دوبدو جواب دے کر وہ اس کے پاس سے گزر کر سیڑھیاں اتر گئی اور داؤد اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کے وہ کب کی جا چکی تھی لیکن داؤد ابھی بھی اسی کے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن بیا کا ولیمہ بھی ہو گیا تھا۔ جس پر مہرا کیلی ہی گئی تھی۔ یہ بیا کے ولیمے کے دو دن بعد کی رات تھی۔ مہر چھت پر موجود تھی۔ شام سے ہی موسم بہت سہانا تھا ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں۔ ستمبر کے شروع کے دن چل رہے اور یہ دن جاتی گرمیوں کے آخری دن ہوتے ہیں اس لیے حبس بھی بہت ہوتی ہے اور ایسے میں یہ ہلکی ہلکی ہوائیں غنیمت ہوا کرتی ہیں۔

مہر نے گرل سے جھک کر نیچے نظر دوڑائی تو داؤد کو لان میں فون پر بات کرتے دیکھا۔

" یہ رات کے اس پہر کس سے بات کر رہے ہیں " مہر نے سوچا۔

" ہمم کہیں کوئی گرل فرینڈز تو نہیں رکھی ہوئی " اسے یاد آیا تھا کہ اس دن وہ داد و کے کمرے میں جب گئی تھی تو دونوں باتیں کر رہے تھے لیکن اس کے کمرے میں جاتے ہی خاموش ہو گئے تھے اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

" ضرور کوئی بات ہے جو مجھ سے چھپائی جا رہی ہے لیکن میں بھی مہر سکندر ہوں پتا لگا کر رہوں گی " پھر کچھ خیال آنے پر مہر کی آنکھیں چمکی تھیں اور جلدی سے وہ نیچے جانے کیلئے بھاگی تھی۔

****

داؤد کو نیند نہیں آرہی تھی تو نیچے لان میں چلا آیا تھا۔ویسے بھی دو تین دن سے اسے ٹھیک سے نیند نہیں آتی تھی۔اسکا دل و دماغ اسکے قابو میں نہیں تھے اور دل جو کچھ اسے باور کروارہا تھا وہ اسکا دماغ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

ابھی اسے آئے تھوڑا ہی وقت ہوا تھا کے سارہ کی کال آگئی اور وہ کل آفس میں ہونے والی میٹنگ کے بارے میں کچھ پوچھ رہی تھی جس کے بارے میں داؤد نے بتایا اور فون بند کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب داؤد لان میں موجود کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھا اپنا فون یوس کررہا تھا کے مہر وہاں آئی۔

" اوہو مہر بہت سلو سپیڈ ہے تماری۔۔۔۔۔۔۔

نیچے آنے میں اتنا وقت لگا دیا۔۔۔۔۔۔۔کال تو بند ہو گئی۔۔۔۔۔۔اب کیسے پتا کروں کے کس سے بات کررہا تھا یہ کھڑوس "مہر نے داؤد کو کرسی پر بیٹھے دیکھ خود سے سرگوشی کی۔

"کال پر نہیں کر رہے بات تو کیا ہوا فون پر ضرور اسی سے میسیجنگ کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔۔ایک بار چیک کرنے میں کیا حرج ہے؟۔۔۔۔۔۔اب وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی داؤد کے پیچھے جاکر کھڑی ہو گئی اس کے سر سے جھانک کر دیکھنے ہی والی تھی کے داؤد ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور مہر فوراً نیچے بیٹھ گئی۔

آنکھیں ٹیری کر کے دیکھا تو داؤد ویسے ہی ٹیک چھوڑ کر بیٹھا تھا۔مہر نے دونوں ہاتھ نیچے گھاس پر رکھے اور اب ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے واپس جانے لگی۔(کیونکہ اب وہ کیسے دیکھے گی اس لیے اس جن کی نظروں میں آنے سے پہلے ہی بھاگنا چاہتی تھی)۔
ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کے گھاس پر نظر چپل بند پیروں پر پڑی تو وہیں فریز ہو گئی پھر آہستہ سے آنکھیں اٹھائیں تو سامنے ہی داؤد دونوں ہاتھ سینے پر باندھ آئی برو سوالیہ اٹھائے مہر کو گھور رہا تھا۔مہر نے تھوک نگلا۔
" یہاں نیچے کیا کر رہی ہو؟" داؤد نے پوچھا۔

" وہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں وہ شام کو میرے پیسے ادھر گر گئے تھے وہ ہی ڈھونڈ رہی تھی "ایک دم کوئی جواب نا بن پایا اس لیے جو منہ میں آیا کہہ گئی۔داؤد کو اسکی بات پر ہنسی آئی لیکن ضبط کر گیا۔

" اووآئی سی "داؤد نے کہا اور پھر اپنا ہاتھ آگے کیا۔مہر نے اس کے ہاتھ کو نظر انداز کیا اور خود اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اپنے کپڑے جھاڑے۔

****

" تو کتنے پیسے گم ہوئے ہیں جو اتنے ضروری تھے کہ رات کے اس وقت تم ڈھونڈ رہی ہو؟"داؤد نے مہر کو دیکھتے ہوئے طنز کیا۔

" سو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سو کے پانچ چھ نوٹ ہوں گے کوئی"ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مہر نے کہا۔

" اوو! یہ تو بہت بڑی رقم تھی" داؤد نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔ مہر نے اداسی سے ہاں میں سر ہلایا جیسے اسے بھی دکھ ہے اس کے اتنے پیسے گم گئے۔

" اب کیا کرو گی؟ اگر زیادہ ضرورت ہے تو میں دے دوں"
داؤد کو اب مزہ آرہا تھا۔

" نہیں!۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کیوں دینگے میں کوئی مانگنے والی لگتی ہوں کیا؟" مہر نے منہ بنا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مجھے لگا تمہیں ضرورت ہو گی جو اتنی رات کو ایسے ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔۔۔۔ ورنہ اتنے امیر باپ کی بیٹی ہو بھلا تھوڑے بہت پیسے گم بھی جائیں گے تو کیا فرق پڑے گا"
داؤد نے کندھے جھٹکا کر کہا۔

" ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔امیر ہوں تو کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپکو پتا نہیں ہے کتنی محنت سے پیسا کمایا جاتا ہے، درختوں پر نہیں اگتے پیسے" ہاتھ جھلا جھلا کر وہ اب سمجھانے لگی۔

تھوڑی دیر رک کر سانس لینے کے بعد پھر سے گویا ہوئی۔

" اور اگر میں یوں ہی پیسے گماتی رہی نا تو ہم سڑک پر آجائیں گے ایک دن

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

" یارائٹ! تم اتنی ذمہدار اور سمجھدار ہو گی مجھے اندازہ نہیں تھا" داؤد نے داد دی۔

داؤد کی بات پر وہ جو دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑی تھی مسکرادی اور گردن فخریہ اونچی کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

داؤد اپنی ہنسی کو ہونٹوں پر دبائے مہر کو دیکھ رہا تھا۔

" اب کیا کرو گی؟" داؤد نے پوچھا۔

" اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رات ہو گئی ہے نا بہت اس لیے مل نہیں رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کل صبح دیکھوں گی" مہر نے کہا اور داؤد کے پاس سے گزر کے اندر چلی گئی۔

" اوفف کتنی تشویش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ کہیں انھیں شک تو نہیں ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو بھی ہے آج تو بال بال بچی ہوں "

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مہر نے خود سے کہا۔

****

داؤد کمرے میں آیا تو بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دیا۔ وہ اتنی دیر سے جو کنڑول کر رہا تھا اب مشکل تھا کے خود کو روک پاتا۔ وہ داؤد ابراہیم جسکے ہونٹوں پر کبھی مسکراہٹ نہیں آئی تھی آج اتنے سالوں میں پہلی بار ہنس رہا تھا اگر حفصہ بیگم، آمنہ بیگم یا عالیہ اسے ایسے دیکھتے تو ضرور اسکی ہنسی کے صدقے اتارتے۔

" اوفف کیا چیز ہے "اسے وہ پل دوبارہ یاد آئے جب وہ فون یوز کر رہا تھا تو مہر اس کے پیچھے وہاں آئی اسے بنا دیکھے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ مہر اس کی پیچھے کھڑی ہے۔ لیکن وہ مڑا نہیں کیونکہ وہ جاننا چاہتا تھا وہ کیا کرنے آئی ہے۔ لیکن وہ جب واپس جانے لگی تو

داؤد نے اسے پکڑ لیا۔وہ اتنی کیوٹ لگ رہی تھی ایسے جیسے لان میں بلی گھوم رہی ہو۔

داؤد پھر سے مسکرایا۔

****

اگلے دن شام کو داؤد اور سکندر صاحب آفس سے آنے کے بعد لاونج میں سب گھر والے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔داؤد اور مہر بھی موجود تھے۔مہر اپنے بابا کے پاس بیٹھی تھی۔اور اسکے بالکل سامنے والے صوفے پر داؤد اور حفصہ بیگم بیٹھے تھے اور ایک صوفے پر آمنہ اور رخسانہ بیگم تھیں۔

" بابا میں گھر بیٹھے بیٹھے بور ہو جاتی ہوں "مہر نے اپنے بابا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ماں کا گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹایا کرو پھر نہیں بور ہو گی "سکندر صاحب سے پہلے ہی حفصہ بیگم بول پڑیں۔

" اوہو دادو کرتی تو ہوں کام اور کیا کام والی ماسی بن جاؤں "مہر نے خفت زدہ کہا۔

" لے میں نے تو تجھے دیکھا نہیں کوئی کام کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔ہر وقت تو سوئی پڑی رہتی ہے"حفصہ بیگم اسکی ٹانگ کھینچ رہی تھیں۔سب ہی اس بات پر ہنسے تھے۔

" اللہ معاف کرے دادو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پوچھیں آپ بڑی مام سے میں کتنی ہیلپ کرواتی ہوں کچن میں "مہر نے منہ پھلائے کہا۔

" جی جی اماں مہر کرواتی ہے مدد "آمنہ بیگم نے دھیمی مسکان لئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" اچھا بھئی کوئی بھی میری بیٹی سے کچھ نہیں کہے گا،وہ جب جو مرضی کر سکتی ہے" سکندر صاحب نے مداخلت کرتے ہوئے مہر کو اپنے ساتھ لگایا۔مہر بے ساختہ مسکرا دی۔

" ویسے مہر اگر آپ چاہتی ہیں تو کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیں اور آگے پڑھائی کریں آرام سے "سکندر صاحب پھر سے گویا ہوئے۔

" نہیں بابا مجھے نہیں پڑھنا اب "مہر نے صاف انکار کیا تھا۔

" چلو جیسے آپکی مرضی، ویسے آپکی ماں تو کہہ رہی تھیں کی آپکی شادی کر دیں "سکندر صاحب نے مہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ رخسانہ نے ہی ان سے کہا تھا کہ وہ مہر سے پوچھیں کے وہ آگے پڑھنا نہیں چاہتی تو اسکی شادی ہی کر دیں۔

" بابا! آپ ماں کی باتوں کو زیادہ سیریس مت لیا کریں، ان کا بس چلے تو مجھے ابھی اس گھر سے چلتا کریں "مہر نے ڈھیروں خفگی چہرے پر سجائے کہا تو اسکا ایسے منہ دیکھ کر سب ہی ہنسے تھے۔ مہر نے داؤد کی طرف دیکھا جو چائے ختم کیے اب اپنے فون پر مصروف تھا۔

" ویسے اس گھر میں اور بھی لوگ موجود ہیں جن کی شادی کی عمر ہو گئی ہے"

مہر داؤد کی طرف آنکھوں سے اشارے کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔داؤد کے لبوں پر ہلکی سے مسکان آئی اس بات پر جسے چھپانے کیلئے اس نے اپنا چہرہ مزید نیچے فون پر جھکا دیا۔

اسکی فکر تم نہیں کرو وہ بھی ہو جائے گی جلد" اسکا اشارہ سمجھ کر حفصہ بیگم نے کہا تو داؤد کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔

" جی دادو! جلدی کروائیں یہ نا ہو لڑکا ہاتھ سے نکل جائے ویسے بھی دیر رات تک فون پر باتیں کرنا اچھی بات نہیں ہوتی"مہر کے کہنے پر داؤد کو سمجھ آیا کے وہ کل رات اسکی جاسوسی کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہیں! کون فون پر بات کرتا ہے؟"حفصہ بیگم نے مہر سے پوچھا جس پر باقی سب بھی مہر کی طرف متوجہ ہوئے۔

" کوئی بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرے تو بری بات ہے بس یہ کہہ رہی ہوں"مہر کہہ کر اپنا کپ اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔

" پتا نہیں کیا بول کر گئی ہے"حفصہ بیگم نے کہا۔

" اماں آپکو پتا تو ہے ایسی ہی ہے" رخسانہ بیگم بھی مسکراتے ہوئے بولیں اور اٹھ کر سب کے چائے کے کپ سمیٹ کچن میں چلی گئیں۔

****

یہ منظر جنید صاحب کے گھر کا تھا۔ جہاں لاونج میں ٹی وی پر کوئی ڈرامہ آرہا تھا اور سامنے صوفے پر سارہ پاؤں اوپر کیے ہاتھ میں ریموٹ پکڑے ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی۔ عظمیٰ بیگم کچن میں رات کا کھانا تیار کروا رہیں تھیں۔ جنید صاحب ہسپتال سے ابھی لوٹے نہیں تھے اور حمزہ اپنے روم میں تھا۔ سارہ انہماک سے لڑکی کا ڈائیلاگ سن رہی تھی جب کسی نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ چھین لیا۔ سارہ نے دیکھا تو حمزہ اب بڑے مزے سے فاصلے پر بیٹھا چینل بدل رہا تھا۔

" حمزہ بھائی! میں ڈرامہ دیکھ رہی تھی" سارہ نے خفگی سے کہا۔

" تمہارے اس فضول ڈرامے کے چکر میں میرا میچ نکل جانا ہے "

" اچھے بھلے اندر کال پر ہانیہ سے بات کر رہے تھے تو تب میچ نہیں یاد آیا"

" ہاں تو میری بیوی ہے اس کیلیئے سب قربان "حمزہ نے شوخ ہوتے ہوئے کہا۔

" اوو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کیا بات ہوئی؟ "

" کیا بات ہونی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہہ رہی جب تک پیپرز ختم نہیں ہو جاتے تب تک بات بھی نہیں کر سکتی شاپنگ تو دور کی چیز ہے "حمزہ نے افسردگی سے اسے بتایا۔

" تو کوئی مسلئہ نہیں پیپرز تو بس پندرہ دنوں میں ختم ہو جائیں گے پھر آرام سے مل کر شاپنگ کیجیے گا "حمزہ نے سر ہلایا پھر کچھ یاد آنے پر سارہ کی طرف رخ کیا۔

" سارہ! داؤد سے رشتے پر تم خوش ہو نا؟ "حمزہ نے پوچھا۔

" جی میں خوش ہوں "سارہ نے شرمیلی سی مسکان ہونٹوں پر سجائے کہا۔

" گڈ! داؤد ایک اچھا انسان ہے، تھوڑا کم گو ہے مسکراتا بھی نہیں ہے لیکن اس سب کی وجہ تو تمہیں معلوم ہے اس لئے تم پر ہے کے شادی کے بعد تم اسے اس خول سے نکالو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور تم سے بہتر تو کوئی بھی نہیں جانتا داؤد کو اسکی دوست رہی ہو اب جیون ساتھی بنو گی

"حمزہ نے اسے دیکھتے ہوئے سمجھایا۔سارہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

****

اگلے دن غازی ہاؤس میں صفائی ستھرائی کا کام ہو رہا تھا۔گھر کے پرانے پردے اتار کر ڈرائی کلینگ کے لیے بھجوا دیے گئے اور اسکی جگہ نئے پردے لگا دیے تھے۔اور بھی کام صفائی کی جاری تھے۔رخسانہ بیگم نے مہر کو بھی کام پر لگایا ہوا تھا۔مہر فرزانہ کے ساتھ اوپر چھت پر بنے سٹور روم سے کچھ سامان لانے کیلئے گئی ہوئی تھی۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس میں ایکسٹرا اور ضرورت کا سارا سامان تھا۔ایک طرف دیوار کے ساتھ بڑی سی جڑی الماری بنی ہوئی تھی۔ جس میں بالکل نیو بند برتن تھے ایکسٹرا کمبل اور کمفرٹر رکھے تھے اور بھی ڈھیروں گھر کا سامان تھا جو شاید اس لئے تھا کے کبھی بھی ضرورت ہو تو آرام سے یہاں سے نکال کر استعمال کر لیا جائے۔

فرزانہ اوپر الماری پر چڑھی چیزیں اتار کر نیچے کھڑی مہر کر پکڑا رہی تھی۔

" اوفف فرزانہ کی بچی یہاں کی صفائی نہیں کرتی تم، کتنی ڈسٹ ہے" مہر نے اسے ڈپٹا۔

" باجی کرتی تو ہوں ہفتے کے ہفتے "

" کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس ہفتے میں ایک بار؟ اسی لیے یہ حال ہے سٹور کا۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب سے میں خود اپنی نگرانی میں کروایا کروں گی وہ بھی روزانہ "

مہر کی بات سن کر فرزانہ کا تو منہ ہی بن گیا (بھلا سٹور روم کون صاف کرتا ہے روز)۔

فرزانہ نیچے اتری اور دوسری طرف رکھے صندوق پر سے چادر اتار کر جھاڑی جس پر اتنی گرد مٹی تھی کی مہر کھانسنے لگی اور ہاتھ اپنے ناک کے آگے کر جھلانے لگی۔

" پتا نہیں ماں نے مجھ سے کونسا بدلہ لیا ہے" مہر نے خفگی سے بڑبڑایا۔

" باجی آپ یہ ڈبے اب نیچے لے جائیں باقی میں لے آؤں گی "

" مشورہ نہیں مانگا میں نے اپنا کام کرو" گھور کر کہتی اس نے ڈبہ اٹھایا ایک اور سٹور سے نکل گئی۔

داؤد اپنے کمرے سے نکلا ہی تھا جب دوسری طرف سے آتی مہر پر نظر پڑی۔ایک ہاتھ میں ڈبہ اپنے سینے سے لگائے اور دوسرے ہاتھ سے مسلسل اپنی آنکھ مسل رہی تھی۔ داؤد کے قریب آئی تو اسکی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھا لیکن دوسری آنکھ بار بار جھپک رہی تھی جو ٹھیک سے کھول نہیں رہی تھی۔

" کیا ہوا؟" داؤد نے اسکی آنکھ کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے پوچھا۔

" میری آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے شاید" مہر نے بتایا۔

داؤد نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ڈبہ نیچے رکھا۔مہر نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ مسلنا چاہی تو داؤد اسکا ہاتھ تھام گیا۔داؤد مہر کے قریب ہوا اور اسکی آنکھ کو اپنے انگھوٹے اور انگلی کی مدد سے بہت نرمی سے کھول کر دیکھنے لگا پھر اس پر پھونک ماری ایک بار پھر دوسری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بار مہر کو داؤد کی سانسوں کی تپش سے عجیب سے احساس نے ان گھیرا تو وہ فوراً پیچھے ہوئی۔

"کیا ہوا" داؤد نے اس کے اس طرح پیچھے ہٹنے پر پوچھا۔
"کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب ٹھیک ہے" اپنے چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا پھر جھک کر ڈبہ اٹھایا اور داؤد کے پاس سے گزر کر سیڑھیاں اتر گئی۔

"عجیب" داؤد کہتا ہوا مہر کے پیچھے ہی نیچے اتر گیا۔

****

شام کو موسم خشگوار ہو گیا تھا۔ بارش کھل کر برس رہی تھی۔ داؤد اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا برستی بارش کو دیکھ رہا تھا اور وہ خود بھی ہلکا ہلکا بھیگ چکا تھا۔ جب دل کا موسم بدل جائے تو یہ موسم بھی کتنے بھلے لگتے ہیں۔ تھوڑی دیر آسمان کی طرف دیکھتے

رہنے کے بعد داؤد نے نیچے لان میں دیکھا جہاں گلابی رنگ کا سوٹ پہنے مہر بارش میں بھیگ رہی تھی۔دوپٹہ کندھے پر لٹکا، چہرہ بھیگا ہوا بال چہرے اور گردن سے چپکے ہوئے وہ کب آئی داؤد کو پتا نہیں چلا۔لیکن اب یہ بارش مزید حسین لگ رہی تھی۔مہر اپنے بازہ پھیلائے گھول گھول گھوم رہی تھی اور داؤد کو یہ منظر دنیا کا سب سے خوبصورت منظر لگا تھا۔ *"I love her"* بے ساختہ یہ الفاظ داؤد کے لبوں سے ادا ہوئے۔

داؤد نے آنکھیں بند کیں اور ایک تصور اس کے ذہن میں ابھرا وہ لان میں مہر کے قریب تھا اسے نہار رہا تھا دل نے اسے محسوس کرنا چاہا تو فوراً آنکھیں کھول گیا۔

" داؤد ابراہیم تمہیں مہر کو بھولنا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے اپنے دل و دماغ سے نکالنا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں سارہ کا دل نہیں توڑ سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی اس محبت کو دل میں کہیں دفن کرنا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ احساس صرف یک طرفہ ہے اور اس یک طرفہ احساس کیلئے میں سارہ کو دکھ نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔۔"داؤد نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا۔

****

Do Not Copy Paste Without Writer Permission. Strict Action Will Be Taken.

#تیرا_میرا_پیار

#ازقلم_لائبہ_احمد

#قسط_نمبر_15

داؤد اپنے کمرے میں تیار ہورہا تھا۔وہ اور سارہ ایک آفیشل بزنس لنچ پر جارہے تھے۔ شیشے کے سامنے کھڑا وہ خود پر پرفیوم کر رہا تھا جب اسکا فون بجا۔

"ہاں سارہ؟"داؤد نے کال کرنے کی وجہ پوچھی تھی۔

دوسری طرف سارہ نے بات شروع کی تو داؤد دھیان سے سننے لگا۔مہر اپنے کمرے سے نکلی تو داؤد کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں میں داؤد کی

آواز آئی کیونکہ داؤد کے کمرے کا دروازہ کھولا تھا اس لئے وہ سن سکتی تھی آسانی سے۔
مہر فوراً الٹے قدموں واپس ہوئی اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

" لگتا ہے اپنی گرل فرینڈ سے بات کر رہے ہیں" مہر نے سوچا اور دھیان سے سننے لگی
کے کیا بات ہو رہی ہے۔

" ہاں چلو ٹھیک میں ریڈی ہوں تھوڑی دیر میں تمھے پک کرتا ہوں" داؤد کہہ رہا تھا
جب اسکی نظر کھلے دروازے کے پاس لہراتے آنچل پر پڑی۔داؤد نے مزید کچھ کہے بنا
کال کاٹ دی لیکن وہ پھر ہاں ٹھیک جیسے الفاظ بول رہا تھا کہ لگے کہ وہ ابھی بھی کال پر
بات کر رہا ہے اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا وہ دروازے کے پاس گیا تو مہر آنکھیں
سیکنڈور دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔

داؤد کے یوں اچانک باہر آنے پر ہڑ بڑا گئی۔داؤد سینے پر ہاتھ باندھے سرد نظروں سے
مہر کو دیکھ رہا تھا۔مہر نے تھوک نگلا۔
" ووووہ میں" اب سمجھ نہیں آرہی تھی کے کیا بہانا کرے۔

" میری جاسوسی کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے تمہے؟" داؤد نے پوچھا۔

" کیا جاسوسی؟ میں کیوں کروں گی بھلا۔۔۔۔۔آپ کونسا کوئی قاتل یا چور ہیں؟۔۔۔۔۔اور نا میں سی آئی ڈی کی انسپیکٹر ہوں جو مجھے میرے اے سی پی نے حکم دیا ہے کہ مہر ذرا پتا تو لگاؤ داؤد ابراہیم کا چکر کس کے ساتھ چل رہا" آخری جملہ اپنی آواز کو بھاری بناتے ہوئے بولی۔

داؤد اچنبھے سے اسے دیکھے گیا۔

" تم پاگل واگل تو نہیں؟" داؤد نے اسکی فضول گوئی پر سوال کیا۔

" بچپن سے" خوشی سے جواب آیا۔

" واٹ ایور" داؤد نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا اور واپس کمرے میں چلا گیا۔ مہر اپنی ہنسی دباتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

" بڑا مزہ آیا بچارے کو باتوں میں پھنسا کر میں نکل گئی" ابھی وہ تیسری سیڑھی پر تھی کے پیچھے سے داؤد اس کے پیچھے آیا۔

" آئندہ میرے روم یا میرے ارد گرد بھی نظر مت آنا" سرد لہجے میں کہتا وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔

" کھڑوس کہیں کا" مہر نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا تھا۔

****

ڈرائیونگ کرتے ہوئے داؤد کا دھیان مہر کی طرف تھا وہ کیوں اس کیلئے مشکل بنا رہی تھی یوں بار بار اس کے سامنے آکر۔اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے اپنے دل سے نکال دے گا اس کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں لیکن وہ اس کے سامنے ہی رہتی ہے ہر وقت اس کے آس پاس۔۔۔۔۔۔۔۔اگر وہ ایسے ہی اس کے سامنے رہے گی تو وہ کیسے اپنے ارادے پر عمل کرے گا۔۔۔۔۔اسی لئے اس نے اسے سختی سے منع کیا وہ اس کے سامنے مت آئے لیکن وہ جانتا ہے وہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ ایک گھر میں رہتے ہوئے یہ ناممکن ہے وہ آتی رہی گی اس کے سامنے کبھی نا کبھی کسی نا کسی بہانے۔۔۔۔۔۔۔اب جو بھی کرنا ہوگا اسے خود کرنا ہوگا۔انھی سوچوں میں اس نے سارہ کے گھر کے باہر گاڑی روکی اور اب سارہ کو کال ملا کر باہر آنے کا بتا رہا تھا۔

****

اگلا دن روشن ہوا تو داؤد اور سکندر صاحب آفس جا چکے تھے۔مہر بھی بارہ بجے کی جاگی تھی اور ناشتہ کر کے واپس اپنے کمرے میں بند تھی۔رخسانہ بیگم اور حفصہ بیگم لاونج میں موجود تھے جبکہ آمنہ بیگم فرزانہ کے ساتھ کچن میں دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔رخسانہ بیگم مٹر کے دانے نکال رہی تھیں اور حفصہ بیگم تسبیح پڑھ رہی تھیں ساتھ ساتھ دونوں ہلکی پھلکی ادھر ادھر کی باتیں بھی کر رہے تھے جب مہر سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔

سفید رنگ کی قمیض جس پر نیلے رنگ کے پھولوں کا پرنٹ تھا نیچے سفید ہی ٹراؤزر پہنے نیلے رنگ کا شفون کا دوپٹہ گلے میں ڈالے اور کندھے پر ہلکے پنک رنگ کا بیگ لٹکائے وہ تیار تھی کہیں جانے کیلئے۔

" ماں میں خان بابا کے ساتھ عالیہ آپی کے گھر جا رہی ہوں "صوفے کے پیچھے کھڑی وہ اپنی ماں کو جانے کی اطلاع دے رہی تھی۔

" کیا ضرورت ہے جانے کی بھلا ادھر آکر مڑ نکالو میرے ساتھ "رخسانہ بیگم نے اسے گھورا تھا۔

" مہر آجا بچی کیا کرے گی وہاں جا کر آجا میرے پاس بیٹھ "اب حفصہ بیگم نے اسے کہا تھا۔مہر صوفے کے پیچھے سے نکل کر اپنی دادو کے ساتھ بیٹھ گئی۔

" ارے دادو اس سنڈے کو عالیہ آپی آئی نہیں ہماری طرف اسی لئے جا رہی ہوں، میں موسیٰ کو بہت مس بھی کر رہی ہوں تھوڑی دیر اس کے ساتھ کھیلوں گی باتیں کروں گی اور کھانا کھا کر واپس آجاؤں گی اتنی سی تو بات ہے بھئی "مہر نے ان کو منانے کی کوشش کی۔

" کوئی ضرورت نہیں ہے ایک بار کہہ دیا ہے نا جب دیکھو اپنی مرضی چلاتی ہو، کام کروایا کرو ساتھ میرے اگلے گھر جاؤ گی کیا ناک کٹواؤ گی ہماری "رخسانہ بیگم نے ڈانٹ

کر کہا تو مہرا نھیں خفت سے دیکھے گئی۔ پھر اپنا جوتا اتارا، دوپٹہ اور بیگ اتار کر پھینکا اور دوسرے صوفے پر اچھل کر چڑھ گئی۔

" گاؤں والو! یہ جو میری ماں ہے نا۔۔۔۔ یہ مجھ اپلا ناری پر اتنا ظلم ڈھنا چاہتی ہیں۔۔۔۔ ابھی میرے کھیلنے کودنے کے دن ہیں اور یہ مجھ سے چولہا چوکی کروانا چاہتی ہیں " ڈرامائی انداز میں وہ کہے جا رہی تھی۔ آمنہ بیگم اور فرزانہ بھی اسکی آواز سن کر کچن سے نکل کر آ گئے تھے۔

" اگر انہوں نے مجھے گھر سے باہر نا جانے دیا ابھی۔۔۔۔۔۔۔۔ تو میں اس صوفے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کود کر اپنی جان دے دوں گی"

اپنی بات مکمل کر کے وہ اب اپنی دادو ماں اور سب کو ایسے دیکھ رہی تھی کے اس کی بات مان لی جائے ورنہ وہ کود جائے گی۔ سب دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔ رخسانہ بیگم اٹھیں اس کے پاس جا کر ایک تھپکی لگائی اس کی کمر پر اور نیچے اترنے کا بولیں۔

" اترو نیچے "

" ماں پلیز نا" نیچے اتر کر وہ اب انھیں شانوں سے تھام کر منتیں کرنے لگی۔

" اچھا میری ماں جاؤ جان چھوڑو میری "

" ہیں سچی؟" مہر نے رخسانہ کا گال چوما اور تیزی سے جوتا پہننا، دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا اور پھر بیگ اٹھایا

" تھینک یو سو مچ ماں جلدی واپس آؤں گی" اور سب کو اللہ حافظ کہتے ہوئے باہر نکل گئی۔

" اوفف یہ لڑکی" رخسانہ بیگم نے نفی میں سر ہلایا اور واپس جا کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

داؤد اور سکندر صاحب آفس سے گھر آچکے تھے اور اب فریش ہونے کے بعد سب کے ساتھ شام کی چائے پی رہے تھے۔

" آپ آج لیٹ آئے ہیں گھر کہاں تھے ؟"رخسانہ بیگم نے سکندر صاحب سے استفسار کیا۔

" ہاں آج ایک کام تھا مجھے اس لیے آفس ہی دوک گیا تھا، آپ فکر نہیں کریں کھانا ٹائم سے کھالیا تھا میں نے "سکندر صاحب نے نرمی سے انکو جواب دیا۔

" ارے سکندر تمہیں کیا ضرورت ہے اب دفتر جانے کی؟ داؤد ہے نا سنبھال لے گا تو اپنی صحت کا خیال کیا کر بیٹا اب ریٹائر ہو جا "حفصہ بیگم نے اپنے بیٹے سے کہا۔

" جی چاچو! دادو صحیح کہہ رہی ہیں اب آپکے آرام کرنے کے دن ہیں، آفس تو میں دیکھ لوں گا جو ضروری چیزیں ہوں گی وہ تو آپ سے گھر میں بھی ڈسکس ہو سکتی ہیں "داؤد نے حفصہ بیگم کی تائید کی تھی۔

" لو میں تم سے کہنے والا تھا کہ تم اماں کو سمجھاؤ الٹا تم ہی مجھے منع کرنے لگے "سکندر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کوئی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے پتر مجھے۔۔۔۔بس جو کہہ دیا وہ کر" حفصہ بیگم نے دوبارہ گویا ہوئیں۔

" جی جیسے آپکا حکم۔۔۔۔۔۔۔رخسانہ مہر نہیں نظر آئی مجھے جب سے آیا ہوں کسی دوست کے گھر گئی ہے کیا؟" حفصہ بیگم کو تسلی دے کر انہوں رخسانہ سے مہر کا پوچھا۔

" جی عالیہ کی طرف گئی ہے خان بابا کے ساتھ تھوڑی دیر تک آجائے گی" رخسانہ بیگم نے جواب دے کر چائے کا کپ لبوں سے لگا لیا۔
اور داؤد مہر کے ذکر سے پھر سے اس کے بارے میں سوچنے لگا۔

****

کالے رنگ کی ہونڈا سٹی روڈ پر رواں دواں تھی۔ مہر پیچھے بیٹھے فون یوز کر رہی تھی جب گاڑی اچانک روکی تھی۔ خان بابا چابی گھما کر سٹارٹ کرنے لگے لیکن گاڑی سٹارٹ نا ہوئی۔

" کیا ہوا خان بابا گاڑی کیوں روک گئی؟ مہر نے فون چھوڑ کر ان سے پوچھا۔

" پتا نہیں کیوں روک گئی ہے؟ میں اتر کر چیک کرتا ہوں "

خان بابا کہہ کر گاڑی سے اترے تھے جب دو نقاب پوشوں نے موٹر سائیکل ان کی گاڑی کے پاس روکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" جو کچھ بھی ہے نکال دے "ایک نقاب پوش خان بابا پر گن تان کر بولا۔ جبکہ دوسرا مہر کی طرف گیا۔

مہر نے گن دیکھی تو ڈر کر شور مچا دیا۔

" نکل باہر لڑکی "دوسرے نے مہر کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے بازہ سے پکڑ باہر نکالا۔

" دیکھو بچی کو چھوڑ دو یہ میرے پاس بس یہ ہی پیسے ہیں یہ رکھ لو" خان بابا نے اپنی جیب سے دو ہزار اور کچھ پیسے نکال کر اپنے سامنے تانی گن پکڑے بندے کو کہا۔

" ابے اتنی بڑی گاڑی ہے اور پیسے نہیں تیرے پاس "

" اوے وہ ڈرائیور ہے اصل مال اس لڑکی کے پاس ہے "مہر کو جس بندے نے پکڑ رکھا تھا اپنے ساتھی کو کہا۔

" پلیز ہمیں چھوڑ دو "مہر روتے ہوئے اپنا بازہ چھوڑوا رہی تھی۔

" اے لڑکی دیکھ جو ہے خود ی نکال دے ورنہ "نقاب پوش نے مہر سے کہا۔

" میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا بیگ۔۔۔۔۔۔۔۔فون ہے وہ لے لیں "مہر نے روتے ہوئے کہا۔ علاقہ سنسان تھا اس لیے کوئی بھی مدد کیلئے نہیں نظر آرہا تھا۔ اس نقاب

پوش نے مہر کو ایک ہاتھ سے پکڑ کے ایک طرف کیا اور خود گاڑی کے اندر جھک کر سیٹ سے مہر کا بیگ اور فون اٹھا لیا۔

" کوئی ہوشیاری نہیں کرنا دونوں "مہر کے پاس والے نے مہر کو چھوڑا لیکن گن ابھی بھی مہر کی طرف کی ہوئی تھی۔ خان بابا کے پاس جو کھڑا تھا اس نے اتنی دیر میں ان کے ہاتھ باندھ دیے تھے کے وہ اتنی دیر میں کوئی کارروائی نا کر سکے۔ اور پھر اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور دوسرے والا ابھی بھی گن مہر کی جانب کیے جلدی سے پیچھے بیٹھا اور پھر وہ دونوں تیزی سے نکل گئے۔

مہر مسلسل کانپ رہی تھی جب خان بابا نے اسے آواز دے کر پاس بلایا اور انکی رسی کھولنے کو کہا۔ مہر انکی جانب آئی لیکن نظریں ابھی بھی اسی راستے پر تھیں جہاں سے وہ گئے تھے اسے ڈر تھا جیسے وہ واپس نا آ جائیں۔ مہر سے رسی کھول ہی نہیں رہی تھی وہ باندھی ہی اتنی مضبوطی سے تھی کے اس کے نازک ہاتھ کہاں کھول پاتے لیکن پانچ منٹ کی مشقت کے بعد مہر سے کھول ہی گئی۔ خان بابا نے مہر کو تسلی دی اور گاڑی میں بیٹھنے کا کہا اور خود بھی گاڑی میں آ کر بیٹھے۔ گاڑی ایک بار پھر سٹارٹ کرنے کی کوشش

لیکن نہیں ہوئی اور پھر انہوں نے جھک کر ڈیش بورڈ کے نیچے بنے حصے سے اپنا فون نکالا اس وقت فون ان کی جیب میں نہیں تھا انہوں نے شکر کیا ورنہ وہ رابطہ کیسے کرتے کسی سے اگر وہ ڈاکو ان کا فون بھی لے جاتے۔

خان بابا نے جلدی سے داؤد کا نمبر ملایا بیل جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہے تھے انہوں نے پیچھے مہر کو دیکھا جو کافی گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی اسے دوبارہ تسلی دی اور داؤد کے فون اٹھانے کا انتظار کرنے لگے۔

ادھر داؤد واش روم سے نکلا اور اپنے مسلسل بجتے فون کو اُٹھایا۔

" اسلام و علیکم خان بابا خیرت تھی؟"داؤد نے کال اٹھاتے ساتھ پوچھا۔دوسری طرف خان بابا نے ساری بات کو مختصر کر کے بتایا جسے سن کر داؤد کے منہ سے مہر نکلا تھا۔

پھر داؤد فوراً ہوش میں آیا تھا فون کان سے ہی لگائے وہ ان سے ایڈریس کا پوچھ رہا تھا اور اپنی گاڑی کی چابی اٹھا کر تیزی سے کمرے سے نکلا۔

ادھر خان بابا مہر کو ساتھ ساتھ تسلی دے رہے تھے جو رونا تو بند کر چکی تھی لیکن ابھی بھی گھبرائی ہوئی تھی۔

داؤد ریش ڈرائیو کرتے ہوئے پہنچا۔گاڑی سے نکل کر اس طرف آیا جہاں دوسری گاڑی کھڑی تھی۔خان بابا داؤد کو دیکھ کر باہر نکلے تھے۔داؤد نے مہر کا پوچھا تو انہوں نے پچھلی سیٹ پر اشارہ کر کے بتایا مہر بھی داؤد کو دیکھ کر باہر نکل آئی۔داؤد تیزی سے مہر کی جانب گیا۔

" تم ٹھیک ہو؟۔۔۔۔۔۔۔۔چوٹ تو نہیں آئی کہیں۔۔۔۔۔" مہر کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام داؤد پوچھ رہا تھا۔

انداز ایسا تھا کے وہ کہے گی کچھ تو داؤد ان لوگوں کی جان لے لے گا۔

" تمہیں کچھ کہا تو نہیں؟" داؤد اپنی بے قرار آنکھیں اس پر جمائے اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔

" مجھے۔۔۔۔۔گھر جانا ہے۔۔۔۔بابا کے پاس" مہر نے داؤد کو بس اتنا کہا۔داؤد نے اسکی گھبرائی ہوئی آواز سنی تو اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔کوئی پرواہ کیے بغیر کے وہ اس

وقت کہاں کھڑا ہے آس پاس کون ہے۔اس وقت صرف مہر کا خیال تھا شکر تھا وہ صحیح سلامت اس کے سامنے تھی۔اس کے سر پر ہاتھ رکھے داؤد نے اس اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

****

اس وقت سب لاونج میں موجود تھے۔مہر اپنے بابا کے سینے سے لگی بیٹھی انہیں سارا واقع سنا رہی تھی۔داؤد دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کیے تھوڑی کے نیچے رکھے نظریں نیچے بچھے کارپٹ پر جمائے مہر کی ساری بات سن رہا تھا۔

" منع کر رہی تھی نا کے مت جاؤ لیکن تم سنتی کہاں ہو میری،خدانخواستہ کچھ اور ہو جاتا تو"رخسانہ بیگم نے ڈانٹ کر کہا۔

" رخسانہ!!!!"سکندر صاحب نے تیز آواز میں انہیں ٹوکا تھا۔ان کی بات کا مفہوم سمجھ کر جہاں سکندر صاحب کو غصہ آیا وہاں داؤد نے اپنے ہاتھوں کو مزید سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر لیا اسکا چہرہ غصے سے لال ہو گیا تھا۔

" آپ ہی نا بگاڑا ہے اسے"رخسانہ بیگم کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

" بابا بھلا مجھے کیا پتا تھا ایسا کچھ ہو جائے گا، میں پہلے بھی تو جاتی تھی نا" مہر نے ان کے سینے سے اپنا سر اٹھا کر کہا۔

" کوئی بات نہیں بیٹا آپ اپنی ماں کی بات کا برا نا مانے" انہوں نے پیار سے مہر کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

داؤد وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

" شکر ہے صحیح سلامت ہے میری بچی" حفصہ بیگم نے جو کب سے چپ بیٹھیں تھیں گویا ہوئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مہر جاؤ بیٹا کمرے میں جا کر فریش ہو جاؤ، میں کھانا لگواتی ہوں پھر آ کر کھانا کھاؤ" آمنہ بیگم نے مہر سے کہا تو وہ اپنے بابا سے الگ ہوئی اور اٹھ گئی۔

****

رات کا کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔مہر نے رخسانہ بیگم سے معافی بھی مانگی تھی لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔مہر اپنی دادو کے کمرے میں ان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی اور حفصہ بیگم دعائیں پڑھ کر مہر پر پھونک دہی تھیں۔مہر کیونکہ گھر آکر سنبھل گئی تھی تو داؤد کے بارے میں سوچنے لگی۔وہ کسطرح اس کیلئے پریشان نظر آرہا تھا اور پھر اسے سینے سے لگائے جو بار بار کہہ رہا تھا (کچھ نہیں ہوا تم ٹھیک ہو میں ہوں ناپاس)۔مہر یہ ہی سوچ رہی تھی داؤد نے پہلے کبھی تو ایسے نہیں کیا تھا اور اب۔

"اتنے بھی برے نہیں ہیں ویسے" مہر بڑبڑائی۔

"ہیں کون برا نہیں ہے؟" حفصہ بیگم نے پوچھا۔

"آپکے لاڈلے پوتے دادو"

"وہ کب برا تھا"

"تھے۔۔۔۔شاید۔۔۔۔یا نہیں۔۔۔پتا نہیں" مہر نے انکی گود سے سر اٹھا کر کہا۔

"کیا بولتی رہتی ہے"

" اوکے دادو شب بخیر آپ بھی سو جائیں اب "

حفصہ بیگم کے کمرے سے نکل کر مہراب الگ سوچوں میں گھم تھی۔

" مجھے ایسے دیکھتے ہوئے وہ سمجھ رہے ہوں گے کے میں ڈرپوک نکلی، باتیں اتنی بڑی بڑی اور ایک ڈاکو سے ڈر گئی۔۔۔۔۔ہا مہراب دیکھنا وہ جب ہمارا اگلا جھگڑا ہو گا ضرور مجھے اس بات کا طعنہ دیں گے"

آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اپنی جون میں واپس آچکی تھی جب داؤد کے کمرے کے کھلے دروازے پر نظر گئی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے داؤد کے کمرے میں گئی اور ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ باہر بالکونی میں ہی دیکھا اسے۔

مہر اس کے ساتھ تھوڑا فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔ داؤد نے ایک نگاہ ڈال کر واپس چہرہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔

"وہ میں۔۔۔۔۔۔میں آپکا شکریہ ادا کرنے آئی تھی آپ نے اتنی مدد کی میری" نیچے لان کو دیکھتے ہوئے مہر نے بے تکی بات کی۔داؤد نے کوئی رد عمل نہیں دیا تو مہر نے اسکی جانب دیکھا۔

"دیکھیں یہ مت سمجھئے گا کہ میں ڈرپوک ہوں وہ تو بس گن دیکھ کر تھوڑا گھبرا گئی تھی اس لئے۔۔۔۔۔ورنہ اگر ان کے پاس گن نا ہوتی نہ تو میں نے اتنا مارنا تھا اپنا جوتا اتار کے ان ڈاکوؤں کو۔۔۔۔نانی یاد آجاتی ان کی"۔

اپنے ہاتھ اٹھا کر وہ باقاعدہ ہوا میں ہاتھوں کو چلاتے ہوئے بتا رہی تھی۔اسکی بات پر داؤد کے لبوں پر ہلکی مسکان آئی جسے اس نے چھپا لیا تھا لیکن مہر دیکھ چکی تھی۔

"ہنسا تو سمجھو پھنسا" مہر نے اپنے میں ذہن میں سوچا۔

"تو جب ہمارے بیچ کوئی جھگڑا نہیں رہا تو کیوں نا ہم دوستی کر لیں" مہر نے چہکتے ہوئے کہا۔

"کریں گے مجھ سے دوستی؟"

"دوستی؟؟"داؤد نے مہر کی طرف رخ مڑ کر پوچھا۔

"ہاں دوستی"مہر نے ہونٹوں پر مسکان سجائے کہا۔

"صرف دوستی؟"داؤد نے مہر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھر کہا اور ایک قدم مہر کی جانب بڑھایا۔

"جی دوستی۔۔۔۔۔۔۔"مہر نے داؤد کے ایک قدم آگے آنے سے اپنا ایک قدم پیچھے لیا۔

"اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں؟"داؤد نے کہتے ہوئے مزید ایک قدم مہر کے قریب ہوا۔

" اس۔۔۔۔۔کے۔۔۔علاوہ کیا۔۔۔۔"مہر نے ہکلاتے ہوئے پوچھا اور پیچھے ریلنگ سے جا لگی۔آنکھیں داؤد کی آنکھوں میں جمی تھیں۔

داؤد نے مہر کی اطراف اپنے دونوں ہاتھ ریلنگ پر جما لیے ایسے وہ داؤد کے حصار میں کھڑی تھی اس کے حصار سے نکلنے کے سارے راستے مسدود کیے ہوئے وہ اپنی آنکھوں میں ڈھیروں چاہت لئے اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑا تھا۔

" دوستی کے علاوہ بھی کچھ رشتے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔کچھ رشتے جو ہم سمجھتے نہیں۔۔۔۔ کچھ رشتے جو ہم سمجھنا نہیں چاہتے۔۔۔۔ایسے رشتے جو احساس کے رشتے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔دل کے رشتے ہوتے ہیں۔۔۔۔محبت کے۔۔۔۔۔پیار کے رشتے ہوتے ہیں۔۔۔"

داؤد مہر کے قریب جھک کر اسکے کان میں اپنی بھاری آواز میں کہہ رہا تھا۔پھر نظر اٹھا کر مہر کی جھیل جیسی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔مہر بھی داؤد کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی دماغ اس وقت داؤد کے اتنے قریب ہونے سے کام کرنا بند کر چکا تھا۔دیکھتے دیکھتے داؤد کی نظر مہر کے ہونٹوں پر گئی۔اس سے پہلے وہ مزید اسکی طرف جھکتا مہر اپنی آنکھیں میچ گئی۔

****

داؤد نے مہر کی بند آنکھوں کو دیکھا تو ایک دم ہوش میں آیا۔

" وہ یہ کیا کرنے جا رہا تھا اتنی بے اختیاری کیسے ؟"

داؤد فوراً مہر سے دور ہٹا تھا اور اسے دیکھتے ہوئے الٹے قدم اٹھاتا گیا۔ مہر ابھی بھی آنکھیں میچ کھڑی تھی۔

" ائی ایم۔۔۔۔۔ایم سوری۔۔۔۔۔۔۔۔میرا دھیان کہیں اور تھا"۔

اسکی آواز دور سے سنی تو مہر نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ داؤد شرمندہ سے کھڑا مہر کو دیکھ رہا تھا۔ مہر نے ایک نظر داؤد کو دیکھا پھر اپنی آنکھیں جھکا لی۔ داؤد نے اس سے رخ پھیر لیا۔ کتنی ہی دیر دونوں خاموشی سے کھڑے رہے۔ مہر نے نگاہیں اٹھا کر ایک بار پھر اسے دیکھا اور پھر کمرے سے نکل گئی۔

****

مہر تیزی سے کمرے میں آکر دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ ہی لگی کھڑی رہی۔دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ مہر نے اپنا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھ لیا جیسے ایسا کرنے سے اسکی دل کی دھڑکن تھوڑی کم ہو جائے گی۔اسے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ سب ہوا کیا تھا۔دماغ جیسے سن تھا۔اپنا دوپٹہ اتار کر وہیں ساتھ صوفے پر پھینکا اور الماری سے نائٹ ڈریس نکال کر واشروم میں بند ہو گئی۔واشروم سے نکل کر وہ بیڈ پر چت لیٹی چھت کو دیکھتی رہی۔دماغ پر زور ڈال کر پھر سے وہ لمحہ یاد کرنا چاہا تو سب کچھ ذہن کے پردے پر واضح ہوا وہ وہاں روئی کیوں رہی تھی۔اسکی آنکھوں میں ایسا کیا تھا جو مجھے ان میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

" ہائے اللہ جی کہیں کالا جادو تو نہیں کرتے "ایک دم مہر اٹھ بیٹھی تھی۔

" اوفف ایک منٹ کیلئے تو میں کھو ہی گئی تھی ان کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عجیب انسان ہیں یہ۔۔۔۔۔ کبھی غصہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی جھگڑا کرتے ہیں۔۔۔۔ کبھی

اپنے دل میں چھپا درد بھی کہہ دیتے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی خود سے دور رہنے کا بولتے ہیں۔۔۔۔ کبھی خود اتنے قریب آجاتے ہیں۔۔۔۔ کبھی میری اتنی پرواکرتے ہیں۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آتا ان کا اصلی روپ کونسا ہے؟" گود میں تکیہ رکھے وہ مختلف سوچوں میں گھری رہی۔ پھر ایک دم ذہن میں داؤد کے کہے الفاظ یاد آئے۔

" دھیان کہیں اور تھا کا کیا مطلب؟۔۔۔۔۔۔۔۔ہائے اللہ مجھے کہیں اپنی وہ فون والی گرل فرینڈ تو سمجھ رہے تھے۔۔۔۔۔توبہ توبہ بہت ہی کوئی بے شرم ہیں" کانوں کو ہاتھ لگا کر تکیہ درست کرتی وہ اب دوبارہ لیٹ گئی۔ انہی باتوں کو سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

مہر کے جانے کے بعد داؤد کتنی دیر بالکونی میں ہی کھڑا خود کو ملامت کرتا رہا۔ وہ ایسے کس طرح مہر کے اتنے قریب جا سکتا تھا۔ وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی۔ کہیں کچھ غلط نا سمجھنے لگے وہ تو ہے بھی ایسی اپنی مرضی کا کچھ بھی مطلب نکال لیتی ہے۔

داؤد اب غصے میں یہاں سے وہاں ٹہلنے لگا۔

" میرا دل میرے ہی بس میں نہیں رہا۔۔۔۔یہ مہر کو دیکھتے ہی بے قابو ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔!!!! dammnnnn

داؤد ابراہیم!!!!!! تم اتنی بڑی کمپنی کو سنبھالتے ہو لیکن اپنا ایک دل نہیں سنبھلتا۔۔۔۔شاید آج جو ہوا۔۔۔۔کتنا ڈر گیا تھا وہ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ کیا کرتا۔۔۔۔۔ہاں اسی وجہ سے وہ اس کے اتنا قریب گیا" خود سے مخاطب وہ خود کو ہی اپنے کیے کی وضاحتیں دینے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

صبح کی دودھیا روشنی میں سورج کی سنہری تاریں ملیں تو آسمان مزید روشن ہو گیا۔داؤد آج اکیلا ہی آفس کیلئے گھر سے نکل چکا تھا۔باقی گھر والے بھی ناشتے کے بعد سے معمول کے کاموں میں لگے تھے البتہ رخسانہ بیگم فون پر کسی سے مسکرا کر گفتگو کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ ڈائننگ سے ناشتے کے برتن اٹھا رہی تھیں۔سکندر صاحب اور

حفصہ بیگم لاونج میں موجود تھے۔ٹی وی پر نیوز چینل لگا تھا۔آمنہ بیگم فرزانہ سے گھر کے کام کروا رہی تھیں۔اور مہرا اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی۔

رخسانہ بیگم نے فون رکھا اور لاونج میں آکر سب کو بتایا کے ان کے بھائی کینیڈا سے واپس پاکستان آرہے ہیں۔

اس بات سے سب خوش ہوئے تھے۔رخسانہ بیگم کے ایک ہی بھائی تھے منصور جو پانچ سال پہلے پاکستان سے کینیڈا شفٹ ہو گئے تھے انکی اہلیہ شگفتہ اور ایک ہی بیٹا علی تھا۔ انکے بیٹے علی کو کینیڈا کی ایک کمپنی میں جاب آفر ہوئی تو اسے جانا تھا لیکن شگفتہ بیگم اپنی ایک لوتی اولاد کے بغیر نہیں رہنا چاہتی تھیں اس لیے انہوں نے اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا۔منصور صاحب خود ایک ریٹائرڈ آرمی آفیسر تھے۔ان پانچ سالوں میں وہ لوگ تین بار پاکستان آئے تھے تو اپنے ہی گھر میں رہیے تھے جو انہوں نے بیچا نہیں تھا کیونکہ وہ ان کے آباؤاجداد کا گھر تھا اور رخسانہ لازمی ہر ماہ وہاں جا کر صفائی ستھرائی کرواتی رہتی تھیں۔تاکہ جب بھی ان کے بھائی بھابھی واپس آئیں ان کو اپنا گھر بالکل ویسے ہی ملے جیسا وہ چھوڑ کے گئے تھے۔

****

دوپہر کو عظمیٰ بیگم اور جنید صاحب مہر کے ساتھ ہوئے حادثے کا سن کر آئے ہوئے تھے۔وہ تھوڑی دیر رکے تھے پھر واپس چلے گئے تھے۔جبکہ شام کو عالیہ اپنے شوہر اور موسیٰ کے ساتھ آئی تھی۔

" عالیہ رات کا کھانا تم اور عرفان ادھر ہی کھاؤ گے نا؟ "

آمنہ بیگم نے عالیہ کو مخاطب کیا تھا۔

" نہیں امی یہ نہیں رو کیں گے انہوں نے کہیں اور کام سے جانا ہے، میں رو کوں گی رات تک بس " عالیہ نے اپنی امی کو جواب دیا۔

" تو کوئی بات نہیں بیٹا کام سے فارغ ہو کر جب رات کو اسے لینے آؤ گے تو کھانا ہمارے ساتھ ہی کھاؤ " آمنہ بیگم اب اپنے داماد سے کہہ رہی تھیں۔

" نہیں آنٹی آج تھوڑا مشکل ہے ایون میں اسے رات کو پک کرنے بھی نہیں آسکوں گا اسے داؤد کے ساتھ ہی آنا ہوگا اس لیے انشاءاللہ پھر کبھی " عرفان نے بہت نرمی سے اپنی ساس کو وجہ بتائی۔

" چلو ٹھیک جیسے تم بہتر سمجھو " آمنہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

ابھی یہ باتیں ہی ہو رہی تھی جب داؤد آفس سے گھر لوٹا تھا اور لاونج میں سب کو دیکھ وہ اسی طرف آیا سب کو سلام کہہ کر وہ عرفان سے گلے لگ کر ملا تھا۔ اسکی آواز سے مہر جو موسٰی کے ساتھ فون پر گیم کھیل رہی تھی ایک نظر اٹھا کر داؤد کو دیکھا تھا لیکن داؤد بالکل بھی اس طرف نہیں دیکھ رہا تھا وہ سب سے excuse کرتا اپنے کمرے میں فریش ہونے چلا گیا بنا مہر کی طرف ایک غلط نگاہ ڈالے۔ جبکہ مہر تو اسے ہی دیکھ رہی تھی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔

****

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا گھر کے اندر رات کے کھانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے حمزہ اور سارہ بھی مہر سے ملنے آچکے تھے کیونکہ وہ دوپہر عظمیٰ بیگم کے ہمراہ اپنے کام پر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکے تھے۔اور اب وہ کھانے تک یہیں ہی روک گئے تھے۔مہر سارہ کو لئے باہر لان میں آگئی تھی۔اور دونوں ٹہلتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں۔

" میں حمزہ بھائی کی شادی کیلئے بہت *excited* ہوں "مہر نے چہکتے ہوئے کہا۔وہ ایسی ہی کوئی بھی فنکشن کے لیے پر جوش ہوا کرتی تھی۔

" ہاں تم تو حمزہ بھائی سے بھی زیادہ خوش لگتی ہو "سارہ نے مسکراتے ہوئے اسے چڑایا تھا۔

" ہاں تو ہمارے گھر میں ہیں ہی کتنے لوگ جن کی شادی ہونی ہے، چھوٹا سا تو خاندان ہے ہمارا۔۔۔۔عالیہ آپی کی شادی پر تو میں چھوٹی تھی اس لیے اتنا مزہ نہیں آیا اور انکی شادی بہت سادگی سے ہوئی تھی۔۔۔۔تو ایک طرح سے یہ ہمارے گھر میں پہلے کسی

لڑکے کی شادی ہونے جارہی ہے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ایک دم وہ بات کرتے چپ ہو گئی تھی۔

" اور کیا؟؟" سارہ نے اس کے بات بیچ میں چھوڑنے پر پوچھا۔

" اور وہ بھی ہیں نادادو کے کھڑوس پوتے مسٹر داؤد ابراہیم ان کے تو پتا نہیں کیا ارادے ہیں شادی کرنی بھی ہے کہ نہیں "داؤد کی شادی کی بات پر سارہ بلش کر گئی تھی وہ جانتی تھی مہر کو اس کے اور داؤد کے رشتے کے بارے میں علم نہیں ہے اور نا خود سارہ اسے کچھ بتا یا تھا۔

" ہاں تو ہو جائے گی ان کی بھی "سارہ نے دھیمی مسکان ہونٹوں پر سجائے کہا۔اسکا دل چاہا وہ مہر کو بتادے کہ وہ داؤد سے کتنی محبت کرتی ہے ویسے بھی وہ مہر سے سب باتیں کرتی تھی لیکن یہ بات وہ کبھی داؤد سے نہیں کہہ پائی تھی تو پتا نہیں مہر سے کیسے کہے گی۔ مہر نے کندھے جھٹک دیے (ہو ہی نا جائے اس جن کی شادی ہو نہ ہ)۔

مہر نے ایک دم سارہ کے سامنے روک کر ادھر ادھر دیکھا کے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ پھر آہستہ سے سارہ کے قریب ہو کر دھیرے سے بولی۔

" تمہیں پتا ہے انکی کوئی گرل فرینڈز بھی ہے "اسکی بات پر سارہ کی آنکھیں پھیل گئی۔

" مہر کیسی باتیں کر رہی ہو تم "سارہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا تھا۔

" ہاں نا میں نے انکو اکثر رات کو کال پر باتیں کرتے ہوئے دیکھا ہے اور پرسوں تو دوپہر کو یہ کسی لڑکی کے ساتھ لنچ پر بھی گئے تھے۔۔۔لڑکی کو کہہ رہے تھی میں تمہیں پک کرنے آرہا ہوں "دھیرے دھیرے وہ رازداری سے سارہ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اسکی بات پر سارہ نے اپنی روکی ہوئی سانس بحال کی تھی وہ تو ڈر ہی گئی تھی۔

" ارے پاگل وہ میرے ساتھ گیا تھا لنچ پر "سارہ نے اس کے سر پر ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔

"ہیں!!!!!!!تو تم ہوان کی گرل فرینڈز "مہر نے حیرانگی سے چیخ کر پوچھا۔

"پاگل لڑکی ہم بزنس لنچ پر گئے تھے اور وہ رات کو مجھ سے ہی کام کے سلسلے میں بات کرتا ہے اکثر "سارہ نے بتایا۔

"اچھا" !!!

"ہاں اب چلو اندر "سارہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ جبکہ مہر پیچھے سوچوں میں الجھ گئی اگر کوئی لڑکی نہیں ہے انکی زندگی میں پھر وہ سب میرے ساتھ کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

ڈائننگ ٹیبل پر اس وقت خشگوار ماحول میں کھانا کھایا جا رہا تھا۔ داؤد کے سامنے مہر بیٹھی تھی جسکا دھیان کھانے میں کم داؤد پر زیادہ تھا بس چمچ پلیٹ میں ایسے ہی چلا رہی تھی دماغ میں نئی سوچ نے جنم لیا تھا۔ گا ہے بگا ہے داؤد کو دیکھتے ہوئے سوچتی۔

" اگران کی زندگی میں کوئی لڑکی نہیں ہے تو پھر مجھے یہ کیوں کہا تھا کے دھیان کہیں اور تھا"(ظاہر ہے اس بات کا مطلب یہ ہی ہوا نا کے وہ اس وقت کسی اور کو سوچ رہے تھے)۔

" ہمم دال میں کچھ تو کالا ضرور ہے" وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

بلیک ڈریس شرٹ کے سلیوز کلائی سے تھوڑی اوپر تک فولڈ کیے، ہلکی سی ڈارھی مونچھ، چہرے پر سنجیدگی سجائے اپنی پلیٹ میں جھکا کھانا کھا رہا تھا۔

" ویسے ہینڈسم تو بہت ہیں" مہر نے ایک دم سوچا اور پھر خود ہی اپنی سوچ کو جھٹکا۔

" استغفر اللہ! یہ میں کیا سوچ رہی ہوں"۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

دو تین دن ایسے ہی گزر گئے تھے۔ان دنوں میں داؤد نے مہر کو ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔وہ سامنے ہوتی تو بھی اسکی طرف نگاہ اٹھا کر نا دیکھتا۔کیونکہ اسے لگتا تھا اسکا دل مہر کو دیکھتے ہی بغاوت پر اتر آئے گا۔اور اب کی بار وہ کوئی بے اختیاری نہیں چاہتا تھا۔

دوسری طرف مہر کا حال اس کے برعکس تھا۔اس کے دل و دماغ صرف داؤد کو ہی سوچنے لگے تھے۔وہ خود بھی اپنی کیفیت سے پریشان تھی۔

یہ منظر مہر کے کمرے کا تھا۔وائٹ ٹی شرٹ نیچے بلیک ٹراؤزر وہ اپنے محصوص نائٹ سوٹ میں ملبوس تھی۔بیڈ کی الٹی سائڈ پر اوندھے منہ لیٹی ہاتھ بیڈ کے ساتھ نیچے لٹک رہے تھے۔ایک ہاتھ کی طرف کوک کا ٹھنڈا کین اور چپس کا پیکٹ تھا اور دوسرے ہاتھ میں فون پر کوئی مووی کا سین چل رہا تھا۔نظریں تو فون پر تھیں لیکن دماغ کہیں اور۔اسے غصہ آیا تو فون بند کر کے پاس ہی بیڈ پر پٹک دیا۔

" اوفف "اب وہ الٹے سے سیدھی چت لیٹ گئی اور اب پھر سے ایک ہی انسان کے خیال۔کتنی کوشش کر رہی تھی وہ کہ اسکا دھیان کسی طرح بٹ جائے۔انعم سے کال پر بات کی پھر بیا سے کی لیکن پھر بھی اسکا خیال تھا کے جاتا نہیں تھا۔آنکھیں بند کرتی تو یا تو اسکا ہنستا ہوا چہرہ زہن میں آتا جسے سوچ کو وہ خود بھی مسکرا دیتی یا وہ پل جب وہ اس کے اتنے نزدیک تھا اور یہ ایک پل اس کے ذہن میں آتے ہی اسکی دل کی دھڑکنیں شور مچانے لگتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہائے میں کیا کروں کہیں میں سچ مچ والی پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔۔۔اس جلاد۔۔ کھڑوس۔۔ جن نے میرا جینا حرام کرر کھا ہے۔۔۔۔۔ چھوڑوں گی تو نہیں اسکو" خود سے ہم کلام وہ آنکھیں بند کر گئی کیونکہ اب اسے بس سونا تھا۔

****

اگلے دن مہر دوپہر بارہ بجے جاگی تھی۔اچھے سے تیار ہو کر وہ نیچے گئی اور کچن میں جا کر اپنے لئے ناشتہ بنانے لگی کیونکہ رخسانہ بیگم جو اس سے خفا تھیں انہوں نے مہر سے ناراضگی ختم کرنے کیلیئے کچھ شرطیں رکھیں تھیں جن میں ایک یہ کے وہ جس دن لیٹ اٹھا کرے گی اپنا ناشتہ خود بنایا کرے گی۔مہر کو کوکنگ آتی تھی لیکن دیسی کھانے نہیں بنانے آتے تھے دال سبزی چھوڑ کر وہ سب بنا لیتی تھی اور کافی ذائقہ بھی تھا اس کے ہاتھوں میں۔شروع شروع میں جب اسکی بی ایس سی کے امتحان ہوئے تھے ابھی رزلٹ آنا تھا تو جب تک اسکا رزلٹ نہیں آیا تھا تو روز وہ کچن میں گھس کر کچھ نا کچھ بناتی رہتی تھی۔اور رزلٹ آنے کے بعد سے اسکا وہ کوکنگ کا جنون بھی ختم ہو گیا۔

ناشتہ کرکے مہر تھوڑی دیر لاونج میں ٹی وی کے آگے بیٹھی رہی ساتھ حفصہ بیگم بھی موجود تھیں جو کہ اسے کچھ کہہ رہی تھیں لیکن اسکا دھیان پھر سے کہیں اور تھا۔ٹی وی پر نظریں گاڑے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے وہ خیالوں میں گم تھی جب حفصہ بیگم نے زور سے اس کے بازو پر تھپڑ رسید کیا تھا۔

" آوچ دادو!!!"مہر بازہ سہلاتے ہوئے ہوش میں آئی تھی۔

" کیا دادو کی بچی کب سے کہہ رہی ہوں ٹی وی کی آواز تو کھول کب سے لگا کر ایسے ہی دیکھے جا رہی ہے"۔حفصہ بیگم نے کہا تو مہر نے ٹی وی کی آواز تھوڑی تیز کر دی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غصے میں مہر اوپر آئی اور داؤد کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گئی۔دونوں ہاتھ کمر پر دھرے وہ غصے میں داؤد کے کمرے کو دیکھ رہی تھی جیسے کمرہ نہیں داؤد ہی کھڑا ہوا اس کے سامنے۔

" کیا تکلیف ہے آپکو کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں"

داؤد کے کمرے کو خفت بھری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے وہ تیز آواز میں بولی۔ کیونکہ داؤد کے سامنے اسے کچھ بھی کہنے کی ہمت نیں رکھتی تھی اسی لئے ایسے اپنا غصہ اتار رہی تھی۔ پھر پیچھے مڑی صوفے پر سے کشن اٹھا کر بیڈ پر پھینک دیے۔ اس سے بھی غصہ کم نا ہوا تھا بیڈ پر پڑے کمفرٹر کو بھی کھول کر زمین ہر پھینک دیا۔ پھر تکیے اٹھائے انکو بھی ایسے ہی کمرے کے ایک کونے میں جارحانہ انداز میں پھینک دیا۔ اتنے میں ہی اسکی سانسیں پھول گئی تو واپس جانے گی لیکن پھر رخ بیڈ کی طرف کیے کھڑی ہو گئی اور کمرے کی حالت دیکھ کر دل کو سکون سا ہوا۔

"ہمم ویری گڈ مہر! اب اگر میرے خیالوں میں آئے نا آپ مسٹر۔۔۔ تو اس سے بھی برا حال کروں گی۔۔۔ اس بار کمرہ بگاڑا ہے اگلی بار میرے خیالوں میں آئے یا آپکی وجہ سے میری نیند ڈسٹرب ہوئی تو آپکا بھی ایسا حال کروں گی ہونہہ" یہ سب باتیں وہ کہے جا رہی تھی اس بات سے بے خبر کے کوئی اس کے پیچھے کھڑا سب سن رہا تھا۔

جیسے ہی وہ پیچھے مڑی داؤد کو دیکھا جو سینے پر ہاتھ باندھے دیوار سے ٹیک لگائے بہت دلچسپی سے مہر کو دیکھ رہا تھا۔ مہر کی تو آنکھیں پھیل گئی۔

"آ۔۔آ۔۔آپ۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں مم۔۔۔۔میں" اسی کی انداز میں کہتے ہوئے داؤد نے اپنے قدم مہر کی طرف بڑھائے تھے۔اور مہر نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ اپنے قدم الٹی جانب لئے۔

"تم کچھ کہہ رہی تھی" داؤد ایسے ہی ایک قدم اٹھاتا مزید آگے ہوا آنکھوں میں الگ سی چمک تھی۔

"ن۔۔۔نہیں تو" پیچھے ہوتے ہوئے وہ داؤد کے بیڈ کے ساتھ جا لگی اور اب مزید پیچھے ہونے کیلئے جگہ نہیں بچی تھی اور سامنے داؤد بالکل اس کے قریب کھڑا تھا اور وہ بیچاری بیچ میں پھنس گئی۔اگر وہ مزید آگے آتا تو یقیناً مہر پیچھے بیڈ پر گرتی۔

"تم کچھ کہہ رہی تھی اپنے خیالوں کے بارے میں" داؤد نے اس کے گھبرائے ہوئے خوبصورت چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے کہا۔

" پتا نہیں آپ کیا بات کر رہے ہیں "ہمت کرتے ہوئے اس نے کہا اور داؤد کی سائڈ سے تیزی سے باہر بھاگ گئی۔

پیچھے داؤد کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آن ٹھہری۔وہ ایک ضروری کام سے گھر آیا تھا لیکن اسے نہیں پتا اس ٹائم آج گھر آنے پر اتنا حسین سرپرائز ملے گا۔داؤد نے اپنے کمرے کی حالت دیکھی تو آج غصہ نہیں آیا بلکے وہ مسکرا رہا تھا یہ سب دیکھ کر۔

****

شام کو سکندر صاحب اور رخسانہ بیگم مہر کو اپنے ساتھ لئے اس کے ماموں کے گھر روانہ ہوئے تھے۔مہر کے ماموں کی فیملی آج صبح ہی پاکستان پہنچے تھے۔سکندر صاحب خود انکا ائیر پورٹ پر استقبال کرنے گئے تھے۔لیکن مہر کو اس بارے میں نہیں بتایا گیا تھا کیونکہ علی مہر کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔مہر اور علی کی کافی اچھی دوستی تھی اور دونوں ایک ہی سکول میں بھی پڑھے تھے۔سکندر صاحب نے گاڑی روکی تو مہر ہوش میں آئی جو کب سے بیٹھی سوچ رہی تھی کے داؤد نے سب سن لیا ہے تو وہ کیسے اسکا سامنا کرے گی وہ کیا سوچتا ہوگا اس کے بارے میں۔

" چلو بھئی آگئی ہماری منزل "سکندر صاحب کی آواز گاڑی میں گونجی۔

" ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ آپ تو کہہ رہے تھے کسی دوست کے گھر لے جا رہے ہیں مجھے "مہر نے پوچھا۔

" ہاں تو علی تمہارا دوست ہی ہے نا "اب کی بار رخسانہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی تو اپنے بھائی کے آنے پر خوشی دیدنی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہیں سچی علی۔۔۔۔۔۔۔ماموں لوگ آئے ہیں "مہر نے آگے جھک کر پوچھا۔

" ہاں بھئی تمہارے ماموں آئے ہیں "سکندر صاحب کہتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلے۔ ان کے ساتھ ہی پھر رخسانہ اور مہر بھی باہر نکلے اور اندر کی طرف بڑھ گئے۔

****

مہر اپنے ماموں ممانی سی مل کر علی کو ملنے چھت پر گئی تھی۔جو کہ پتا نہیں کہاں چھپا بیٹھا تھا۔

"علی! علی! کدھر ہو بھئی" مہر چھت پر اسے آواز دیتے ہوئے ڈھونڈ رہی تھی جب کسی نے پیچھے سے اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

"Lips red as the rose, hair black as ebony, skin white as snow."

علی نے مہر کی کان کے قریب دھیرے سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"علی کے بچے کب سے ڈھونڈ رہی ہوں، ہاتھ ہٹاؤ نہیں تو پٹو گے میرے ہاتھوں" مہر نے کہا تو اس نے فوراً ہاتھ ہٹا دیے۔

"کیا سنو وائٹ؟ ایسے ویلکم کرو گی میرا؟" علی نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں تو سیدھے سیدھے نیچے رہ کر ملتے نا یہ تیسری منزل پر کونسا جھنڈا لہرانے چڑھے ہوئے ہو" مہر نے اسکی طرف رخ موڑ کر کمر پر ہاتھ رکھے اسے ڈپٹا۔ علی نے قہقہہ لگایا ۔

" او سنو وائٹ تم بالکل نہیں بدلی" علی نے اس کے گالوں کو تھام کر کھینچا تھا۔

" آ۔۔آآآ۔۔۔۔علی!!!!!!!"مہر چیخی تھی اور وہ اس کے گال کھینچ کر بھاگ گیا تھا۔اب منظر یہ تھا علی ہنستا ہوًا بھاگ رہا تھا اور مہر اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

****

آج اتوار کی صبح بہت ہی سنہری اور نکھری نکھری تھی کیونکہ گزشتہ رات بارش نے ہر چیز دو کر صاف کر دی تھی۔لاونج میں اس وقت سکندر صاحب اور داؤد ٹی وی پر کوئی نیوز سن رہے تھے جب علی وہاں آن پہنچا۔

" اسلام و علیکم ! " علی نے اونچی آواز میں سلام کیا تو داؤد کھڑے ہو کر اس سے گلے ملا تھا۔ تھوڑی دیر میں حفصہ بیگم اور باقی سب بھی آکر علی سے ملے تھے۔

چھ فٹ سے نکلتا قد، کسرتی جسم، کالے گھنے بال، سرخ و سپید رنگت علی ستائیس سالہ خوبرو مرد تھا۔ سب سے خوش گپوں کے بعد وہ اپنی پھو پھو رخسانہ بیگم سے مہر کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

" پھو پھو سنو وائٹ نظر نہیں آرہی " باقی سب کو تو پتا تھا علی مہر کو سنو وائٹ کہہ کر بلاتا تھا سوائے داؤد کے اس لیے داؤد کو سمجھ نہیں آئی وہ کس کے متعلق پوچھ رہا ہے۔

" ارے وہ تو ابھی تک سو رہی ہے " رخسانہ بیگم نے علی کو بتایا۔

" اس کی عادت نہیں گئی دیر تک سونے کی، مجھے گھر بلا کر خود ابھی تک نیند کے مزے لوٹ رہی ہے " علی کی بات پر سب مسکرائے جبکہ داؤد کو اب اندازہ ہوا تھا کہ مہر کی بات ہو رہی اور اسے علی کا مہر کو سنو وائٹ کہنا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

" میں اسے اٹھا دیتی ہوں، تب تک تم بیٹھو چائے پیو" رخسانہ بیگم نے علی سے کہا۔ علی نے اثبات میں سر ہلایا اور سکندر صاحب کی باتوں کا جواب دینے لگا جو آسکی جاب کی بابت پوچھ رہے تھے۔

****

جنید صاحب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھوں پر چشمہ لگائے کتاب پڑھ رہے تھے جب عظمیٰ بیگم کمرے میں آئیں۔

" آپ نے اکاؤنٹ سے پیسے نکلوا دیے تھے حمزہ سے کہہ کر" عظمیٰ بیگم نے جنید صاحب سے پوچھا۔

" جی جناب کہہ دیا ہے کل تک مل جائیں گے آپکو" جنید صاحب نے کتاب میں مگن ہی جواب دیا۔

" ابھی بھی شادی کے بہت سے کام رہتے ہیں اوپر سے دن کتنے رہ گئے ہیں " عظمیٰ بیگم اپنی بیڈ سائڈ پر بیٹھتے ہوئے مزید گویا ہوئیں۔

" فکر کیوں کرتی ہیں ہو جائیں گے سارے کام ہم ہیں نا آپکی مدد کیلئے " جنید صاحب نے کہا تو عظمیٰ بیگم مسکرا دیں۔

" اچھا سنیں عظمیٰ آپ نے بات کی تھی اپنی اماں سے سارہ اور داؤد کے نکاح کی؟" جنید صاحب نے کتاب پر سے نظریں ہٹا کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" جی ابھی نہیں کی۔۔۔ویسے اتنی جلدی کیا ہے؟ سارہ کی بات داؤد سے پکی ہو گئی یہ ہی بہت ہے۔۔۔ حمزہ کی شادی ہو جائے پھر سارہ کا کریں گے "

" جلدی کی بات نہیں ہے عظمیٰ آپ جانتی ہیں سارہ کی شادی میں جلدی کرنا چاہتا تھا کیونکہ بچیوں کی شادی جتنی جلدی ہو اچھا ہے لیکن سارہ نے نوکری کی ضد کی تو میں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ اس لیے میں اب زیادہ دھیر نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اگر داؤد ابھی

شادی نہیں کرنا چاہتا تو ٹھیک ہے رخصتی کے ایک سال تک کر دیں گے لیکن نکاح تو کر ہی سکتا ہے نا" جنید صاحب نے بہت نرمی سے وجہ بتائی۔

" جی میں بات کرتی ہوں اماں سے " عظمیٰ بیگم نے کہا اور سونے کیلئے لیٹ گئیں۔

****

آج رات علی وغیرہ کی فیملی کھانے پر انوایٹ تھی۔رخسانہ بیگم اور آمنہ بیگم کچن میں تھے اور مہر کو بھی آج ساتھ کام پر لگا یا ہوا تھا۔علی کی فیملی لاونج میں موجود تھی جہاں سکندر صاحب اور حفصہ بیگم انہیں کمپنی دے رہے تھے اور داؤد بھی علی سے چھوٹی موٹی گفتگو کر رہا تھا۔داؤد سامنے صوفے پر تھا جہاں سے کچن صاف دیکھائی دیتا تھا۔مہر کچن سے برتن اٹھائے باہر ڈائنگ پر لگا رہی تھی اور داؤد کی نظریں اسی پر تھیں۔ تھوڑی دیر بعد سب ڈائنگ ٹیبل پر کھانا کھا رہے تھے۔مہر اور علی ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے داؤد بالکل ان کے سامنے میز کی دوسری طرف تھا۔علی مہر کے کان کے پاس جھکا کچھ کہہ رہا تھا جب داؤد کی نظر اس طرف گئی اور مہر نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

داؤد کو یہ منظر ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔اسی وقت علی اپنا کھانا ختم کر کے سب سے excuse کرتا وہاں سے اٹھا تھا اور اس کے جانے کے ڈومنٹ بعد مہر بھی کھانا ختم کیے اٹھ گئی۔داؤد کا کھانے میں اب بالکل من نہیں رہا تھا اس لیے وہ بھی وہاں سے اٹھ کر دونوں کے پیچھے ہی باہر لان میں چلا گیا۔باہر لان میں مہر اور علی دونوں ہنستے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

" تم ایسے ہی آجاؤ کسی کو پتا نہیں لگے گا" علی نے مہر سے کہا۔

" چلو چلو اماں سے ڈانٹ کھانے کا شوق نہیں مجھے، جاؤ جا کر اجازات لو پھر میں آؤں گی ساتھ" مہر کی آواز باہر آتے داؤد نے بھی سنی تھی۔

" ارے داؤد آؤ یار تم بھی چلو ہمارے ساتھ ہم آئسکریم کھانے جا رہے تھے" علی نے داؤد کو بھی ساتھ آنے کی آفر کی جو انھی کی طرف آیا تھا۔

" علی یہ آئسکریم وائسکریم نہیں کھاتے نا کہیں گھومنے جاتے ہیں بس ہم دونوں چلتے ہیں" مہر نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" شیور میں بھی چلوں گا" داؤد نے علی کو جواب دیا تھا لیکن دیکھ مہر کو رہا تھا۔اس کے مان جانے پر مہر نے بے یقینی سے داؤد کی طرف دیکھا تھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملیں تو مہر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تو فوراً اپنی نظریں پھیر لیں۔

" میں اندر بابا کو بتا کر آتی ہوں" داؤد کے پاس سے گزر کر وہ جلدی سے اندر گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

علی اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔داؤد بھی گاڑی کے پاس ہی کھڑا تھا جب مہر اندر سب کو بتا کر آئی کہ وہ لوگ آئسکریم کھانے جا رہے ہیں۔مہر جیسے ہی فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھنے والی تھی داؤد نے اس سے پہلے ہی ڈور کھول کر آگے علی کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔مہر منہ کھولے دیکھ رہی تھی کے یہ کیا تھا۔مہر نے منہ بنایا اور پیچھے بیٹھ گئی۔

****

جب سے علی پاکستان آیا تھا تب سے مہر گھر میں بہت کم دیکھتی تھی۔ علی کے ساتھ گھومنے پھرنے کے ساتھ ساتھ وہ اکثر ان کے گھر بھی پائی جاتی تھی۔ آج صبح اسے سارہ کی کال بھی آئی تھی جو شکوہ کر رہی تھی کہ جب سے اس کے ماموں وغیرہ آئے ہیں وہ بے مروت اسے پوچھتی بھی نہیں اور حمزہ بھائی کی شادی کے دن کم ہیں تو وہ اس کے ساتھ اب شاپنگ پر چلے اور شادی کی تیاریوں میں مدد بھی کروائے۔ اس لیے مہر نے سارہ کے ساتھ جانے کی حامی بھی بھر لی تھی۔

مہر اس وقت اپنے کمرے میں کھڑی تیار ہو رہی تھی جب اسکا فون رنگ ہوا۔

" ہیے سنو وائٹ کیا پلان ہے آج کا" علی کی آواز فون کی دوسری طرف سے ابھری جب مہر نے فون اٹھایا۔

" سوری علی آج کا کوئی پلان نہیں، میں سارہ کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہوں "مہر ایک ہاتھ سے فون کان پر لگائے دوسرے ہاتھ سے دوپٹہ اٹھا کر اوڑھتے ہوئے بولی۔

" سارہ وہ ہی نا تمہاری پھوپھو کی بیٹی "علی نے پوچھا۔

" ہاں وہ ہی "

" اچھا تو یار میں کیا کروں گا آج کے دن؟ "

" بھئی اتنے دوست ہیں تمہارے پاکستان کسی کے ساتھ بھی جاؤ "

" ملا تو تھا ان سے اور سب کام بھی کرتے ہیں میری طرح چھٹیوں میں پاکستان نہیں آئے ہوئے "

" اچھا تو پھر تم بھی چلو ہمارے ساتھ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے چلو میں پھر پک کرنے آرہا ہوں تمھے"

"ہاں اوکے!" مہرے کہہ کر فون بند کیا اور آئینے کے سامنے کھڑی آخری نگاہ اپنی تیاری پر ڈالی اور کمرے سے نکل گئی۔

****

اسلام آباد کے مشہور گیگا مال میں اس وقت تینوں ایک ڈیزائنر بوتیک پر کھڑے تھے۔ مہر اور سارہ کام والے جوڑے دیکھ رہی تھیں اور علی ان کے پیچھے کھڑا فون میں گیم کھیل رہا تھا۔اسی وقت سارہ نے پیچھے کھڑے علی کو گھور کر دیکھا تھا وہ لڑکا اسے ذرا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ علی نے بھی خود پر نظروں کی تپش محسوس کی تو سارہ کو گھورتے پایا۔ علی نے ہلکی سے سمائل پاس کی تو سارہ نے آنکھیں گھما کر رخ موڑ لیا۔ علی کو وہ عجیب لگی تھی۔

"کیا ضرورت تھی اسے ساتھ لانے کی؟"سارہ نے مہر کو دیکھتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

"کیوں کیا ہوا؟"مہر نے الٹا سوال دغا۔

"مہر!!!"سارہ نے اسکا نام لے کر تنبیہ کی کے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو بس۔

"یار بیچارہ بور ہو رہا تھا تو میں نے کہا ہمارے ساتھ آجاؤ"مہر نے کندھے جھٹک کر کہا۔
سارہ نے گھور کر مہر کو دیکھا اور پھر سامنے لڑکی کی طرف متوجہ ہو گئی جو اسے سوٹ کھول کر دیکھا رہی تھی۔

****

داؤد آفس سے جب سے لوٹا تھا اسکی آنکھیں مہر کو ہی تلاش کر رہی تھیں۔دو دن سے داؤد نے اسے دیکھا نہیں تھا اور تب سے وہ بے چین تھا۔رات کا کھانا کھایا جا رہا تھا اور

مہر نہیں تھی وہ کسی سے اس کے بارے میں پوچھ بھی نہیں پارہا تھا۔ ابھی وہ اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ سکندر صاحب نے مہر کا پوچھا۔

" مہر نہیں آئی ابھی تک ؟ "

" جی کال کی تھی میں نے کہہ رہی تھی ماموں ممانی نے روک رکھا ہے کے رات کا کھانا کھا کر جانا اسی لئے وہیں ہیں علی چھوڑ جائے گا" رخسانہ بیگم نے جواب دیا تو سکندر صاحب نے اثبات میں سر کو خم دیا۔ جبکہ علی کا سن کر داؤد کا خلق تک کڑوا ہو گیا۔

" شام کو عالیہ کی بھی کال آئی تھی وہ بھی کہہ رہی تھی موسیٰ بہت ضد کرتا ہے مہر سے ملنے کیلیۓ لیکن مہر بس اپنے ماموں وغیرہ کے آتے ہی سب کو بھول گئی ہے" آمنہ بیگم نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا۔

" ہاں بھئی جب سے منصور آیا ہے پاکستان مہر تو وہیں پائی جاتی ہے، بس روز ناشتہ کرتی ہے اور علی کے ساتھ نکل جاتی ہے۔۔۔۔ کل رات کو بھی مجھے بتا رہی تھی کہ دادو آج میں اور علی یہاں گئے پھر وہاں گئے گھومنے پھر ہم نے یہ کیا وہ کیا"

حفصہ بیگم نے بتایا تو داؤد کو بے تحاشہ غصہ آیا تھا اور وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں ذرا تھک گیا ہوں آج اب ریسٹ کروں گا" سب کو کہہ کر وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsanay|Articles|Poetry|Interviews

****

اپنے کمرے میں آکر داؤد غصے میں وہاں سے یہاں ٹہلنے لگا۔ اسے مہر کا علی کے ساتھ یوں ہر وقت ساتھ رہنا بالکل پسند نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سامنے وال کلاک دیکھی جو رات کے ساڑھے دس بجے کا وقت بتا رہی تھی۔ وہ واشروم کی طرف جاتا اس سے پہلے اسکا فون بجنے لگا۔ داؤد نے سائڈ ٹیبل پر سے فون اٹھایا تو سارہ کا نام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ سارہ کا نام دیکھ کر داؤد نے سوچا اسے دادو سے بات کرنی ہو گی۔ ادھر سارہ کا فون بجتا

چلے جا رہا تھا لیکن داؤد اپنی پی سوچوں میں گھم تھا۔ فون بجنا بند ہو چکا تھا اور داؤد اسے ہاتھوں میں لیے کتنی ہی دیر کھڑا رہا۔

****

سارہ نے فون بند کیا تو اپنے کمرے کی کھڑکی پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ داؤد کو کال رہی تھی اور اس نے اٹھایا نہیں تھا۔ وہ مایوس نظر آ رہی تھی۔

" میں بھی پاگل ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے داؤد کا فون روم میں ہو اور وہ نیچے سب کے ساتھ ہو گا۔۔۔ ہاں ایسا ہی ہو گا۔۔۔ وہ جب فون دیکھے گا تو مجھے کال بیک ضرور کرے گا "

سارہ نے خود کو تسلی دی تھی اور مسکرا کے فون واپس اپنی رائٹنگ ٹیبل پر رکھا اسے یقین تھا وہ اسے کال بیک ضرور کرے گا۔

****

داؤد اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا باہر مین گیٹ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ گھڑی بارہ کا ہندسہ کراس کر چکی تھی اور مہر ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ داؤد نے اپنے ٹراؤزر کی جیب سے فون نکالا اور مہر کے نمبر پر کال کی لیکن مہر کا نمبر اوف جا رہا تھا۔ داؤد بے چین نظر آ رہا تھا پتا نہیں اسکے دل نے ٹھان لی تھی کہ جب تک وہ آج مہر کو دیکھ نہیں لے گا اسے سکون نہیں ملے گا۔ داؤد اب بار بار مہر کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا لیکن دوسری طرف فون بند ہی جا رہا تھا۔ داؤد کے ذہن میں اس دن والا واقع لہرایا جب مہر کے ساتھ وہ حادثہ پیش آیا تھا۔ داؤد کو اب صیح معنوں میں پریشانی نے آن گھیرا تھا۔ اسے لگ رہا تھا شاید ایسا کچھ دوبارہ نا ہو گیا ہو۔ ایسے بہت سے منتشر خیال داؤد کے ذہن میں آ رہے تھے جن سے اسکی پریشانی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ایک بار پھر مہر کا نمبر ٹرائے کیا تو ابھی بھی بند تھا۔ داؤد نے سوچا چاچی سے جا کر علی کا نمبر لے کر اسے کال کر کے پوچھے۔

" ہاں یہ صیحح رہے گا" داؤد جلدی سے بالکونی سے نکلا تھا کہ گاڑی کے ہارن کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ داؤد واپس بالکونی میں آیا تو نیچے گیٹ پر علی کی گاڑی اندر آ رہی تھی پھر علی باہر نکلا اور مہر کی سائڈ پر آ کر اسکا ڈور کھولا تو مہر مسکراتے ہوئے باہر نکلی۔ اب دونوں گاڑی کے پاس کھڑے باتیں کرنے لگے۔ دونوں کے قہقہے گونج

رہے تھے۔ داؤد اوپر سے انھی دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ مہر نے ہنستے ہوئے علی کے سینے پر ہاتھ رکھا تو داؤد کی برداشت ختم ہوئی اس نے زور سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔ پھر وہ وہاں رو کا نہیں اپنے کمرے میں آیا اور اپنا فون غصے سے بیڈ پر پھینکا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ رکھیں تھیں اور دانت پیستے ہوئے وہ چہرہ اوپر کی طرف اٹھائے اپنا غصہ ضبط کرنے لگا۔

کچھ لمحے بعد داؤد کمرے سے نکلا اور نیچے ہی جانے لگا تھا کہ مہر سامنے سڑھیاں چڑھتے ہوئے آ رہی تھی۔ داؤد ایسے ہی کھڑا تھا یہاں تک کہ مہر ایک سیڑھی نیچے کھڑی اس کے پاس آ چکی تھی۔ مہر نے داؤد کو ہٹتے نا دیکھا تو پاس سے گزرنے لگی کہ داؤد پھر سے آگے آ گیا۔ اسی طرح وہ دوسری سائیڈ سے گزرنے لگی تو داؤد نے پھر وہ ہی کیا۔ مہر نے اب آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔

" انھیں کیا ہوا ہے " مہر نے داؤد کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

" راستہ دیں " مہر نے دھیمی آواز میں کہا تو داؤد نے اسکی کلائی تھامی اور اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

" یہ کیا۔۔۔۔۔۔کیا کر رہے ہیں آپ؟۔۔۔۔۔۔۔چھوڑیں میرا ہاتھ "مہر نے اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا لیکن بے سود۔

داؤد اسے اوپر ٹیرس پر لے آیا اور لا کر ایک دم اسے جھٹکے سے چھوڑا تھا۔

" یہ کیا بد تمیزی ہے؟"مہر اپنی کلائی سہلاتے ہوئے چیخی تھی۔

" کہاں تھی اتنی دیر تک؟ تمہیں پتا بھی ہے وقت کیا ہو رہا ہے؟ تمہارا فون کیوں اوف جا رہا تھا ہاں؟ تمہیں اندازہ بھی ہے کی میں کتنا پریشان تھا"داؤد مہر کو شانوں سے تھامے پوچھ رہا تھا۔

" Answer me damn it "

داؤد نے اسکے کوئی جواب نا دینے پر اب کی بار تیز آواز میں غرا کر کہا تھا۔اس کے ایسے چلانے پر مہر کو طیش آیا تھا۔

" آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے یہ سب پوچھنے والے؟؟ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔" مہر خود کو چھوڑوانہ چاہا لیکن داؤد کی گرفت مضبوط تھی۔

" میرا فون اوف تھا کیونکہ اسکی بیٹری ختم تھی۔۔اور آپکے باقی سوالوں کا جواب میں آپکو دیناضروری نہیں سمجھتی" مہر نے ایکی بار تحمل سے جواب دیا۔

" مہر سکندر!!! تم سارے سوالوں کے جواب دو گی وہ بھی مجھے۔۔۔۔۔ابھی اسی وقت۔۔۔۔۔۔" داؤد نے چباچبا کر کہا تھا۔

" کیوں دوں آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے؟" مہر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے داؤد کو دھکا دیا تھا جس سے داؤد تھوڑا سا پیچھے ہٹا تھا۔

" آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟؟؟ کیوں بتاؤں میں آپکو کے میں کہاں تھی؟ کیوں پریشان تھے آپ میرے لیے ہاں؟" مہر تیز آواز میں چلا رہی تھی۔داؤد پھر سے غصے میں آگے بڑھا تھا اور مہر کو اس کے کندھوں سے تھما تھا۔مہر کی آنکھوں میں اپنی غصے سے لال

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انگارا آنکھوں سے دیکھا۔ایک لمحے کیلئے دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے بنا پلکیں جھپکائے۔

"بتائیں نا کیوں پریشان تھے آپ میرے لئے؟"مہر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھر سے پوچھا۔

"کیونکہ " *i love you damn itttt* داؤد نے ایسے ہی چلا کر کہا تو مہر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔داؤد نے مہر کو ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا اور اس سے رخ مڑ کر وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے مہر ایسے ہی حیران کھڑی تھی پھر دفعتاً اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان نمودار ہوئی۔وہ جلدی سے داؤد کے پیچھے نیچے گئی اور داؤد کے کمرے کے باہر کھڑی وہ اندر جانے لگی تھی کے اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔مہر نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اسے قابو کرنا چاہا۔تھوڑی دیر میں وہ خود کو سنبھال کر اندر داخل ہوئی لیکن وہ کمرے میں نہیں تھا پھر وہ کمرے کی بالکونی کی جانب گئی وہ وہاں بھی نہیں تھا۔

مہر نے وہاں سے نیچے لان میں جھانکا تو ساتھ ڈرائیو وے پر اس کی گاڑی نہیں تھی۔ تو وہ گھر سے باہر چلا گیا تھا کیا مہر نے مایوسی سے سوچا اور وہاں سے نکل کر اپنے روم میں آگئی۔

****

مہر اپنے کمرے میں آکر کتنی ہی دیر اس پل کے حصار میں قید رہی تھی۔ بار بار ہونٹوں کو مسکراہٹ چھو جاتی۔ دفعتاً اسے وہ رات یاد آئی جب وہ اس کے اتنے قریب تھا اور وہ الفاظ جو اس نے کہے تھے۔ تب مہر سمجھ نہیں پائی کے وہ کیا بات کر رہا ہے لیکن آج دل و دماغ نے اس طرح سے سوچنا شروع کیا تو اسے سمجھ آنے لگا۔ انھی سوچوں میں گم تھی جب مہر کا فون بجا۔ بیا اور انعم کی کانفرنس کال دیکھ کر مہر نے فوراً کال پک کی۔ اب مہر کمرے میں ٹہلتے ہوئے ان سے باتیں کرنے لگی۔

"ہائے مہر تمہارے کزن نے کیا کمال کے انداز میں اظہارِ محبت کیا ہے" انعم کے کہنے پر مہر بلش کر گئی۔

" مہر!! اسکا تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن تمہارے دل میں کیا ہے؟" یہ آواز بیا کی تھی۔

" میرے۔۔۔۔۔۔۔" مہر نے بس اتنا ہی کہا تھا کہ بیا بول پڑی۔

" ہاں بہن تمہارے "

" مجھے کیا پتا" مہر نے لاتعلقی ظاہر کی۔

" ارے کیا ہو لڑکی تمہیں اپنے دل کا ہی نہیں پتا" بیا نے ڈپٹا تھا۔

" اوہو بیا اسے کیسے پتا ہوگا اس کیلئے تو نیا ہے ناسب، اسے سوچنے تو دو" اب کی بار انعم بولی۔

" لو جی نیا کہاں ہے۔۔۔ اسکی طرف سے بھی کچھ ہوگا ضرور تبھی تو بات یہاں تک پہنچی ہے" بیا نے اسے چھیڑا تھا۔

" بدتمیز!!! تم مجھے ایسا ویسا سمجھتی ہو" مہر نے تیز آواز میں کہا۔

" آہستہ بولو تمہاری آواز فون کے سپیکر سے باہر تک آ رہی ہے میرا میاں سو رہا ہے، جاگ جائے گا" بیا نے آہستہ آواز میں اسے جھاڑا تھا۔

" دفع ہو جاؤ۔۔۔۔۔ میں خود ہی دیکھ لوں گی" مہر نے کہہ کر فون بند کر دیا اور بیڈ پے چت لیٹ کر اپنے دل کو ٹٹولنے لگی۔

" کیا اسے بھی داؤد سے؟ اچھا تو وہ اسے لگنے لگا تھا۔ اور پچھلے کچھ دنوں سے وہ ویسے بھی اس کے خیالوں میں رہتا تھا۔ اسے دیکھ کر دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی تھیں۔ تو ان سب کا مطلب وہ ہی ہے کیا؟" مہر نے اپنے دل سے پوچھا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں اور آنکھیں بند کرتے ہی داؤد کا چہرہ اس کے ذہن کی سکرین پر نمودار ہوا تو مہر مسکرا دی۔

****

اگلے دن مہر گیارہ بجے کے قریب سو کے اٹھی تو جلدی سے تیار ہو کر وہ نیچے آگئی۔ حمزہ کی شادی قریب تھی اسی سلسلے میں آج آمنہ بیگم اور رخسانہ بیگم بھی بازار جا رہی تھیں۔

" مہر تم بھی چلو ساتھ" آمنہ بیگم نے مہر کو کہا جو اپنے خیالوں میں گم سوچ رہی تھی کہ داؤد سے کیسے کہے اپنے دل کی بات۔

" مہر بیٹا" انھوں سے اسے پھر سے آواز دی۔ اس کے کچھ نا سننے پر رخسانہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔

" جی کیا ہوا" مہر نے رخسانہ بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" کہاں کھوئی ہو؟ بھابھی کیا پوچھ رہی ہیں"

" سوری بڑی مام میں نے سنا نہیں" مہر نے بیچارہ سے منہ بنا کر کہا۔

" میں کہہ رہی تھی آ جاؤ تم بھی ساتھ چلو ہمارے" آمنہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

" نہیں میرا دل نہیں اور ویسے بھی دادو کے پاس بھی تو کسی کو گھر ہونا چاہیے نا۔۔۔ بابا بھی نہیں ہیں" مہر نے نا جانے کا جواز دیا۔

" ہاں پھر تم فرزانہ کے ساتھ دوپہر کے کھانے کو دیکھ لینا ویسے تو تیار ہی ہے لیکن چیک کر کے دم لگا دینا" رخسانہ بیگم کے کہنے پر مہر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

****

دوپہر کو سکندر صاحب جو اپنے کسی دوست سے ملنے گئے تھے واپس آ گئے تھے۔ سکندر صاحب حفصہ بیگم اور مہر نے دوپہر کا کھانا ایک ساتھ کھایا تھا۔ آمنہ اور رخسانہ بیگم

ابھی واپس نہیں لوٹی تھیں۔شام کو پانچ بجے داؤد آفس سے گھر آیا تھا۔داؤد نے جیسے ہی لاونج میں قدم رکھا نظر سامنے ہی بیٹھی مہر پر گئی جو ہاتھ میں ریموٹ پکڑے ٹی وی پر کوئی مووی لگا کر دیکھ رہی تھی۔حفصہ بیگم بھی وہیں موجود تھیں اور سکندر صاحب اپنے کمرے میں تھے۔دوپٹے سے بے نیاز پرپل رنگ کے سوٹ میں مسکراتی ہوئی وہ سیدھا داؤد کے دل میں اتر رہی تھی۔داؤد نے اونچی آواز میں سلام لیا تو مہر نے ٹی وی پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا تھا وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔

" وعلیکم السلام!آگیا میرا بچا"حفصہ بیگم نے اسے پیار دیا تو داؤد وہیں ان کے پاس بیٹھ گیا۔مہر نے اپنا دوپٹہ جو پاس ہی پڑا تھا اٹھا کر اوڑھ لیا۔داؤد کن انکھیوں سے مہر کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اب نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

" چاچو گھر پر نہیں ہیں؟"داؤد نے حفصہ بیگم سے پوچھا۔

" اپنے کمرے میں ہے اور تمہاری ماں اور چاچی ذرا بازار تک گئی ہیں"حفصہ بیگم نے جواب دیا تو داؤد سر ہلا کر اٹھ گیا۔

" دادو میرے سر میں تھوڑا درد ہے آپ پلیز کوئی پین کلر اور پانی بھجوا دیں میرے روم میں" داؤد کہہ کر رکا نہیں تھا مہر پر ایک بھرپور نظر ڈال کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ مہر ویسے ہی بیٹھی رہی جب حفصہ بیگم نے اسے داؤد کیلئے سر درد کی گولی اور پانی لے جانے کو کہا۔

" مم۔۔۔میں ؟"

" ہاں !!اور کوئی نظر آرہا ہے تجھے جسے کہوں گی، جا شاباش دے آ میرے بچے کے سر میں پتا نہیں کب سے درد ہے "

" جی دادو "مہر سر ہلاتے ہوئے اٹھی۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنی سوچ کے تمام دھاگے داؤد کی طرف لگائے ہوئے تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ داؤد سے کیسے بات کرے۔انھی سوچوں میں وہ داؤد کے کمرے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔دھڑکتے دل کے ساتھ مہر کمرے میں داخل ہوئی تو وہ کہیں نہیں تھا۔مہر نے آگے بڑھ کر پانی والی ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھ دی۔وہ مڑی تھی کہ داؤد واشروم سے باہر نکلا۔

"وہ پپ۔۔۔۔۔پانی اور میڈیسن دینے آئی تھی" مہر نے گھبرا کے کہا تھا۔

"ہمم" داؤد نے بس اتنا ہی کہا اور وہیں کھڑا اسے دیکھتے رہا۔مہر اب آنکھیں جھکائے داؤد سے بات کرنے کی ہمت جتا رہی تھی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی تھی" ہمت کرتے ہوئے مہر نے تیزی سے کہا۔

"سن رہا ہوں" داؤد سینے پر ہاتھ باندھے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" وہ مم۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔وہ آ۔۔۔آپ سے۔۔۔۔۔"پتا نہیں داؤد کی خود پر نظروں سے اتنی گھبراہٹ سی تھی یا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کی کیسے بات کرے۔

" آپ نے کل جو کہا۔۔۔۔۔"مہر نے جھجھکتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

" کیا کہا تھا میں نے؟"داؤد ایک قدم اسکی طرف بڑھا تھا۔

" وہ ہی۔۔۔۔۔"مہر نے اسکے اگے آنے پر اپنا ایک قدم پیچھے لیا تھا۔

" وہ ہی کیا؟؟؟"داؤد نے اپنے لبوں پر آنے والی مسکراہٹ کو دبالیا۔

" آ۔۔۔آپ کو یاد نہیں آپ نے کیا کہا تھا؟"مہر آنکھیں جھکائے بولی۔

" مجھے یاد ہے میں نے جو کہا۔۔۔لیکن میں وہ سنانا چاہتا ہوں جو تم کہہ نہیں پارہی"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" میں!!!!!"مہر آنکھیں پھلائے اسے دیکھنے لگی کے انھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کیا بات کرنا چاہتی ہے۔

" ہاں تم!!!!!"داؤد نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

ابھی داؤد مزید ایک قدم مہر کی طرف لیتا کے پیچھے فرزانہ کی آواز پر دونوں متوجہ ہوئے۔

" وہ داؤد بھائی دادی جی آپکو نیچے بلا رہی ہیں، چائے تیار ہے اور مہر باجی آپ بھی آجائیں"

مہر داؤد کے پاس سے تیزی سے گزرنے لگی تھی کے داؤد نے فرزانہ کو بھیجا۔

" تم جاؤ ہم آرہے ہیں"مہر بھی وہیں تھم گئی تھی۔داؤد دوبارہ مہر کے سامنے آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہم یہیں سے دوبارہ continue کریں گے "مہر نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا لیکن اسکی محبت سے بھری آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی اور اپنی نگاہیں جھکا کر جانے لگی تھی کہ داؤد پھر گویا ہوا۔

" رات کو دس بجے ٹیرس پر میں تمھارا انتظار کروں گا"

مہر نے سر اثبات میں ہلایا اور کمرے سے نکل گئی پیچھے داؤد نے مسکراتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے میڈیسن اٹھا کر کھائی۔

****

منصور صاحب لیونگ روم میں موجود ایک کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے اور شگفتہ بیگم صوفے پر بیٹھیں نیچے بیٹھے علی کے سر پر تیل سے مالش کر رہی تھیں۔

" علی اس بار ہم پاکستان آئیں ہیں تو سوچ رہیں ہیں تماری شادی کر دیں "شگفتہ بیگم نے پیار سے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا۔

" شکر ہے آپکو خیال تو آیا " علی کے کہنے پر منصور صاحب اخبار پڑھتے ہوئے ہنسے تھے۔

" بدمعاش " شگفتہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر تھپکی لگائی۔

" تمھے کوئی لڑکی پسند ہے تو بتاؤ ورنہ ہم اپنی پسند کی لے آئیں " شگفتہ بیگم مزید گویا ہوئیں۔

" آپ جو بھی لائیں گی میں سر کو خم دے کر چپ چاپ فرمادار بیٹے کی طرح کر لوں گا " وہ آنکھیں بند کیے مسکرا رہا تھا۔

" اچھا تو پھر مہر کے بارے میں کیا خیال ہے ؟ "

" سنو وائٹ ؟؟ " علی نے اپنی بند آنکھیں کھول دیں۔

" ہاں بھئی تمہاری سنو وائٹ "

" لیکن مام میں نے کبھی اس کے بارے میں ایسا سوچا نہیں "

" ہاں تو کیا ہوا اب سوچ لو "

" لیکن "

" لیکن ویکن کچھ نہیں، تمہارے بابا کو اور مجھے مہر پسند ہے تم ہاں کرو تو تمہارا رشتے کی بات کریں۔۔۔۔۔اگر مہر نہیں تو کوئی اور ڈھونڈ لیں گے "

" اچھا ٹھیک ہے جیسے آپ لوگ بہتر سمجھیں "اس کی ہاں پر شگفتہ بیگم نہال ہوئیں۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کا کھانا کھانے کے بعد مہر حفصہ بیگم کے کمرے میں موجود تھی۔وہ انکی الماری ٹھیک کررہی تھی اور ساتھ ساتھ ان سے باتیں بھی کررہی تھی۔حفصہ بیگم اپنے بیڈ پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

" مہر میری شہزادی میں سوچ رہی تھی تیری شادی کے بعد کون میرا ایسے خیال رکھا کرے گا"حفصہ بیگم محبت سے کہنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" توآپ میری شادی نا کرنا"

" چل پگلی ایسے تھوڑی ہوتا ہے "

" اب آپکو کوئی چاہیے میرے جانے کے بعد تو پھر یہ ہی ایک حل ہے "

" تم اپنے گھر کی ہو جاؤ گی تو کوئی نہیں میرے داؤد کی دلہن میرا خیال کرلیا کرے گی "

داؤد کے نام سے مہر کی دل کی دھڑکن بڑھ گئی اس نے فوراً گھڑی پر نظر ڈالی ابھی وقت تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے دادو کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

" اگر ان کی دلہن میرے جیسا خیال نا رکھ پائی تو؟ "مہر نے پوچھا۔

" کیوں نہیں میری سارہ تمہارے جتنا ہی خیال رکھے گی میرا "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" سارہ؟؟؟ "

" ہاں سارہ! تجھے بتایا نہیں تھا پہلے کیونکہ ابھی صرف بات پکی کی تھی "

" بات پکی کس کی دادو؟ "

" ارے!! سارہ اور داؤد کی شادی۔۔۔۔۔۔۔۔" ان کے کہنے پر مہر کے دل میں چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ وہ بے یقینی سے حفصہ بیگم کو دیکھے گئی۔

" داؤد نے ہاں تو کر دی ہے سارہ کیلئے لیکن وہ ابھی شادی کرنا نہیں چاہتا لیکن اب اسے منانا پڑے گا کیونکہ جنید چاہتا ہے کے نکاح کر دیں ابھی رخصتی اگلے سال یا جب داؤد کہے گا" وہ مزید بتا رہی تھیں لیکن مہر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

" دادو!!! مم۔۔۔۔میں جاؤں؟" مہر میں مزید سننے کی سکت نا رہی تو ان سے جانے کی اجازت طلب کی۔ حفصہ بیگم نے اس کے ماتھے پر پیار کیا تو مہر تیزی سے ان کے کمرے سے نکل گئی۔

****

داؤد چھت پر کھڑا کب سے مہر کا انتظار کر رہا تھا اور وہ تھی کی آ ہی نہیں رہی تھی۔ ساڑھے دس ہو چکے تھے۔

داؤد اب ٹہلنے لگا۔اس نے سوچ لیا تھا وہ آج مہر سے بات کرنے کے بعد دادو سے مہر کیلئے بات کرے گا۔ سارہ کو دکھ ہو گا وہ جانتا تھا لیکن وہ اب مہر کے علاوہ کسی کو نہیں سوچ سکتا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ مزید وہاں مہر کا انتظار کرتا رہا۔داؤد نے کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔داؤد کو اب غصہ آنے لگا تھا۔وہ مہر کو دیکھنے کیلئے چھت سے نیچے جانے لگا۔ابھی وہ نیچے آیا تھا کہ مہر سامنے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھی۔داؤد جلدی سے اس کے سامنے گیا۔

" میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں" داؤد نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔مہر اس کے ایک دم سامنے آنے سے ڈر گئی تھی۔بنا کوئی جواب دیے وہ داؤد کے پاس سے گزرنے لگی تھی کہ داؤد پھر سے اس کے سامنے آیا۔

" تم نے کچھ بات کرنی تھی مجھ سے" داؤد کو وہ کچھ الگ لگ رہی تھی۔

" کرنی تھی لیکن اب نہیں" مہر نے آنکھوں میں برہمی لیے اسے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" اب مجھے راستہ دیں گے پلیز "مہر کو اب کوفت ہونے لگی تھی۔داؤد نے اسکا ہاتھ تھما اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ چھت پر لا کر داؤد نے اسے چھوڑا تھا۔

" آ۔۔۔۔۔آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں "مہر نے چلا کر کہا تھا۔داؤد کو اسکا یہ رویہ عجیب لگا تھا۔

" مہر کیا ہوا ہے تمھے "داؤد نے اب نرمی سے اسے پوچھا۔

" کیا ہوا ہے ؟؟؟"مہر نے داؤد کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دھکا دیا تھا۔

" آپ۔۔۔۔آپکی ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسا کرنے کی "مہر نے غرا کے کہا تھا۔

" آپ نے سارہ۔۔۔۔۔سارہ سے شادی کیلئے ہاں کی تو وہ سب۔۔۔۔۔۔میرے اتنے قریب کیوں آئے ؟؟"مہر کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔

" کیوں کیا ایسا۔۔۔۔ کیا تھا وہ سب۔۔۔۔۔ کیا تھا وہ جو مجھے کل رات کہا" مہر نے پھر سے داؤد کو دھکا دیا تھا۔

داؤد بھی اب تیش میں آئے تھا۔

" انففففف!!!!!" داؤد نے اونچی آواز میں کہا اور مہر کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے قابو کرنا چاہا۔ لیکن مہر روتے ہوئے خود کو داؤد سے دور کرنے لگی۔

" مہر " *Listen to me !!!* داؤد نے اسے سمجھنا چاہا۔

" ن۔۔۔۔۔ نہیں سنوں گی آپ بہت برے ہیں" مہر روتے ہوئے خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروا رہی تھی۔

" I said listen to me "

داؤد نے اب اس کے ہاتھ چھوڑے تھے اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کی پیالے میں لیا۔ مہر اب بنا کسی مزاحمت کیے داؤد کو دیکھنے لگی۔

" مہر سارہ سے شادی کیلیئے جب میں نے ہاں کی تھی تب مجھے تم سے محبت نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ یہ محبت اس کے بعد میرے دل میں آبسی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اور سارہ کیلیئے بس ہاں کی ہے میرا کوئی رشتہ نہیں بنا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ میں دادو سے خود بات کر کے انکار کرنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے میں تمہارے دل کی بات جاننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا تم بھی میرے لیے وہ ہی محسوس کرتی کو جو میں تمہارے لیے کرتا ہوں۔۔۔" داؤد اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

مہر نے ہچکی لی تھی لیکن آنکھوں سے آنسو ابھی بھی بہہ رہے تھے۔ داؤد نے اس کے آنسو اپنے انگلیوں کے پوروں سے صاف کیے۔

" میں سب ٹھیک کر دوں گا" داؤد کے کہنے پر مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔

****

اگلے دن سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ نکلا آسمان پر کسی سنہری تھال کی طرح چمک رہا تھا۔آج سنڈے تھا۔سب گھر والے ناشتے سے فارغ ہو کر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔مہر ہمیشہ کی طرح ابھی تک اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔داؤد نے آج حفصہ بیگم سے بات کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔اب تو سارہ سے شادی کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی تھی کیونکہ مہر کے دل میں بھی اس کیلئے محبت ہے یہ بات اب واضح تھی۔داؤد اسی متعلق سوچ رہا تھا جب عالیہ موسیٰ کے ہمراہ لاونج میں داخل ہوئی۔

" اسلام وعلیکم !"عالیہ نے اندر آتے ہی کہا۔

موسیٰ بھاگتا ہوا داؤد کی طرف گیا تو داؤد نے بھی اسے گود میں اٹھا لیا۔عالیہ سب سے مل کر اب وہیں بیٹھی سب کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔داؤد اب بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ایک بج چکا تھا لیکن مہر ابھی تک جاگی نہیں تھی۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فون مسلسل بجتے چلے جا رہا تھا لیکن مہر کو ہوش پھر بھی نادلا پارہا تھا یہ چیختا فون۔۔۔ پھر ایک دم اپنے کانوں پر رکھے تکیے اٹھا کر دور اچھال دیے اور منہ بناتے ہوئے فون کو تلاشنے لگی۔

" کیا تکلیف ہے علی؟" فون پر علی کا نمبر دیکھ کر مہر نے چیختے ہوئے پوچھا۔اس کے اتنے تیز چلانے پر علی نے اپنا فون کان سے ہٹا لیا۔

" آرام سے۔۔۔۔آرام سے۔۔۔کیوں میرے بچارے کانوں سے خون نکلوانا ہے" علی نے دہائی دی۔

" تمھے اپنے کانوں کی پڑی ہے اور میری نیند کا کیا جو برباد کی ہے" آنکھیں مسلتے ہوئے اب سستی سے کہا۔

" مجھے پتا تھا تم اب تک جاگی نہیں ہو گی اسی لئے جان بوجھ کر کال کر رہا تھا" علی نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔

" تمہارا تو میں خون پی جاؤں گی" مہر کو اسکی بات سے غصہ آیا تھا۔ علی نے قہقہہ لگایا۔

" سنو وائٹ ہو تم۔۔۔۔۔۔ کیوں چڑیلوں والے کام کرتی ہو" علی مزید اسے تنگ کرتے ہوئے گویا ہوا۔

" میں کیا ہوں یہ تمھے مل کر بتاتی ہوں علی کے بچے" مہر نے کال کاٹ کر فون رکھا اور کسلمندی اٹھ بیٹھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھٹنوں پر اپنا چہرہ ٹکا کر مندی مندی آنکھوں سے سامنے دیوار کو دیکھے گئی۔ دفعتاً کل رات کے منظر ذہن کے پردے پر رونما ہوئے تو مہر مسکرا دی پھر ایک دم داؤد کا خیال آیا اور جلدی سے بیڈ سے اتر کر واشروم جانے ہی لگی تھی کی ایک بار پھر سے اسکا فون بجا۔ مہر نے واپس پلٹ کر فون چیک کیا تو علی ہی کی کال تھی۔

" کرتے رہو میں نے بھی اٹھانا" مہر نے منہ بنا کر فون کو بیڈ پر واپس رکھا اور واشروم میں بند ہو گئی۔

****

نیلے رنگ کا سوٹ پہنے وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلی۔ہاتھ میں پکڑے فون پر میسج کی رنگ ٹون بجی تو مہر نے فون دیکھا۔علی کی کئی مسڈ کالز اور میسیجز تھے۔مہر میسج کھول کر پڑھنے لگی۔داؤد بھی اوپر کمرے کی طرف ہی آرہا تھا جب وہ سامنے سے آتی دیکھی۔ داؤد کے چہرے پر اسے دیکھ کر ایک الگ سی چمک در آئی۔وہ فون میں اتنا کھوئی ہوئی تھی کہ سامنے سے آتے داؤد کو دیکھا ہی نہیں اور داؤد بھی اسے اسطرح دیکھ جان بوجھ کر وہیں رک گیا۔داؤد سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا جب مہر آکر اس سے ٹکرائی۔

" ہائے اللہ جی !!!"مہر کے منہ سے بے ساختہ نکلا پھر نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو داؤد اپنی پر کشش آنکھوں میں محبت لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔داؤد بھی خود کو ان جھیل جیسی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں کتنی ہی دیر کھوئے رہے جب موسیٰ کی آواز سے دونوں ہوش میں آئے جو ان کے پاس کھڑا انہیں آواز لگا رہا تھا۔مہر نے جھک کر موسیٰ کے گال چومے اور اسے گود میں اٹھالیا۔

" یہ تم جان بوجھ کر مجھ سے ٹکراتی ہو" داؤد نے مہر سے پوچھا۔

" نہیں تو" مہر نے اچنبھے سے کہا۔

" دھیان سے چلا کرو۔۔۔۔۔ ایسے بار بار مجھ سے ٹکراتی رہو گی تو مجھے کچھ اور لگے گا" داؤد نے تھوڑا اسا سکی اور جھک کر مسکاتے ہوئے کہا۔

مہر بڑھتی دھڑکنوں کے ساتھ تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔ داؤد نے موسیٰ کا گال تھپکا اور آگے سے ہٹ گیا۔ مہر تیزی سے موسیٰ کو لیے سڑھیاں اترنے لگی پھر رکی اور مڑ کر اوپر دیکھا وہ ابھی بھی وہیں کھڑا اپنی جان لیوا مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" اوفف یہ مسکراتے ہوئے کتنے پیارے لگتے ہیں" مہر نے دل میں سوچا تھا۔

****

دوپہر گزری تو عظمیٰ بیگم بھی سارہ کے ہمراہ وہاں آگئیں۔گھر کی ساری خواتین لاونج میں موجود شادی کی تیاریوں پر بات چیت کررہی تھیں۔سکندر صاحب کسی کام سے باہر چلے گئے تھے اور داؤد اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پر کام کررہا تھا۔حمزہ کی شادی میں اب کچھ ہی وقت رہ گیا تھا۔ عظمیٰ بیگم کو جنید صاحب نے کہہ دیا تھا کہ سارہ کا نکاح ساتھ ہی کریں گے۔ایک بار تو وہ حفصہ بیگم سے کہہ چکی تھیں کہ داؤد کو راضی کریں بنا انھیں یہ بتائے کہ جنید کا زور ہے کے نکاح ہر حال میں وہ جلد کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حفصہ بیگم نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔اس لیے انھوں نے آج دو ٹوک بات کرنے کا سوچ لیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" اماں مجھے آپ سے بات کرنی تھی،آپ میرے ساتھ اپنے کمرے میں آئیں" عظمیٰ نے ساتھ ہی بیٹھی حفصہ بیگم کو دھیرے سے کہا۔باقی سب ویسے ہی باتوں میں مصروف تھے۔

" کیا بات ہے عظمیٰ"حفصہ بیگم نے پوچھا۔

" اماں آپ آئیں تو سہی، یہاں شور ہے بہت اسی لئے کہہ رہی ہوں " عظمیٰ بیگم نے ہلکی مسکان سے کہا اور پھر دونوں اٹھ کر وہاں سے حفصہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

سارہ جو مہر کی باتیں سن رہی تھی لیکن اب اسکا دھیان دوسری طرف تھا وہ جانتی تھی امی آج نانو سے نکاح کی بات کرنے والی ہیں۔ سارہ خوش بھی تھی اور تھوڑا ڈری ہوئی بھی تھی کہ اگر داؤد ابھی نہیں کرنا چاہ رہا تو کوئی بات نہیں تھی اس کیلئے یہ ہی بہت تھا کہ وہ مان گیا لیکن اب اسطرح اس کے بابا جلدی کر رہے تھے تو اس بات سے داؤد کو برا نا لگ جائے بس اسی بات سے وہ ڈری ہوئی تھی۔

" کیا ہوا ہے؟ " مہر نے اسے ایسے گھم سم دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

" کچھ نہیں " سارہ نے نفی نیں سر ہلایا۔

" کیسے کچھ نہیں ہوا ابھی اچھی بھلی میرے سے ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور اب ایسے اداس ہو گئی ہو " مہر نے شکی نظر سے اسے دیکھا۔

" پاگل!" سارہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مہر کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

" آؤ میرے ساتھ " سارہ اسے لئے اوپر مہر کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

****

" اماں آپ داؤد کو سمجھائیں نا" عظمیٰ بیگم نے ساری بات حفصہ بیگم کے سامنے رکھی۔

" جنید کو کیا جلدی ہے بھلا، دونوں کی بات پکی ہے نا۔۔۔ پھر آرام سے اگلے سال تک کر دیں گے شادی۔۔۔ نکاح اب ہو یا بعد میں ایک ہی بات ہے۔۔۔ اگر وہ رخصتی اگلے سال پر کہہ رہا ہے تو نکاح بھی اگلے سال سہی" حفصہ بیگم نے سمجھنا چاہا۔

" اوہو اماں میں نے کی تھی یہ بات جنید سے اب وہ نہیں مان رہے تو کیا کروں ؟ آپ داؤد سے کہہ کر دیکھیں مجھے یقین ہے وہ مان جائے گا "

" اچھا چل کرتی ہوں بات، میرا بچا ہے مجھے انکار نہیں کرنے لگا "حفصہ بیگم نے بڑے مان سے کہا تھا۔ عظمیٰ بیگم نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ وہ بھی جانتی تھیں داؤد کو تھوڑا منایا جائے تو وہ انکار کبھی نہیں کرے گا اور اماں کو تو ہر گز نہیں کرے گا اس لیے اب وہ مطمئن نظر آ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

" کیا ہوا تم مجھے کمرے میں کیوں لے آئی "مہر نے سامنے بیٹھی سارہ سے استفادہ کیا۔

" مہر ! میں وہ۔۔۔۔۔۔۔ تم سے۔۔۔۔۔۔ میں "سارہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے مہر کو بتائے .

" کیا بکری کی طرح میں میں کر رہی ہو "مہر کے کہنے پر سارہ نے اس کے بازہ پر تھپڑ رسید کیا۔

" بد تمیز ! میں آگے ہی ہمت نہیں جھٹا پا رہی اور تم ایسے کر رہی ہو "سارہ نے خفگی سے کہا۔

" اچھا نا بھئی بتاؤ ایسی بھی کیا بات ہے کہ تمھیں مجھ سے بات کرنے کیلئے ہمت چاہیے "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مہر ! تمھے شاید کسی نے بتایا ہے یا نہیں مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔ویسے تو یہ بات مجھے تمھے خود بتانی چاہیے تھی۔۔۔۔۔لیکن نانو نے منا کیا تھا کہ تمھیں بتایا تو تم۔۔۔۔ اصل میں میری اور داؤد کی شادی کی بات طے ہو گئی ہے "سارہ نے بات مکمل کر کے مہر کی جانب دیکھا۔مہر بالکل خاموشی سے سن رہی تھی۔

" اور میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔۔کیونکہ میں مہر۔۔۔۔۔۔میں داؤد کو بہت پسند کرتی ہوں "اس نے دھیرے سے یہ بات کہی تو اس کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ آگئی۔ جبکہ مہر کو لگا اس کا سانس روک گیا ہو۔ سارہ اب بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل تک آئی وہاں پڑی چیزوں کو سیٹ کرنے لگی۔

" مجھے خود نہیں پتا کب سے میرے دل میں داؤد کی محبت سما گئی۔۔۔۔۔۔شاید بہت چھوٹی تھی تب سے۔۔۔۔۔۔اور یہ پسندگی نہیں ہے۔۔۔۔۔نا محبت ہے۔۔۔۔۔۔یہ عشق ہے جو میں داؤد سے کرتی ہوں "سارہ اپنی کہی جا رہی تھی۔

مہر کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ سارہ کا عکس دھندلا سا گیا۔ اسے لگا اس کا دل دھڑکنا بند ہو گیا ہے۔ مہر نے فوراً ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا۔ اس سے پہلے سارہ اسے ایسے دیکھتی مہر نے تیزی سے اپنے آنسو پونچھے اور اپنی آنکھیں صاف کیں۔ سارہ پلٹ کر مہر کی طرف آئی تو مہر نے بہت مشکل اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ لائی۔

" مہر یہ بات میں نے تم سے چھپائی تم مجھ سے ناراض تو نہیں؟"سارہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے پوچھا۔مہر نے کوئی جواب نا دیا تو سارہ دوبارہ گویا ہوئی۔

" مہر میری بہن پلیز خفا مت ہونا۔۔۔۔۔۔میں جانتی ہوں یہ بات مجھے تمھے بہت پہلے بتا دینی چاہیے تھی، لیکن میں ایسی ہی ہوں اپنے دل کی بات کسی سے کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا"

" تم صحیح کہہ رہی ہو یہ بات تمھے مجھے بہت پہلے بتا دینی چاہیے تھی"مہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سارہ اداس ہو گئی۔

" تو اب تم مجھ سے خفا ہو گی؟"سارہ نے بے چارگی سے پوچھا۔

" نہیں"مہر نے بس اتنا ہی کہا۔

" اچھا نا بابا سوری "سارہ نے اپنے کان پکڑے۔

" ارے پاگل ایسی بھی بات نہیں "مہر نے اس کے ہاتھ کانوں سے ہٹائے۔

" میں بہت خوش ہوں تم دونوں کیلیئے "مہر نے سارہ کے ہاتھ تھام کر ہلکی مسکان ہونٹوں پر سجائے کہا۔ سارہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

رات کا کھانا کھانے کے بعد سب اپنے گھر لوٹ چکے تھے۔ کھانے کے دوران داؤد مسلسل مہر کو ہی دیکھ رہا تھا جس نے نظر اٹھا کر ایک بار بھی اسکی طرف نہیں دیکھا تھا۔ داؤد کو وہ کھوئی کھوئی لگی۔ دو تین بار تو حفصہ بیگم نے بھی اسے ڈپٹا کے کیا وہ پلیٹ میں چمچ چلائی جا رہی ہے اور کھانا نہیں کھا رہی۔ لیکن وہ پھر بھی ایسے ہی رہی۔ حفصہ بیگم اپنے کمرے میں جانے کیلیئے اٹھنے لگی تو داؤد فوراً اٹھ کر ان کے پاس گیا اور انکا تھام کر انھیں اٹھنے میں مدد دی۔

" میں لے جاتا ہوں آپ کو۔۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بہت ضروری بات بھی کرنی ہے
"داؤد نے حفصہ بیگم سے کہا

تو مہر جو اوپر کمرے میں جانے لگی تھی یہ سن کر فوراً پلٹی تھی۔اسے لگ رہا تھا داؤد ضرور سارہ سے شادی کیلئے انکار کرنے والا ہے۔مہر وہیں کھڑی سوچنے لگی اسے کیا کرنا چاہیے۔سارہ کی کہی باتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگیں۔

" نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی "مہر نے خود سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اگے بڑھ کر داؤد کو روکنے والی ہی تھی لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔بلکہ کوئی بھی نہیں تھا۔سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔مہر تیزی سے لاونج میں سے گزر کر حفصہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی تو اندر حفصہ بیگم بیڈ پر بیٹھی تھیں اور داؤد انکو رات کی دوا دے رہا تھا۔مہر کے اندر آنے پر دونوں نے اسے دیکھا تھا۔

" آجاؤ اندر وہاں کیوں ٹک گئی ہو" حفصہ بیگم نے اسے وہیں کھڑے دیکھ کہا۔ داؤد نے بھی اسے دیکھا اور آئی برو سوالیہ انداز میں اٹھائی۔

" جی دادو" مہر نے پیچھے ڈور بند کیا اور اندر آکر سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔ داؤد اسے نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دادو سے بات کرنے آیا تھا اور مہر جانتی بھی تھی پھر بھی یہاں آگئی۔ وہ اس کے سامنے دادو سے بات کرے گا تو اسے لگا وہ شرما جائے گی۔

" یہ لڑکی بالکل پاگل ہے" داؤد نے کندھے جھٹکتے سوچا اور حفصہ بیگم کی طرف رخ مڑ لیا۔

****

Do Not Copy Paste Without Writer Permission. Strict Action Will Be Taken.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

#تیرا_میرا_پیار

#از قلم_لائبہ_احمد

#قسط_نمبر_21 (part 1)

" دادو مجھے آپ سے بات کرنی تھی میں "اس سے پہلے داؤد اپنی بات جاری رکھتا مہر بول پڑی۔

" دادو آپ بہت تھک گئی ہیں نا آج تو ابھی آپ آرام کریں " داؤد رخ مڑے دوبارہ اسے دیکھنے لگا۔

" نہیں میں ٹھیک ہوں، تم کیا کہہ رہے تھے داؤد "حفصہ بیگم نے داؤد سے پوچھا۔

" دادو رات بہت چکی ہے آپ کل بات کر لیجیے گا "مہر صوفے سے اٹھ کر انکی طرف آئی۔داؤد نے غصے سے اسے گھورا تھا۔

" اۓ ہاۓ کیا ہے تجھے لڑکی "حفصہ بیگم کو بھی اسکا بار بار ٹوکنا ناگوار گزرا۔

" دادو آپکی اچھی صحت کیلئے ضروری ہے آپ ٹائم پر سوئیں "مہران کے سر پر کھڑی کہہ رہی تھی۔

" اچھا! جو تو میرے ساتھ دو گھنٹے گزار کے جاتی ہے یہ بات تب تو تم نے کبھی نہیں کہی "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" وہ میں۔۔۔۔۔۔دادو آج گھر میں سب آۓ ہوۓ تھے تب سے آپ ایک منٹ کیلئے بھی اپنے کمرے میں نہیں آئیں آرام کی گرز سے اسی لئے میں کہہ رہی تھی اب بس آپ آرام کریں،اور باتوں کا کیا ہے وہ تو ہوتی رہیں گی۔۔۔۔کل صبح "جلدی جلدی سے اس نے بہانہ گھڑا اور اس پورے وقت میں اس نے ایک بار بھی داؤد کی طرف نہیں دیکھا تھا جو کب سے اسکی اس فضول حرکت پر ضبط کیے ہوۓ تھا۔

" اچھا ٹھیک ہے میری ماں "حفصہ بیگم نے بھی ہار مانی تھی۔

" ہم چلتے ہیں" مہر نے داؤد کو وہاں سے اٹھانا چاہا۔ داؤد نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا اور حفصہ بیگم کو شب بخیر کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ مہر نے شکر کی سانس خارج کی۔

****

داؤد اپنے کمرے میں آ کر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا اسے مہر پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ ہر حال میں داد و سے آج بات کر کے یہ معاملہ ختم کرنا چاہتا تھا اور اب مزید اسے کل تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کمرے سے نکل کر وہ باہر آیا اور نیچے جھانکا وہ ابھی تک اوپر نہیں آئی تھی اور وہ اسی کا اوپر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ واپس پلٹتا جب وہ کچن سے نکلتی دیکھی۔ مہر نے بھی اوپر کی جانب داؤد کو دیکھا تو گھبرا سی گئی۔ اسکی خشمگیں نگاہوں سے ہی مہر کو خوف آنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہ سڑھیاں چڑھتی جا رہی تھی۔ دل میں ہمت بھی کر رہی تھی داؤد سے بات کرنے کی لیکن ڈر بھی رہی تھی۔ جیسے ہی مہر اوپر آئی داؤد نے آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھامی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ مہر بھی سر جھکائے اس کے ساتھ آگے بڑھتی رہی۔ ٹیرس پر آ کر داؤد نے اسکی کلائی چھوڑ دی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نیچے کیا کرنے کی کوشش کر رہی تھی؟" داؤد سینے پر ہاتھ باندھے نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ مہر جو ابھی تک سر جھکائے کھڑی تھی نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"آپ دادو سے کیا بات کرنے والے تھے؟" مہر نے الٹا سوال دغا۔

"تمہے نہیں پتا تھا میں کیا بات کرنے والا تھا؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ن۔۔۔۔نہیں"

"میں ہماری بات کرنے والا تھا ڈیم ایٹ" داؤد نے دانت پستے ہوئے کہا تھا۔ اسے مہر پر غصہ تھا وہ پوری کوشش کر رہا تھا خود پر قابو کر لے لیکن یہ لڑکی ہمیشہ اسکا ضبط آزماتی تھی۔

" اور میں چاہتی ہوں آپ ان سے ہمارے بارے میں کوئی بات نہیں کریں "ہمت کرتے ہوئے مہر نے کہا۔

" اور تم ایسا کیوں چاہتی ہو؟ "اس نے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑیں۔

" آپ۔۔۔۔۔۔۔آپ سارہ۔۔۔۔۔۔۔۔سے شادی کیلئے انکار نہیں کریں "داؤد بے یقینی کے عالم میں اسے دیکھے گیا۔

" پلیز آپ سارہ سے شادی کیلئے انکار نہیں کریں "مہر نے ایک بار پھر کہا۔ داؤد غصے میں آگے بڑھا تو مہر ڈر کر پیچھے ہوئی۔

" تم!!!!!!تم پاگل ہوگئی ہو کیا؟ یہ کیا فضول بات ہے ہاں؟ داؤد دھاڑا تھا۔

" فضول بات نہیں ہے۔۔۔۔۔۔پلیز میری بات ایک بار آرام سے سنیں "مہر نے التجا کی۔

" میں ایسی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں، میں کل صبح ہوتے ہی دادو سے بات کروں گا۔۔۔۔۔۔ تمہاری اور میری "آخری لفظوں پر زور دیتے ہوا کہا۔

" آپ سمجھ نہیں رہے "

" میں سمجھنا بھی نہیں چاہتا "

" دیکھیں میری بات سنیں سارہ کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ آپ کو بے تحاشہ چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔ اگر آپ انکار کردیں گے تو وہ بکھر جائے گی "

" اور میرا کیا ہاں ؟" داؤد نے اسکے دونوں بازوؤں کو سختی سے تھامتے ہوئے زخمی لہجے میں پوچھا تھا۔ مہر کے دل کو کچھ ہوا۔ لیکن یہ وقت کمزور پڑنے کا نہیں تھا مہر سوچ چکی تھی۔

" اور تم۔۔۔۔۔۔تمھے کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ مجھے سارہ کے ساتھ دیکھ کر "

" مجھے کیوں۔۔۔۔۔۔۔کوئی فرق پڑے گا۔۔۔؟ میرے دل میں۔۔۔۔۔۔۔آپ کیلئے ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔"مہر نے داؤد سے آنکھیں چرائی۔

" ڈونٹ یو ڈیر!! میرے سامنے یہ جھوٹ مت کہنا کہ تمھے مجھ سے محبت نہیں ہے۔۔۔۔۔کیونکہ مس مہر سکندر۔۔۔۔۔۔کل رات جب تمھے میرے اور سارہ کے رشتے کا پتا چلا تھا جیسے تم نے میرے سامنے ریایکٹ کیا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی مجھ محبت کرتی ہیں"داؤد نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

" آپ غلط سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے"مہر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

" اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن یہ میری زندگی ہے اس لیے یہ فیصلہ بھی میرا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔کہ مجھے شادی کس سے کرنی ہے اور کس سے نہیں۔۔۔۔۔اور

سارہ زے شادی میں ہر گز نہیں کروں گا" داؤد کہہ کر جانے کیلئے مڑ گیا۔ جبکہ مہر اسکی بات سن کر پریشان ہو گئی۔

" میری بات سنیں پلیز" مہر نے داؤد کے آگے آکر اسکا راستہ روکا۔ داؤد شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

" آپ سمجھ کیوں نہیں رہے ؟؟؟ سارہ بہت چاہتی ہے آپکو وہ ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔۔۔ پلیز ایسا نہیں کریں۔۔۔۔۔۔ وہ بہنوں جیسی ہے
میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کیسے اس سے اسکی محبت چھین سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔" وہ بہتے آنسوؤں سے کہتی جارہی تھی۔ داؤد کو اس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے۔

" مہر!!!! ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔۔۔۔۔۔۔ سارہ کبھی بھی میرے ساتھ خوش نہیں رہ پائے گی۔۔۔۔۔ ہم تینوں کی زندگیاں ایسے برباد ہوں گی۔۔۔۔۔ پہلے میں بھی اسی لیے سارہ سے شادی کر رہا تھا کہ اسکا دل نا ٹوٹے اور میں ہاں بھی کر چکا تھا اپنی محبت کو بھلا کر میں تیار تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن اب ایسا نہیں کیونکہ اب تم بھی مجھے چاہتی ہو ایسے

میں جب ہم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو کیوں ہم ایک نا ہوں؟؟۔۔۔۔۔۔۔ہم کیوں کسی تیسرے کیلئے اپنی محبت کو قربان کریں؟؟؟"داؤد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لے کر اب کی بار تھوڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

" میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔آپ پلیز میری بات مان لیں۔۔۔۔۔میرے لئے سارہ کو اپنا لیں۔۔۔۔۔پلیز "تاروں جیسے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اسکی گردن پہ لڑھک رہے تھے۔اسکی پھر سے وہ ہی رٹ پر داؤد کا غصہ واپس عود آیا تھا جو اس کے آنسو دیکھ کر کم ہوا تھا۔

" مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہارے ساتھ سختی سے پیش آؤں "وہ خونخوار نظروں سے مہر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

" اور آپ۔۔۔۔۔۔۔آپ مجھے مجبور مت کریں کے میں کچھ ایسا کروں کے ساری زندگی آپ مجھے دیکھ نہیں پائیں گے "اپنے آنسوؤں کو صاف کر کے اس نے اپنے لہجے کو مضبوط بنا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" کیا کرو گی ہوں !!!!" داؤد حلق کے بل دھڑا تھا۔ رگیں اُبھری تھیں۔ مہر ایک پل کیلئے سہم گئی تھی۔ لیکن اسے یہ کرنا تھا ہر حال میں سارہ کیلئے۔

" مم۔۔۔۔۔۔میں یہاں سے۔۔۔۔۔اس گھر سے کہیں بہت دور چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔۔سب کو چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے۔۔۔۔۔بہت دور۔۔۔۔۔۔اگر آپ نے انکار کیا تو۔۔۔۔۔اور آپ اپنی ضد کے ہاتھوں پہلے بھی تایا ابو کو کھو چکے ہیں۔۔۔۔۔اب ایسا کریں گے تو مجھے بھی کھو دیں گے" وہ سرسراتے لہجے میں جان لیوا بات کہہ گئی۔ داؤد بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔ اسکا دل ایک پل کو رک سا گیا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا مہر اسے اس موقعے پر اتنی بڑی بات کہہ دے گی۔

" تم۔۔۔۔۔تم مجھے میرے بابا کی موت کا قصوروار ٹھہرا رہی ہو؟؟" داؤد کا دل بری طرح دکھا تھا۔

" نن۔۔۔۔۔نہیں میں۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔" مہر کی زبان اسکا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔

"گیٹ اوٹ !!!!"داؤد دھاڑا تھا۔مہر کو جب احساس ہوا وہ غصے میں کیا کہہ گئی ہے تو داؤد کا ہاتھ تھام کر اسے سمجھنا چاہا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔داؤد نے غصے میں اپنا ہاتھ چھوڑوایا اور اس سے دور ہوا۔

"آج کے بعد میری نظروں کے سامنے مت آنا۔۔۔۔بالکل صحیح کہتے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی کسی کو اپنے اتنا قریب نہیں آنے دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ پھر وہ ہی لوگ آپکو بعد میں تکلیف دیتے ہیں۔۔۔۔"داؤد کہتے ہوئے اپنے قدم پیچھے اٹھاتا گیا اور مہر سے رخ مڑے کھڑا ہو گیا۔مہر نے آگے بڑھ کر پھر سے اسکا بازہ تھامنا چاہا۔

"آئی سیڈ لیو!!!!!!"داؤد اب کی بار اتنی زور سے چلایا تھا کے مہر نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے اپنی سسکی کو روکا تھا۔وہ پلٹ کر تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

****

اگلی صبح کا سورج نکلا تو غازی ہاؤس میں چہل پہل شروع ہوئی۔ داؤد اپنے کمرے میں کھڑا آفس جانے کیلئے تیار ہو رہا تھا۔ سرخ آنکھیں اس بات کی گواہی دے رہی تھیں کے وہ رات بھر سے سویا نہیں تھا۔ اور ہوا بھی کچھ یوں ہی تھا پوری رات اس نے جاگ کر ہی گزاری تھی۔ اپنے کمرے سے نکل کر وہ نیچے گیا۔

"آجا داؤد ناشتہ تیار ہے" حفصہ بیگم نے اسے آواز دے کر ڈائننگ ٹیبل پر بلایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دادو میں لیٹ ہو رہا ہوں، ایک ضروری میٹنگ ہے آج، میں آفس میں ہی ناشتہ کر لوں گا" وہ جلدی سے کہہ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"کیا ہوا اماں داؤد نے ناشتہ نہیں کیا؟" آمنہ بیگم کچن سے باہر آئیں تو پوچھا۔

" ہاں کہہ رہا تھا کوئی ضروری میٹنگ ہے اس لیے جلدی جانا ہے" انہوں نے جواب دیا تو آمنہ بیگم نے آگے بڑھ کر ان کے گلاس میں پانی انڈیلا۔ رخسانہ بیگم بھی کچن سے آئیں تو سب ناشتے میں مصروف ہو گئے۔

****

مجھے ہنر سکھایا تیری محبت نے

میں دل کی بات کو پڑھنے لگا ہوں چہرے پر~

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اسکی آنکھ کھلی تھی۔ رات بھر روتے روتے صبح فجر کے وقت وہ سوئی تھی۔ بال سارے بکھرے، چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان وہ ایک ہی رات میں بالکل مرجھا سی گئی تھی۔ اس نے ایسا نہیں چاہا تھا جیسا ہو گیا۔ وہ کیسے داؤد کا دل اسطرح دکھا سکتی تھی۔ کل رات یاد آئی تو آنکھیں پھر سے نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔ اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے، وہ اس سے معافی مانگے اور اسے بتائے کہ اسکا ہرگز مطلب وہ نہیں تھا۔ لیکن نہیں وہ ابھی ایسا نہیں کر سکتی تھی، سارہ کی خوشی کیلئے یہ ضروری ہے کہ داؤد اس سے نفرت

کرے۔اس نے سوچ لیا تھا اب جیسا ہے ویسا ہی رہے گا۔اب داؤد کم سے کم سارہ سے شادی کیلئے انکار تو نہیں کرے گا۔ اگر پھر بھی کر دیا تو وہ کیا کرے گی۔دل میں یہ اندیشہ بھی تھا۔ان سوچوں کا تسلسل تب ٹوٹا جب اسکا فون بجا۔انعم کی کال دیکھ کر اس نے فوراً کال پک کی تھی۔شاید وہ ہی اسے کوئی اس مسلئے کا حل بتا دے۔

****

اپنے آفس میں بیٹھا کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ پریشان حال نظر آرہا تھا۔دل میں ایک کرب سا بھرا تھا۔وہ کیسے اسے اتنی بڑی بات کر سکتی تھی۔جو ملال بچپن سے اس کے دل میں تھا وہ ایک بار پھر سے سر اٹھانے لگا۔وہ خود اسکو اس رات اتنی بڑی بڑی باتیں سمجھا رہی تھی اور اب خود یہ بات کہہ گئی۔شاید کوئی اور یہ بات کہتا تو اسے اب اتنا دکھ نا ہوتا لیکن یہ بات اسی نے کی جس نے اسے اس خول سے نکالا تھا اور اب یہ دکھ نا جانے کب اسکے دل سے کم ہو گا۔

****

شام کو داؤد گھر واپس آیا تو آمنہ بیگم اسے اپنے ساتھ حفصہ بیگم کے کمرے میں لے گئیں۔وہ آج داؤد سے سارہ سے نکاح کے متعلق بات کر لینا چاہتے تھے۔حفصہ بیگم اپنے بیڈ پر تھیں اور سامنے صوفے پر آمنہ بیگم اور داؤد موجود تھا۔

" داؤد بیٹا جنید چاہتا ہے کہ سارہ اور تمہارا نکاح کر دیا جائے،رخصتی بے شک جب تم چاہو۔۔۔۔دیکھ میرے بچے ہاں تو کر دی ہے تم نے تو نکاح میں کیا حرج ہے؟مجھے پتا ہے تم نے وقت مانگا تھا لیکن اب کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔تیرے پھوپھو بڑی آس لگا بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔"حفصہ بیگم نے بات مکمل کر کے اس کی طرف دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

" داؤد نکاح بعد میں بھی تو ہونا ہے نا اور سارہ سے ہی کرنا ہے تو ابھی کیوں نہیں؟پھر رخصتی تھوڑی وہ ابھی مانگ رہے ہیں وہ جب تم چاہو گے تب ہو جائے گی"آمنہ بیگم نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا۔داؤد اسی طرح رہا سر جھکائے۔

" کچھ تو بولو بیٹا" حفصہ بیگم کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔کانوں میں ایک باز گشت سنائی دی۔

" میں بہت دور چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ مجھے بھی کھو دیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تایا ابو کو بھی کھو دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" داؤد نے کرب سے اپنی آنکھیں میچ لیں اور پھر آنکھیں کھلیں جن میں اب خاصی سختی عود آئی تھی۔

" جیسے آپ لوگ ٹھیک سمجھیں" داؤد کہہ کر وہاں رکا نہیں اور کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے حفصہ اور آمنہ بیگم خوشی سے نہال ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

حمزہ کی شادی کے دن قریب تھے اور شادی کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ حمزہ کی مہندی والے دن صبح جمعے کے بعد داؤد اور سارہ کا نکاح ہونا طے پایا تھا۔مہر بھی اس خبر سے تھوڑا پر سکون ہوئی کے اسکی محنت ضائع نہیں گئی اور داؤد نے انکار نہیں کیا۔بظاہر تو وہ ٹھیک نظر آتی تھی مگر اندر ہی اندر یہ تکلیف اسے مار رہی تھی۔اس دن

کے بعد داؤد سے اسکا سامنا بھی نہیں ہوا تھا۔اس نے کہا تھا میرے سامنے مت آنا لیکن وہ خود مہر کے سامنے نہیں آتا تھا۔مہر کا دل ہر چیز سے بے زار رہنے لگا تھا۔ لیکن وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی اسے مضبوط رہنا تھا۔

****

نومبر کے شروع والے دن چل رہے تھے۔ایسے میں اسلام آباد کا موسم کافی ٹھنڈا رہنے لگا تھا۔دن کے وقت تو سردی کم لگتی تھی لیکن راتوں کو سردی کافی حد تک محسوس ہوتی تھی۔آج رات سب کا کھانا عظمیٰ بیگم کی طرف تھا انھوں نے اپنے گھر کے لان میں باربی کیو کا انتظام کر رکھا تھا۔شام کو رخسانہ بیگم کو ان کی بھابھی (علی کی امی) کی کال بھی آئی تھی کہ وہ کسی ضروری بات کے سلسلے میں انکی طرف آنا چاہتے ہیں لیکن رخسانہ بیگم نے انھیں بتایا کے وہ لوگ آج مہر کی پھوپھو کی طرف جا رہے ہیں تو وہ کل خود آجائیں گی۔ لیکن پھر انھوں نے انکو بتایا کہ وہ کس سلسلے میں آنا چاہ رہی ہیں تو رخسانہ بیگم تو پھولے نہیں سما رہی تھیں۔انھیں بے حد خوشی ہوئی اور پھر کل شام کو آنے کا کہہ کر شگفتہ بیگم نے فون رکھ دیا تھا۔رخسانہ بیگم کا دل اب مہر کی طرف سے

بے فکر ہو گیا وہ ان کے بھائی کے گھر بیاہ کر جائے گی اس سے بڑی خوشی کی بات ان کیلئے کیا ہو سکتی تھی۔اب بس مہر کے بابا سے بات کرنی تھی اور انھیں یقین تھا وہ بھی اس رشتے کیلئے رضامندی ظاہر کر دیں گے۔

****

رات کے کھانے پر رخسانہ بیگم اور مہر سکندر صاحب کے ہمراہ انکی گاڑی میں جا چکے تھے۔جبکہ آمنہ اور حفصہ بیگم نے داؤد کے ساتھ جانا تھا جو ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔ آمنہ بیگم نے اسے صبح بتایا تھا لیکن وہ صاف انکار کر چکا تھا لیکن پھر بھی وہ چاہتی تھیں کہ وہ ان کے ساتھ جائے۔اسی لیے وہ دونوں جان بوجھ کر گھر رک گئی تھیں تاکہ وہ اسے خود ساتھ لے جائیں اب اسی کے آنے کا انتظار تھا۔کچھ ہی لمحے میں داؤد گھر کے اندر داخل ہوتا ہوا دیکھا تو آمنہ بیگم فوراً سے اٹھی تھیں۔

" آ گئے تم! میں اور اماں تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے" آمنہ بیگم نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

" آپ لوگ ابھی تک گئے نہیں؟" داؤد نے آمنہ بیگم اور حفصہ بیگم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" تیرا انتظار تھا کیونکہ تیرے بنا نہیں جانا ہم نے" حفصہ بیگم نے کہا تو داؤد خفا ہوا۔

" میں نے کہا تھا کہ میں نہیں جاؤں گا بلاوجہ ضد کیوں کرتے ہیں آپ لوگ میرے ساتھ" داؤد نے آفس بیگ جس میں اسکا لیپ ٹاپ اور کچھ فائلز تھی انکو ٹیبل پر رکھا اور صوفے پر جا بیٹھا وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

" چلو ٹھیک ہے ہم بھی پھر گھر ہی رہتے ہیں" یہ آواز آمنہ بیگم کی تھی جو کچن سے اس کیلئے پانی کا گلاس لائیں تھی۔ داؤد نے ان سے پانی کا گلاس لیا اور ایک خفہ سی نظر ان ہر ڈالی۔

" مجھے پانچ منٹ دیں میں فریش ہو کر آتا ہوں" پانی کا گلاس لئے وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

عظمیٰ بیگم کے گھر رونق کا سما تھا۔ سارا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ لان میں باربی کیو کا بھرپور انتظام ہوا تھا۔ عالیہ بھی عرفان اور موسیٰ کے ساتھ آچکی تھی۔ اب بس سب داؤد وغیرہ کا انتظار کر رہے تھے۔ مہر آج کتنے ہی دنوں بعد خوش دکھائی دے رہی تھی اور وجہ موسیٰ تھا جس کی شرارتوں سے وہ کھلکھلا رہی تھی۔ دل میں ایک خوشی بھی تھی کہ وہ آج کتنے دنوں بعد داؤد کو دیکھے گی، جو صبح اس کے جاگنے سے پہلے ہی آفس چلا جاتا ہے اور واپس آکر اپنے کمرے میں ہی رہتا، رات کا کھانا تک وہ اپنے کمرے میں کھاتا تھا۔ تھوڑی دیر مزید گزری جب وہ لوگ بھی وہاں آگئے۔ مہر نے بے قراری سی س طرف دیکھا جہاں وہ کھڑا سب سے مل رہا تھا۔ آف وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیو جینز اوپر بلیو بلیزر پہنے وہ مکمل مردانہ وجاہت کا شہکار لگ رہا تھا۔ دفعتاً حمزہ کی کسی بات پر وہ ہلکا سا مسکرایا تو مہر کو لگا گر وہ مزید اسے دیکھتے رہی تو خود سے بے وفائی کر جائے گی۔

لیکن اس پورے سمے اس نے ایک بار بھی مہر کی طرف نہیں دیکھا تھا۔مہر کو برا لگا لیکن یہ سب تو وہ چاہتی تھی پھر وہ اسے دیکھے یا نا دیکھے کیا فرق پڑتا۔

****

ایک حسین اور سرد شام سب ساتھ خوب انجوائے کر رہے تھے۔گھر کے بڑے سب اندر کھانا کھا رہے تھے اور چھوٹے سب باہر لان میں کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔لان میں دو چھوٹے ٹیبل کے ارد گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔داؤد کا بالکل من نہیں تھا کھانا کھانے کا لیکن بہت مشکل سے کھا رہا تھا۔وہ جب سے یہاں آیا تھا ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا جب جب اسکی آواز جب جب کانوں میں پڑتی تھی تو دل اسے دیکھنے کیلیئے مچلنے لگتا۔اسی لئے بس وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا۔

****

کھانا کھانے کے بعد جب داؤد نے دادو وغیرہ کو چلنے کا کہا تو حمزہ نے یہ کہہ کر اسے روک لیا کہ ابھی کہاں ابھی تو سب ساتھ مل بیٹھ کر محفل سجائیں گے۔داؤد نے اتنی کوشش کی تھی لیکن حمزہ نے اسکی ایک نہیں مانی تھی اور اب سب لان میں گھاس پر کشن رکھے درمیان میں لکڑیوں میں لگی آگ کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ایک خوبصورت سابون فائیر کا ماحول بنا سب اس رات کا حصہ لگ رہے تھے۔گھر کے بڑے اندر ہی تھے جبکہ باقی سب باہر عالیہ اور عرفان ایک ساتھ بیٹھے تھے ان کے ساتھ مہر موسیٰ کو اپنی گود میں لئے بیٹھی تھی اور ان کے سامنے حمزہ ہاتھوں میں گٹار پکڑے بیٹھا تھا اسکی بائیں طرف داؤد اور دائیں طرف سارہ موجود تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" چلو پھر انتاکشری ہو جائے "حمزہ نے جوش سے کہا تھا۔

" ناں بورنگ ہے "عالیہ نے کہا۔

" تو پھر کیا؟ "عرفان نے عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" امم ہمممم!!!!!سب اپنے دل کی بات ایک گانا گنگنا کر بتائیں گے "عالیہ نے گھٹنوں پر تھوڑی رکھے سوچتے ہوئے بتایا۔

" ایک ہی بات تھی بیگم "عرفان نے کہا۔

" جی نہیں بہت فرق ہے "عالیہ نے اترا کر کہا۔

" چلیں پھر آپ ہی شروع کریں نا، ہمیں بھی زرا پتا چلے آپ کے دل کی بات "حمزہ نے عالیہ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

" بد تمیز!"عالیہ نے اسے گھورا تو سب ہی ہنس دیے۔پھر عالیہ نے ایک خوبصورت گانا گنگنا کر اپنے دل کی بات کہی تو عرفان نے بھی اس کے جواب میں کشور کمار کا ایک گانا سنایا۔حمزہ نے ساتھ ساتھ گٹار بجا کر مزید ان کو نکھارا تھا۔اس کے بعد حمزہ نے بھی آنکھیں بند کیے ایک خوبصورت گیت گایا تو سب نے اسے ہانیہ کے نام سے کتنی ہی دیر چھیڑا تھا۔

" چلو سارہ اب تمہاری باری" عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا سارہ کو تھا پر دیکھ داؤد کو رہی تھی۔ جو سپاٹ چہرہ لئے بے دلی سے یہاں بیٹھا تھا۔ عالیہ نے شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ سر کو جنبش دی۔

" عشق میں جب جی گھبرایا
دوریاں دل سہہ نہیں پایا
کتنی دیوانی ہو گئی میں کچھ سمجھ نا آیا
عشق میں جب جی گھبرایا
دوریاں دل سہہ نہیں پایا"

" ساجن ساجن ساجن۔۔۔۔۔۔۔ساجن"

" عشق میں جینا ہے
عشق میں مرنا ہے

عشق بنا اب تو کچھ نہیں کرنا ہے
دنیا والوں سے اب نہیں ڈرنا ہے
میری ہر دھڑکن میں عشق سمایا"

" ساجن ساجن ساجن۔۔۔۔۔۔ساجن"

سارہ نے گایا تو داؤد نے اسی گانے کے بول آگے خود گنگنائے۔

" عشق نہیں آسان
عشق بڑا مشکل
عشق کے راہی کو ملتی نہیں منزل
عشق میں کچھ بھی تو ہوتا نہیں حاصل
عشق ہے کیا اس عشق کو کوئی سمجھ نہیں پایا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

داؤد نے ختم کیا تو سب نے ہوٹنگ شروع کر دی اور تالیاں بجائیں۔سارہ بھی مسکرا رہی تھی۔اس نے پہلی بار داؤد کو ایسے دیکھا تھا۔مہر نے اپنے نیچے رکھے کشن کو ایک ہاتھ سے سختی سے دبو چا ہوا تھا۔دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔اسکی آواز میں یہ بول گاتے ہوئے کتنا درد تھا۔

" واہ واہ سالے صاحب کیا بات ہے آپکی" یہ آواز عرفان کی تھی۔

" داؤد آج تو تم نے سب کو سرپرائز کر دیا ورنہ مجھے لگا تمہاری منتیں کرنے پڑیں گی تب جا کے تم مانو گے لیکن کیا بات ہے میرے بھائی ابھی سے۔۔۔۔۔۔" عالیہ نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔

" بھئی کمال کا گایا تم دونوں نے" حمزہ نے بھی تعریف کی۔سارہ خوش تھی بہت اور داؤد بس سب کو سن رہا تھا بنا کسی تاثر کے۔

" چلو اب کس کی باری ہے؟؟" عرفان نے پوچھا۔

"مہر کی" عالیہ نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔میں نہیں" مہر نے اپنا نام سنا تو فوراً انکار کیا۔

"مہر تم انکار کر رہی ہو؟" سارہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیوں کہ وہ جانتی تھی مہر کو ان سب کا کتنا شوق ہے۔

"کم اون مہر" حمزہ نے بھی اسے چیر اپ کیا۔ مہر نے موسیٰ کو گود سے اتار کر ساتھ رکھے کشن پر بٹھایا اور خود وہاں سے اٹھ کر جانا چاہا لیکن عالیہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مہر چلو بیٹھو یہاں" عالیہ نے اسکا ہاتھ کھینچ کر واپس بٹھایا۔ موسیٰ ہاتھ میں پکڑے فون پر گیم کھیلتا مہر کی گود میں سر رکھ وہیں لیٹ گیا۔

"دیکھو میرا بیٹے نے بھی تمہاری فرار کی راہیں بند کر دیں ہیں" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ داؤد اسی طرح گھاس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا لیکن سن وہ سب رہا تھا۔ مہر آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی سب اب منتظر تھے تبھی مہر نے گانا شروع کیا۔

"

قسم کی قسم ہے قسم سے

ہم کو پیار ہے صرف تم سے

اب یہ پیار نا ہو گا پھر ہم سے

قسم کی قسم ہے قسم سے

ہم کو پیار ہے صرف تم سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لوگ کہتے ہیں پاگل ہوں میں یہ بھی نہ جانوں

دل لٹایا ہے میں نے اب کسی کی نا مانوں

چین دیکر کے میں نے بے چینیاں یہ لیں ہیں

نیندیں اڑا کر میں نے تم سے وفائیں کی ہیں

قسم کی قسم ہے قسم سے

جی رہے تھے ہم تیرے دم سے"

سب ہی مہر کی خوبصورت آواز کے سحر میں کھوئے ہوئے تھے۔داؤد نے جو خود سے کہا تھا وہ اسے دیکھے گا نہیں اس نے اسکی آواز سنتے ہی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر وقت جیسے تھم گیا تھا آس پاس سب غائب ہو گیا۔آگ کے اس پار سیاہ لباس میں ملبوس آنکھیں جھکائے بیٹھی وہ شاید اپنے دل کی بات کہہ رہی تھی اور داؤد ابراہیم کا دل ایک بار پھر اس سے بے وفائی کر گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|...

****

داؤد اپنے بیڈ پر لیٹا مہر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔کیا وہ سب اپنے دل کی بات کہہ رہی تھی۔اگر اسے مجھ سے محبت تھی تو وہ کیوں یہ سب کر رہی تھی یا اسے داؤد ابراہیم سے زیادہ سارہ جیند سے محبت تھی جو وہ اتنی بڑی قربانی دے رہی تھی۔ایسی مختلف سوچیں دماغ میں آ رہی تھیں۔مہر نے جو اس کے ساتھ کیا وہ آج رات کے بعد وہ پھر بھول چکا تھا۔اس کا دل ایک باد پھر موم ہو گیا تھا شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔ محبوب آپکو چاہے جتنی مرضی تکلیف دے اسکا ہر ستم عاشق معاف کر دیتا ہے۔

****

سارہ اپنے کمرے میں موجود صوفے پر ٹیک لگائے کوئی انگلش ناول پڑھ رہی تھی۔ جب اس کے خیالوں میں وہ منظر رونما ہوا جب داؤد وہی گانا گنگنا رہا تھا جو اس نے گایا تھا۔ سارہ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ دوبارہ وہ کتاب کی طرف متوجہ ہوتی کہ وہ بول جو داؤد نے گائے تھے وہ یاد آئے۔ گیم کی تھیم تھی دل کی بات گا کر بتانی تھی پھر داؤد نے وہ بول کیوں گائے تھے؟ وہ کچھ اور یا کوئی اور گانا بھی گا سکتا تھا۔ کیا وہ داؤد کی دل کی بات تھی؟ ایک دم سارہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔

" میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہوں" سارہ بڑبڑائی اور کتاب بند کر کے سونے کی تیاری کرنے لگی۔

****

مہر اپنے بیڈ پر گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی تھی۔دل میں ڈھیروں اداسی تھی وہ داؤد سے کب اتنی محبت کرنے لگی تھی اسے خود پتا نہیں چلا تھا۔وہ یہ سب سارہ کی خوشی کیلئے کر رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی اسکا دل ٹوٹ جائے اور وہ بھی تو داؤد سے اتنی زیادہ محبت کرتی ہے شاید مجھ سے بھی زیادہ۔

" لیکن داؤد وہ تو سارہ سے محبت نہیں کرتے پھر تم کیوں اتنی تکلیف دے رہی ہو انھیں "دل کے کسی کونے سے یہ آواز آئی۔

" مم۔۔۔۔۔۔۔میں انھیں کوئی تکلیف نہیں دے رہی۔۔۔۔۔۔میں بس اتنا جانتی ہوں سارہ میرے لئے بہت خاص ہے اور میں اسے یہ دکھ کبھی سہنے نہیں دوں گی"مہر نے اپنے دل کی آواز کو دبا دیا۔

****

~خوابوں کے چاند ڈھل گئے تاروں کے دم نکل گئے

پھولوں کے ہاتھ جل گئے کیسے یہ آفتاب تھے~

اگلی صبح مطلع صاف تھا۔سورج بھی مکمل روشن تھا۔گیارہ بجے کے قریب مہر سو کر اٹھی تو فریش ہو کر وہ تیار ہوئی۔آج اسے علی سے ملنے جانا تھا اتنے دنوں سے اس سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی اور یقیناً وہ بہت ناراض تھا تبھی اس دن کے بعد سے اس نے نا کوئی کال اور نا کوئی میسج کیا تھا۔مہر نیچے آئی تو رخسانہ بیگم فرزانہ کے سر پر کھڑی اس سے کام کروا رہی تھیں۔

" ماں میرا ناشتہ "مہر نے کہا تو وہ اسکی آواز پر مڑیں اور اسے دیکھ کر مسکرائیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" میں خود اپنے ہاتھوں سے بناتی ہوں ناشتہ اپنی پری کیلئے "انھوں نے اپنے لہجے میں ڈھیروں پیار سمو کر کہا تو مہر کو یقین نہیں آیا کیونکہ وہ ہمیشہ اسے ڈانٹتی تھیں کہ لیٹ سو کر اٹھتی ہو تو کم سے کم اپنا ناشتہ خود بنا کر کھا لیا کرو اور آج مہر تو حیران ہی رہ گئی۔

" کیا ہوا اماں یہ سورج آج کہاں سے نکلا ہے؟"مہر نے رخسانہ کو شانوں سے تھام کر پوچھا تو وہ ہنس دیں۔

" پگلی ناہو تو، آؤ بیٹھو میں تمہارا ناشتہ لاتی ہوں "

" ہمم کچھ تو چکر ضرور ہے "مہر نے رخسانہ بیگم کی پشت کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

****

" ہاں بولو مہر "فون کان سے لگائے علی مہر سے بات کر رہا تھا۔

" تم بدتمیز خود کو کیا سمجھتے ہو ہاں، کب سے کالز کر رہی ہوں "مہر نے اسے ڈانٹنا چاہا۔

" ہاں تو جب میں کر رہا تھا تب تم بھی نہیں اٹھاتی تھی "

" تم ناراض ہو؟ "

" ہاں ہوں "

" اچھا چلو مجھے منانے کا موقع تو دو، میں گھر آ رہی ہوں تم سے ملنے "

" گھر ابھی؟؟؟ میرا مطلب ہے آج " علی نے حیرت سے پوچھا کیونکہ آج تو مام اور ڈیڈ مہر کا ہاتھ مانگنے جا رہے تھے پھوپھو کی طرف۔

" کیوں آج کیا تکلیف ہے؟ "

" یار وہ۔۔۔۔۔۔ آج تو " علی کو سمجھ نہیں آیا کیسے کہے۔

" علی سیدھے سیدھے بولو گے " مہر کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

" آآ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں، ایسا کرتے ہیں گھر پر نہیں کہیں باہر ملتے ہیں "

" چلو ٹھیک ہے میں میسج کر کے بتاتی ہوں کہ کہاں ملنا ہے " مہر نے کہہ کر فون رکھا۔

****

مہر بہت مشکلوں سے رخسانہ بیگم سے اجازت لے کر باہر نکلی تھی۔ابھی وہ گاڑی میں بیٹھی خان بابا کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں جا رہی تھی جب اسکا فون بجا۔کال سارہ کی تھی مہر نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کال ریسیو کی تھی۔

"مہر کہاں ہو یار میں تمھے لینے آ رہی ہوں "سارہ نے فوراً سے کہا۔

"کیوں ؟"مہر نے پوچھا۔

"یار وہ ممانی کی کال آئی تھی وہ کہہ رہی تھیں میں خود اپنی پسند سے نکاح کا جوڑا لے آؤں۔۔۔۔۔اور تمھے تو پتا ہے میں اکیلے شاپنگ کرنے جاتی نہیں اس لئے تم میرے ساتھ چلو"مہر نکاح کا سن کر پھر سے دکھی ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" سارہ میں آج زرا بیا سے ملنے آئی ہوں۔۔۔۔۔شادی کے بعد سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، ہم پھر کبھی چلیں گے "مہر نے بہانہ گھڑا۔

" مہر یہ کیا بات ہوئی پیچھے دن ہی کتنے رہ گئے ہیں "سارہ افسردگی سے بولی۔

" ہاں میں جانتی ہوں دن کم ہیں۔۔۔لیکن آج ممکن نہیں تم پھوپھو کے ساتھ چلی جاؤ "

" او کے ٹھیک ہے آج تو جانے دے رہی ہوں لیکن اگلی بار تم کوئی بہانہ نہیں بنا سکتی " سارہ نے خبر دار کیا۔

" میں آج بھی کوئی بہانہ نہیں بنا رہی ایسے اچھا نہیں لگتا میں نے اسے ملنے کیلئے بلا لیا ہے اور میں یہاں پہنچ بھی گئی ہوں۔۔۔۔۔میں بعد میں کال کروں گی "مہر جلدی سے کہہ کر فون رکھا اور پھر خان بابا سے مخاطب ہوئی۔

" خان بابا آپ رکیں واپس اگر میں نے آپ کے ساتھ جانا ہو گا تو آپکو بتا دوں گی "

" جی بیٹا جی آپ مجھے بتا دیجیے گا میں یہ ہی باہر گاڑی میں ہوں "

****

" تم نے یہاں اپنی یہ اداس شکل دیکھانے کیلیئے بلایا ہے" علی نے اسکی اتری ہوئی شکل دیکھ کر شرارت سے کہا تھا۔اسے محسوس ہو رہا تھا وہ پریشان ہے۔

" نہیں الو!! تم ناراض تھے اس لئے تمھے منانے آئی ہوں" مہر نے اپنے موڈ کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

" چلو منانا ہی ہے تو اچھا سے کھانا کھلا دو کے اس مہنگے ریسوڑرنٹ میں پانی پی کر واپس جانے کا ارادہ ہے" مہر اسکی بات سے ہلکا سی ہنسی تھی۔پھر دونوں نے کھانا آرڈر کرنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

داؤد اپنے کسی بزنس لنچ کیلیۓ آیا ہوا تھا۔کلائنٹ کے ساتھ لنچ کرنے کے بعد جب وہ واپس جانے لگا تو اسکی نظر ایک ٹیبل پر پڑی جہاں مہر علی کے ساتھ موجود تھی۔ علی نے مہر کو ہنسانے کیلیۓ اپنا کوئی کینیڈا کا قصہ سنایا جسے سن کر مہر بے تحاشہ ہنسی تھی اور داؤد ابراہیم کو یہ منظر ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ علی نے مہر کے چہرے پر آئی لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا تو داؤد کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا شدت جذبات سے داؤد کا چہرہ سرخ ہوا اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔اس سے پہلے کے وہ انکی طرف بڑھتا داؤد کے ساتھ آئی اسکی سیکرٹری نے اسے مخاطب کیا۔ناچاہتے ہوۓ بھی داؤد کو وہاں سے جانا پڑا لیکن جانے سے پہلے وہ مہر کے سامنے سے گزرتے ہوۓ اسے اپنی انگارا برساتی آنکھوں سے گھورا تھا۔مہر کی نظر جب داؤد پر پڑی تو پہلے تو اسے یہاں دیکھ کر چونک گئی لیکن پھر اسکی نظروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

" کیاہوا؟" علی نے اس ایسے اچانک کھڑے دیکھ پوچھاتو وہ دوبارہ بیٹھ گئی لیکن اسکی نظروں نے تب تک داؤد کا پیچھا کیا تھا جب تک وہ وہاں سے نکل نہیں گیا تھا۔

" انھیں کیاہوا" مہر خود سے بڑبڑائی۔

" ہیلو سنووائٹ کدھر؟" علی نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر اسے ہوش دلانہ چاہا۔

" کچھ نہیں" مہر نے خود کو ریلیکس کرنے کیلیئے گلاس میں پڑا پانی اٹھا کر پیا۔

" وہ کون تھا جسے دیکھ رہی تھی" علی نے بھی اس طرف دیکھا تھا جہاں مہر دیکھ رہی تھی کیونکہ داؤد کی پشت تھی اس لیے علی پہچان نہیں پایا۔

" کوئی بھی تو نہیں تھا، اچھا اب میں چلوں" مہر نے اپنا فون اٹھایا اور کھڑی ہوئی۔

" سنو مجھے تمھے کچھ بتانا تھا" علی کی بات مکمل ہونے سے پہلے مہر بول پڑی۔

" بہت دیر ہو گئی ہے علی مجھے ڈانٹ پڑ جائے گی، تم نے جو بھی بات کرنی ہے کال پر بتا دینا" وہ جلدی میں کہہ کر باہر جانے کیلئے مڑی۔

" اچھا سنو میں ڈراپ کر دیتا ہوں راستے میں بات کرلوں گا" اس نے اسکے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔

" یار خان بابا ہیں باہر۔۔۔اوکے بائے" مہر باہر نکلی تو غیر ارادی طور پر اس نے اسے تلاش کرنا چاہا لیکن وہ کب کا جا چکا تھا۔

****

شام کو داؤد جب گھر پہنچا تو مہر کے ماموں ممانی آئے ہوئے تھے۔داؤد وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا لیکن ایسا ناممکن تھا ان سے سلام دعا کے بعد داؤد وہیں حفصہ بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔داؤد کا ارادہ تھوڑی دیر وہاں رک کر اپنے کمرے میں جانے کا تھا۔

" تو پھر بھائی صاحب مہر آج سے ہماری بیٹی ہوئی" شگفتہ نے بیگم نے سکندر صاحب کو مخاطب کیا۔داؤد کے آنے سے پہلے وہ یہ بات کر چکی تھیں۔سکندر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا تھا باقی سب کو اس رشتے سے خوشی ہوئی تھی۔

" جی کیوں نہیں آپ ہی کی بیٹی ہے لیکن میں ایک بار مہر سے بھی پوچھنا چاہوں گا" سکندر صاحب نے انکا مان بھی رکھا تھا اور اپنی خواہش بھی ظاہر کی تھی۔داؤد نا سمجھی سے انکی گفتگو سن رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہاں ضرور کیوں نہیں مہر کی رضامندی زیادہ ضروری ہے آخر زندگی ان دونوں نے گزارنی ہے،ہم تو علی سے پوچھ کر اسکی ہاں کے بعد ہی آئے ہیں" شگفتہ بیگم نے دھیمی مسکراہٹ سے کہا۔

" اور مہر کی طرف سے بھی ہاں ہی ہو گی ہمیں اپنی بچی پر بھروسہ ہے" جب حفصہ بیگم نے کہا تو داؤد کو بات سمجھ میں آئی اور ایک دم سے داؤد کو ہوا میں آکسیجن کی کمی محسوس

ہوئی اسے لگا اسے صحیح سے سانس نہیں آ رہی۔ وہ وہاں سے اٹھا تھا اور تیزی سے وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اپنے کمرے میں آ کر داؤد نے ٹائی نکال کر پھینکی تھی۔ داؤد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سب تہس نہس کر دے۔ لیکن پھر دل نے کہا وہ ہاں نہیں کرے گی وہ انکار کر دے گی۔ دل میں ایک امید جاگی تھی۔ داؤد نے خود کو ریلیکس کرنے کیلئے ایک لمبی سانس اندر کھینچی تھی۔ سب ٹھیک ہو سکتا ہے ابھی بھی وقت تھا اسے یقین تھا مہر ہاں نہیں کرے گی۔

****

رات کھانے کی میز پر سبھی گھر والے موجود تھے سوائے داؤد کے۔ مہر کے ماموں ممانی جا چکے تھے۔

" ارے یہ داؤد نہیں آیا کھانے پر " سکندر صاحب نے پوچھا۔

" اس کے سر میں درد تھا کہہ رہا تھا ابھی صرف چائے لوں گا رات کو اگر بھوک لگے گی تو کھالے گا" آمنہ بیگم نے بتایا تو مہر کو ریسٹورنٹ میں اسکا اسے غصے سے دیکھنا یاد آیا۔ مہر نے جھر جھری لی اور دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کھانا کھانے کے بعد مہر اپنے کمرے میں اپنا فون لئے بیٹھی تھی جب رخسانہ بیگم اس کے کمرے میں آئیں۔ وہ آکر اس کے پاس بیٹھیں تو مہر نے انکو دیکھ کر اپنا فون رکھ دیا پھر اپنا سر انکی گود میں رکھ کر لیٹ گئی۔ رخسانہ بیگم مسکرا کر اس کے بال سہلانے لگیں۔

" مہر کچھ مانگوں گی تم سے تو دو گی" رخسانہ بیگم نے بڑے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔

" اچھا تو صبح سے اس لئے اتنا پیار نچھاور ہو رہا تھا مجھ پر" مہر بند آنکھوں سے بولی۔

" جی نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم میری ایک لوتی اولاد ہو مجھے تم سے نہیں محبت ہو گی تو کس سے ہو گی" انھوں نے اسکی بات پر خفگی سے کہا۔

" او ہو ماں جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں آپ صرف میری بھلائی کیلیئے مجھے ڈانٹتی ہیں "مہر نے ان کے خفا چہرے کو دیکھ کر فوراً اٹھ بیٹھی۔انھوں نے اسکی پیشانی چومی تھی۔

" مہر تمہارے ماموں نے علی کیلیئے تمہارا ہاتھ منگا ہے، تمہارے بابا کو اور مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن تماری رضامندی بہت معنی رکھتی ہے "انھوں نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا جہاں حیرت ہی حیرت تھی۔

" ماں میں اور علی "مہر بے یقینی سے پھٹی آنکھوں سے بولی۔

" ہاں تم اور علی "انھوں نے بھی دوبدو جواب دیا۔

" لیکن میں کیسے۔۔۔۔۔۔۔شادی۔۔۔۔۔میں "اسکی بات پوری بھی ناہوئی تھی کہ وہ بیچ میں ہی بول پڑیں۔

" مہر مجھے اس رشتے سے بہت تسلی رہے گی کہ تم اپنے ماموں کے گھر گئی ہو تماری طرف سے جو ایک فکر لاحق تھی مجھے وہ اب ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔تمھے وہاں کبھی کوئی تنگی اور پریشانی نہیں رہے گی اور میرے لئے اس سے بڑی سکون کی کوئی بات نا ہو گی۔۔۔۔۔پلیز مہر انکار مت کرنا" انھوں نے التجا کی تھی۔

" ماں میرے لیے یہ مشکل ہے" مہر کو ایک دم سب کچھ بوجھل لگنے لگا یہ اسکی زندگی میں کیا ہو رہا تھا۔کچھ دن پہلے تک وہ کتنی خوش تھی اور اب۔

" مہر کیوں مشکل ہے" انھوں نے اس کے چہرے کو کھوجتی نگاہوں سے دیکھا۔مہر اب گہری سوچ میں گھم لگتی تھی۔پھر ایک منٹ بعد اس نے اپنی ماں کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔وہ اداسی سے مسکرائی۔

" جیسا آپ لوگ ٹھیک سمجھیں" مہر نے انکے ہاتھ تھامتے ہوئے انکو شاید سب سے بڑی خوشی دی تھی۔

****

اگلے دن غازی ہاؤس میں جیسے خوشی کا سما تھا۔دوپہر کا وقت تھا خواتین سب لاونج میں براجمان تھیں۔اور شادی اور نکاح کی تیاری کیلیۓ لسٹ تیار کی جارہی تھی۔سکندر صاحب کسی کام سے باہر گئے تھے۔داؤد آج آفس نہیں گیا تھا۔ناشتہ بھی اس نے اپنے کمرے میں کیا تھا۔مہر بھی ناشتہ کرنے کے بعد سے اپنے کمرے میں ہی تھی۔شگفتہ بیگم کو کال کر کے مہر کی ہاں کا بتا دیا گیا تھا۔علی کو مہر کی ہاں کا علم ہوا تو وہ تھوڑا ریلیکس ہوا اسے ڈر تھا کہ مہر کا اس رشتے والی بات کا ریکشن کیسا ہو گا۔اسی سلسلے میں وہ کل اس سے بات بھی کرنا چاہتا تھا لیکن موقع نا مل سکا۔

مہر کے کمرے میں جھانکیں تو وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی دکھی نظر آرہی تھی۔اس نے علی کیلیۓ ہاں کی کیونکہ وہ اپنی ماں کو خوش دیکھنا چاہتی تھی ویسے بھی کبھی نا کبھی تو شادی کرنی تھی۔اب یہ فیصلہ کر ہی لیا تھا تو اس پر قائم رہنے کیلیۓ اسے خود کو مضبوط بھی بنانا تھا۔

****

داؤد کے کمرے میں جائیں تو وہ بے چین نظر آتا تھا ویسے تو سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا لیکن سوچ کے سارے دھاگے مہر کی طرف تھے۔اسے مہر کے جواب کا انتظار تھا۔آج وہ آفس بھی نہیں جاسکا تھا کہ کہیں اس کے جانے سے پیچھے سے کچھ ایسا نا ہو جائے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔اس نے سوچ لیا تھا اگر مہر نے انکار کیا تو وہ اس سے وجہ پوچھے گا اور اس کا دل کہہ رہا تھا وہ اس سے محبت کرتی ہے وہ اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔لیکن اگر۔۔۔۔۔۔۔اس اگر پر آکر داؤد کا دل ڈوب جاتا تھا اس نے ہاں کر دی تو۔۔۔۔تو وہ کیا کرے گا۔اس وقت داؤد یہ بھول چکا تھا کہ وہ سارہ سے نکاح کیلئے ہاں کر چکا ہے اور کچھ ہی دن بعد اسکا اور سارہ کا نکاح ہے، یاد تھا اور ہے تو وہ یہ کہ مہر کسی اور کی نہیں ہو سکتی باقی سب وہ فراموش کر چکا تھا۔اپنی سوچوں کو جھٹک کر داؤد نے لیپٹاپ بند کیا اور صوفے سے اٹھ کر وہ اپنے کمرے سے نکلا۔کمرے سے نکل کر داؤد نیچے آیا تو ہر طرف چہل پہل سی تھی۔کچھ ملازم مٹھائیوں کے ٹوکرے اٹھا کر لاؤنج میں رکھی شیشے کی میز پر رکھ رہے تھے۔داؤد نے پاس کھڑی رخسانہ بیگم کی طرف دیکھا جو یہ سب رکھوا رہیں تھیں۔

" یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"داؤد نے ان کے پاس جا کر پوچھا۔

" یہ مہر کے ماموں کے گھر سے آیا ہے۔ علی اور مہر کی بات پکی کی خوشی میں" انہوں نے دھیمی مسکان کے ساتھ کہا تھا۔ داؤد کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔

" بات پکی۔۔۔۔۔۔ لیکن مہر۔۔۔۔۔۔ مہر سے پوچھا نہیں آپ لوگوں نے" داؤد نے یہ بات کیسے پوچھی تھی یہ داؤد کا دل ہی جانتا تھا۔

" مہر نے ہاں کر دی ہے تبھی تو یہ سب بھجوایا ہے بھابھی نے" داؤد کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔ وہ ایسے ہی بنا کسی تاثر کے کتنی ہی دیر وہیں کھڑا رہا جبکہ رخسانہ بیگم وہاں سے جا چکی تھیں۔ مہر نے ہاں کر دی ہے۔ داؤد کو بس یہ ہی الفاظ اپنے کانوں میں سنائی دینے لگے اور آس پاس کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

****

مہر نے میسج کر کے بیا اور انعم کو ساری بات بتا دی تھی۔ جس پر دونوں ہی اس سے خفا ہو گئیں۔ دونوں نے ہی اسے سمجھنا چاہا کہ وہ غلط کر رہی ہے لیکن مہر نے کسی کی بھی نہیں سنی اور دونوں کو صاف صاف کہہ دیا تھا اس سے اس بارے میں اب کوئی بات نا کریں۔ اسی بارے میں وہ ابھی بھی ان سے بات کر ہی رہی تھی جب اسکا فون بجا۔ فون کرنے والا علی تھا۔ مہر نے ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹھالی تھی۔

" ہیلو! سنو وائٹ۔۔۔" علی نے مہر کے فون اٹھاتے ہی کہا۔

" ہاں "مہر بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

" سنو وائٹ۔۔۔۔۔۔مہر تم۔۔۔۔۔۔جو کچھ ہو رہا ہے۔۔۔۔آئی مین تماری اور میری شادی۔۔۔۔۔"علی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے بات کرے اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ ایسے جھجک رہا تھا کیونکہ کبھی سوچا نہیں تھا جس سے بچپن سے ایک دوستی کا رشتہ تھا وہ اب ایسے بدلنے جا رہا تھا۔

" علی میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی"

" مہر میں بس یہ جاننا چاہتا تھا تم خوش تو ہو نا، میرا مطلب تم راضی ہو نا دل سے"

" علی میں نے ہاں کی ہے تو ظاہر ہے مجھے کوئی دقت نہیں اس رشتے سے اور رہی بات خوشی کی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا "مہر بے دلی سے بولی۔

" کیا مطلب ؟"

" کچھ۔۔۔۔۔۔"مہر بات کر رہی تھی جب کوئی اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر داخل ہوا اور آنے والا داؤد تھا۔

مہر شاکڈ سی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔فون کی دوسری طرف علی اس کے ایک دم چپ ہونے پر مہر مہر پکار رہا تھا۔داؤد نے بھی فون کے سپیکر سے آنے والی علی کی آواز پہچان لی تھی۔اس لیے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے فون چھینا اور کال کاٹ کر

فون اوف کر کے بیڈ پر اچھال دیا۔داؤد کے کڑے تیور دیکھ کر ایک پل کو تو مہر کو اس سے خوف آیا تھا۔داؤد نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے تھام کر کھڑا کیا تھا۔داؤد کی گرفت میں سختی تھی۔

"کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو تم ہاں؟" داؤد دبا دبا سا غرایا تھا۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب؟؟ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اس لڑکے کیلئے ہاں کرنے کی؟؟ تم۔۔۔۔۔۔۔مہر تم مجھے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔تم ہاں نہیں کرو گی۔۔۔۔۔۔۔لیکن تم۔۔۔۔۔۔" داؤد نے خونخوار نظروں سے مہر کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں خوف لئے کھڑی تھی۔

"یہ پل پل تڑپا تڑپا کر کیوں مارتی ہو مجھے۔۔۔۔۔۔۔ایک ہی بار میری جان کیوں نہیں لے لیتی" داؤد نے سر سراتے لہجے میں اتنی جان لیوا بات کہی تو مہر کی آنکھوں سے آشک بہہ نکلے۔وہ سفاک بنا ہوا تھا اور اسکے یہ الفاظ مہر کے دل میں قیامت برپا کر گئے۔مہر نے اپنی سسکی روکنے کیلئے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے۔داؤد نے اس کی لباب پانیوں سے بھری آنکھیں دیکھیں تو فوراً اپنی گرفت سے آزاد کیا۔داؤد کو اسکی خاموشی مار رہی تھی۔اسے لگا وہ کچھ کہے گی کوئی وضاحت لیکن وہ کچھ نہیں بولی،وہ نا محسوس انداز میں اپنے قدم واپس پیچھے کی جانب لینے لگا۔

" تم نے آج داؤد ابراہیم کو ہرا دیا مہر۔۔۔۔۔۔۔تم نے میرے جینے کی وجہ چھین لی۔۔۔۔۔۔تم نے مجھے مار دیا ہے آج۔" وہ شدت غم سے کہتا اس کے کمرے سے نکل گیا۔

اور مہر وہیں بیٹھتی چلی گئی، اشک اب اس کے سرخ رخساروں پر پھسل آئے تھے۔ داؤد کے کہے الفاظ اسکی جان نکال گئے تھے وہ وہیں بیٹھی کتنی ہی دیر روتی بلکتی رہی تھی۔

****

اگلے دن صبح ایک ضروری کام کے سلسلے میں داؤد لاہور جا چکا تھا۔ یہ بات تو اس نے گھر بتائی تھی لیکن در حقیقت میں وہ اس سب سے فلحال فرار چاہتا تھا۔ حمزہ کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں بس کچھ ہی دن رہ گئے تھے۔ مہر کی طبیعت کل رات سے ہی تھوڑی ناساز تھی۔ رخسانہ بیگم اس کے پاس کمرے میں موجود اسکو سوپ پلا رہیں تھیں۔ وہ کافی نڈھال اور کمزور نظر آ رہی تھی، زیادہ دیر روتے رہنے کی وجہ سے آنکھیں بھی سوجی ہوئی تھیں۔

" مہر کیا ہوا ہے تمھے میری بچی کل تک تو تم ٹھیک تھی یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی ایک ہی رات میں" رخسانہ بیگم نے سوپ کا باول سائڈ ٹیبل پر رکھا اور فکر مندی سے

گویا ہوئیں۔

" ٹھیک ہوں ماں ڈاکٹر نے بتایا تو ہے سردی لگ گئی ہے مجھے بس" وہ دھیمی مسکان ہونٹوں پر سجائے ان سے بولی۔

" ہاں لیکن تمہاری آنکھیں۔۔۔۔تم پریشان ہو۔۔۔۔اس رشتے کی وجہ سے تو نہیں کہیں" انھوں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

" ماں ایسا نہیں ہے، آپ پریشان مت ہوں" مہر نے انھیں مطمئن کرنا چاہا۔

" اچھا چلو یہ میڈیسن کھاؤ اور آرام کرنا ہے اب تم مجھے نظر نہیں آؤ فون پر" انھوں نے تاکید کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

تین دن بعد داؤد واپس اسلام آباد آچکا تھا۔ مہر کی طبیعت بھی اب پہلے سے بہتر تھی۔ سارہ بھی مہر سے آکر مل چکی تھی۔ وہ اس سے خفا بھی تھی کیونکہ وہ اس کے ساتھ مل کر نکاح کا جوڑا لینا چاہتی تھی جو کہ اب اسے اکیلے جا کر ہی لینا پڑا تھا۔ سارہ کی ساری تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ شام کو داؤد آفس سے آیا تھکا ہارا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ فرزانہ نے اسے پانی کا گلاس دیا جب سارہ سامنے دروازے سے اندر آتی ہوئی دیکھی۔

"اسلام و علیکم !" سارہ نے کہا تو داؤد نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔

"باقی سب نظر نہیں آرہے" سارہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"امی تو دادو کے ساتھ ڈاکٹر پر گئی ہیں، اور میں ابھی آفس سے آیا ہوں مجھے بھی نہیں معلوم" داؤد نے پانی پی کر گلاس سامنے میز پر رکھا۔

"وہ رخسانہ بھا جی بھائی سکندر کے ساتھ اپنے بھائی کے گھر گئیں ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے" فرزانہ نے انکو بتایا۔

"اور مہر؟" سارہ نے مہر کا پوچھا۔ مہر کے نام پر داؤد نے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔

"جی وہ اوپر ہی ہیں اپنے کمرے میں" فرزانہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ سارہ نے داؤد کو دیکھا جو سامنے رکھی میز کو گھور رہا تھا۔

"میں وہ دراصل مہر سے ہی ملنے آئی تھی۔ مجھے اسے اپنے ساتھ لے جانا تھا۔ اسکی طبیعت بھی نہیں ٹھیک تھی دو دن سے تو میں نے سوچا باہر نکلے گی تو بہتر محسوس کرے گی" سارہ نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔ داؤد جو سنجیدگی سے بیٹھا سارہ کو سن رہا تھا وہ اسکی طبیعت کا سن کر ایک دم پریشان ہوا۔ اس سے پہلے داؤد کچھ پوچھتا یا سارہ کوئی اور بات کرتی مہر کی چیخوں کی آواز پر دونوں ہی متوجہ ہوئے۔ داؤد تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مہر کے کمرے میں گیا تھا اسکی چیخوں کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں۔

وہ واشروم کے باہر کھڑی پاؤں اوپر نیچے مارتی ہوئی چیخ رہی تھی جب داؤد اس کے پاس گیا اور اس تھما تھا۔

" مہر!! کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو؟" داؤد اس کے چہرے کو تھامے پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

" وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ واشروم میں۔۔۔۔۔۔کاک۔۔۔۔۔۔واشروم میں کاکروچ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مہر ہکلاتے ہوئے داؤد کو بولی۔ اسکا چہرہ کاکروچ کے خوف سے پیلا زرد ہوا پڑا تھا۔

" واٹ؟؟ تم۔۔۔۔۔۔۔اس لیے اتنا چیخ رہی تھی؟۔۔۔پاگل ہو گئی ہو؟؟؟ پتا بھی ہے میں کتنا ڈر گیا تھا۔۔۔۔۔۔مجھے لگا تمھے کچھ۔۔۔۔۔۔مہر۔۔۔۔۔۔۔مجھے لگا۔۔۔اور تم ایک کاکروچ کی وجہ سے چیخ رہی تھی۔۔۔۔" داؤد غصے اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں کہے جا رہا تھا۔

" وہ۔۔۔۔۔۔وہ اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔میں ڈر۔۔۔۔۔" بولتے بولتے مہر کی نظر اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑے وجود پر گئی تو اسکی آنکھیں پتھرا گئیں۔ سارہ نا جانے کب کی کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ مہر نے اپنے چہرے پر رکھے داؤد کے ہاتھوں کو جھٹکا تھا۔ داؤد کو اسکی حرکت پر غصہ آیا لیکن ضبط کر گیا۔ اس نے شعلہ بار نظروں سے مہر کر گھورا تھا۔ پہلے والی پریشانی اور فکر اب کہیں نہیں تھی۔ داؤد واپس جانے کیلیئے پلٹا

تو ایک منٹ کیلئے وہ بھی ساکن رہ گیا۔ وہ تو بھول ہی گیا تھا کہ سارہ بھی یہیں ہے۔ لیکن پھر وہ اس کے پاس سے گزر کر کمرے سے نکل گیا۔

" وہ میں گھبرا گئی تھی "مہر نے سارہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ اپنی طرف سے وہ وضاحت دینا چاہتی تھی لیکن اسے نہیں پتا تھا سارہ نے کیا سنا اور کیا دیکھا۔ سارہ نے مسکرا کر مہر کو دیکھا اور پھر وہاں سے پلٹ گئی۔ اب سارہ کے چہرے پر مسکان نا تھی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ داؤد کے کمرے کے سامنے رک کر وہ کتنی ہی دیر غائب دماغی سے کھڑی رہی۔ یہ بھی یاد نا رہا وہ یہاں کیوں آئی تھی۔ داؤد اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا تھا جب اس کے پیچھے سارہ وہاں آئی۔ داؤد نے اسے مڑ کر دیکھا تو اس کے چہرے پر کئی سوال نظر آئے۔ داؤد نے اس سے رخ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔

" آئی ایم سوری! آئی ایم سوری سارہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب میں مزید اور یہ سب نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔ میں یہ۔۔۔۔۔۔۔ نکاح نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمھے کسی دوکھے میں نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔۔ میں مہر سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ اور میرے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ میں محبت کسی اور سے کروں اور شادی کسی اور سے۔۔۔۔۔۔"داؤد کی باتیں وہ دم سادھے سن رہی تھی۔

" اور مہر۔۔۔۔۔۔ وہ بھی محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن وہ

شاید مجھ سے زیادہ تمھے چاہتی ہے۔۔۔اسی لئے وہ اپنی محبت کو قربان کر رہی ہے۔۔۔۔ صرف تمہارے لئے اس نے مجھے تمھے چننے کو کہا۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہ تمھے کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔۔۔۔ مہر کیلئے یہ آسان ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میرے لئے نہیں ہے۔۔۔۔۔میں اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔۔۔" داؤد نے کہہ کر اپنی آنکھیں میچ لیں۔پھر وہ پلٹا تو سارہ بنا کسی تاثر کے کھڑی تھی۔داؤد اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا لیکن اسے سارہ کیلئے برا بھی لگ رہا تھا۔سارہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔

****

وہ نہیں جانتی تھی وہ گھر کب اور کیسے پہنچی۔اپنے کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کیا اور اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔پھر وہ وہیں نیچے گرنے کے انداز میں بیٹھی۔آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو وہ سسکیوں سے رونے لگی۔اس کا دل ان سب باتوں سے پھٹنے کو تھا۔"میں مہر سے محبت کرتا ہوں" داؤد کے یہ الفاظ بار بار اب اسکے کانوں میں گونجنے لگے تھے۔سارہ نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھے جیسے وہ نہیں سننا چاہتی تھی۔

****

دو دن مزید گزر گئے تھے۔سارہ ان دو دنوں بالکل چپ سی ہو گئی تھی۔گھر میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں۔ان کے گھر میں آج سے ڈھولک بھی شروع تھی۔سارہ کے ددھیال کے کزن کا آنا جانا لگا تھا۔وہ سب میں ہوتے ہوئے بھی سب میں نا تھی۔ عظمیٰ بیگم نے بھی اسکی یہ غائب دماغی کو نوٹ کیا تھا۔اسی سلسلے میں وہ اس سے بات کرنے کیلئے اسے اپنے کمرے میں لے آئیں کیونکہ باہر کافی مہمان موجود تھے۔

" سارہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ؟میں دو دن سے دیکھ رہی ہوں تم کافی گم سم رہنے لگی ہو"انھوں نے اسکی تھوڑی پر ہاتھ رکھے فکر مندی سے پوچھا تھا۔

" میں ٹھیک ہوں امی"سارہ نے اپنا سر جھکا کر کہا تھا وہ انکی آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ نہیں بول سکتی تھی کیونکہ حقیقت تو یہ ہی تھی کہ وہ ٹھیک نہیں تھی۔

" تو پھر ایسے کیوں ہوں جیسے کچھ ہوا ہو۔۔۔۔۔کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔۔پرسوں نکاح ہے تمہارا اور تم ایسے مرجھائی سی لگنے لگی ہو"ان کے نکاح کی بات پر سارہ کو ایک دم کچھ یاد آیا۔

" امی میری بات سنیں"سارہ نے ان کے دونوں ہاتھ تھامے تھے۔انھوں نے سر کو جنبش دے کر اسے بات کرنے کی اجازت دی۔

" میں جو آپ سے کہوں گی، آپ میری بات کو تحمل سے سنیں گی اور سمجھیں گی" سارہ نے تمہید باندھی۔ اور پھر وہ جیسے جیسے عظمیٰ بیگم کو بتاتی گئیں ویسے ویسے ان کے چہرے کے تاثرات بدلتے گئے۔

" سارہ یہ۔۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟ تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو سکتا اب۔۔۔۔۔۔ تمہارے بابا کبھی نہیں مانیں گے" انھوں نے غصے سے کہا تھا۔

" امی میری بات سمجھیں پلیز" سارہ اب انھیں آرام سے اپنی کہی پر ماننے کیلیئے منانے لگی۔

****

عظمیٰ بیگم حمزہ اور سارہ کے ہمراہ غازی ہاؤس میں موجود تھیں۔ انھوں نے جنید اور حمزہ کو جب یہ بات بتائی تو جنید صاحب کافی برہم ہوئے تھے جبکہ حمزہ کو سارہ کے فیصلے پر فخر محسوس ہوا اور ساتھ سارہ کیلیئے دکھ بھی ہوا تھا۔ یہاں اکر انھوں نے سب کے سامنے بھی یہ بات رکھی تھی۔ داؤد بس سر جھکائے بیٹھا تھا باقی سب بھی اس بات سے زیادہ خوش نظر نہیں آ رہے تھے۔ لاونج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی دفعتاً سارہ کی آواز نے خاموشی کو توڑا تھا۔

" میں اوپر مہر کے پاس جارہی ہوں، آپ سب سے مجھے امید ہے آپ اس فیصلے میں میرا ساتھ دیں گے" وہ کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی۔

" عظمیٰ یہ سب کیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ پرسوں نکاح ہے اور اب یہ سب" حفصہ بیگم کی آواز گونجی تھی۔

" امی میں نے بھی کچھ ایسا ہی سارہ سے کہا تھا۔۔۔ لیکن میری بیٹی بہت سمجھ دار ہے، وہ صحیح کہہ رہی ہے بچوں کی خوشی جو ہے وہی ہونا چاہیے اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ ایک دن پہلے یہ سب ہو رہا اور لوگ کیا کہیں گے، لوگوں سے زیادہ ہمیں ہمارے بچوں کی خوشی کا سوچنا چاہیے" انھوں نے مسکرا کر ان کو بات سمجھائی۔ انکی بات سے سب مطمئن نظر آنے لگے تھے۔

****

مہر اور سارہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھی تھیں۔

" مہر تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی" سارہ نے اسے پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔

مہر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

" تم داؤد کو چاہتی ہو اور وہ تمھے" اسکی بات پر مہر نفی میں سر ہلانے لگی۔

" مہر جب دو لوگ ایک دوسرے کو چاہتے ہوں ناتو انھیں ہی ایک ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے کہ تم میرے لئے اپنی محبت کو قربان کرنے چلی ہو۔۔۔۔۔۔اتنا پیار کرتی کو مجھ سے؟" دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

" ارے پگلی جب وہ تم سے محبت کرتا ہے اور تم اس سے تو میں کیسے اس کے ساتھ خوش رہ سکتی ہوں؟۔۔۔۔۔اور ویسے بھی تم جیسی دوست اور بہن کیلئے ایسی کہیں محبتیں میں قربان کر دوں" سارہ نے روتے ہوئے اسے گلے لگا یا۔

" نن۔۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہو سارہ جیسے تم سمجھ رہی ہو۔۔۔۔۔۔"مہر مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے ابھی بھی انکاری تھی۔

" مہر تم کتنی بدھو ہو۔۔۔۔۔۔اب بس سب سے بات کر لی ہے امی نے تمھے یہ سب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

پرسوں نکاح ہو گا ضرور ہو گا۔۔۔۔۔۔لیکن میرا اور داؤد کا نہیں۔۔۔۔۔۔تمہارا اور داؤد کا ہو گا" اس نے مسکراتے ہوئے مہر کو بتایا تو مہر اٹھ کھڑی ہوئی اس نے اپنے آنسو پونچھے۔

" سارہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟ میری طرف سے ایسا کچھ نہیں ہے اور ان کا مجھے نہیں پتا۔۔۔۔۔۔میں ایسا نہیں کروں گی"

" اچھا تو یہ بات میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو وہاں مجھ سے منہ مڑے کیوں کھڑی ہو

"اسکی بات پر مہر نے خود کو کمپوز کیا تھا اور فوراً سارہ کی طرف رخ کیا۔

" لو تمہاری آنکھوں میں دیکھ کر بھی کہہ رہی ہوں۔۔۔۔سارہ مجھے ان سے کوئی محبت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔تم لوگ غلط سمجھ رہے ہو اور شاید تمہیں یاد نہیں میری ہاں علی کے ساتھ ہو چکی ہے۔۔۔۔پلیز تم یہ سب نہیں کرو تمہارا اور انکا ہی نکاح ہو گا"مہر نے سخت لہجے میں اسے کہا تو سارہ بھی اسکے لہجے پر ٹھٹکی تھی۔مہر نے کبھی بھی اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔

****

داؤد اوپر آیا تو سامنے سے سارہ مہر کے کمرے سے باہر آ رہی تھی۔سارہ نے داؤد کو سامنے دیکھا تو اس کے پاس گئی۔

" نیچے کیا بات ہوئی؟"سارہ نے جلدی سے پوچھا۔

" مشکل تھا لیکن مان گئے" داؤد نے سنجیدگی سے کہا۔

" چلو باقی سب تو مان گئے،بس مہر۔۔۔۔۔۔"مہر کے نام پر داؤد نے نگاہیں اٹھا کر اسے کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

" وہ بھی مان جائے گی۔۔۔۔۔۔۔ فکر نہیں کرو ایک دن ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں نے سمجھایا ہے اسے لیکن تمھے تو پتا ہے ناوہ کتنی جذباتی ہے"

" جذباتی نہیں ناسمجھ "داؤد نے ناگواری سے کہا۔اس کے ایسے انداز سے سارہ کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

" میں اب چلتی ہوں "سارہ اس کے پاس زے گزر کر جانے لگی جب داؤد نے اسے پکارا۔

" سارہ مجھے تم سے۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ۔۔۔۔ مم "وہ اپنی بات مکمل کرتا اس سے پہلے ہی سارہ نے اسکی بات کاٹی تھی۔

" داؤد پلیز مجھ سے کچھ نہیں کہنا اب،بہت مشکلوں سے خود کو سنبھالا ہے میں نے۔۔۔۔۔۔ اور تمھے شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس میں تمہاری تو کوئی غلطی نہیں ہے نا۔۔۔۔۔۔۔ بس قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا "وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔داؤد نے ایک نظر سارہ کی پشت کو دیکھا اور پھر مڑ کر مہر کے کمرے کی طرف ایک نظر ڈالی۔

****

دیر رات کو رخسانہ بیگم مہر کے کمرے میں گئی تھیں۔مہر کتنی ہی دیر ان کے گود میں سر رکھے روتی رہی تھی۔انھوں نے اسے بتایا کہ سب تمہارے اور داؤد کے نکاح کیلئے مان گئے ہیں۔لیکن مہر نے انکو صاف انکار کر دیا تھا کہ داؤد سے صرف سارہ نے محبت کی ہے اور وہ اسی کے رہیں گے وہ کبھی بھی داؤد کیلئے نہیں مانے گی۔رخسانہ بیگم بھی مایوس ہو کر جب نیچے آئیں تو کچن کی لائٹ اون دیکھی تو وہ اسی جانب بڑھ گئیں۔ اندر کچن میں داؤد کھڑا کافی بنا رہا تھا۔

" ارے داؤد تم کیوں بنا رہے ہو،لاؤ میں بنا دیتی ہوں "انھوں آگے بڑھ کر اس سے کپ لیا۔داؤد نے بھی انکار نہیں کیا اور وہیں کچن شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

" آپ ابھی تک جگ رہی ہیں "داؤد نے پوچھا۔

" ہاں وہ مہر کے پاس تھی وہیں ٹائم کا پتا نہیں چلا "داؤد کو ان کے چہرے پر پریشانی صاف نظر آ رہی تھی۔

" آپ کو میرے اور مہر کے نکاح والی بات بری تو نہیں لگی "داؤد نے انکی پریشانی کا باعث یہ ہی لگا کہ شاید وہ اپنے بھائی کے بیٹے سے مہر کو بیاہنا چاہیں۔

" نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے "انھوں نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

" آپ کے بھائی کے بیٹے سے بات طے تھی آپ پریشان بھی دکھ رہی ہیں۔۔۔۔۔تو مجھے لگا"

" ارے نہیں تم نے کیوں ایسے سوچا۔۔۔ علی سے بڑھ کر ہو تم میرے لئے۔۔۔۔۔۔میں اس لئے نہیں پریشان۔۔۔وہ تو مہر کی وجہ سے ہوں، بیٹا وہ تم سے نکاح کیلئے مان ہی نہیں رہی، ضد لگا کہ بیٹھی ہے۔۔۔۔۔۔مجھے تو اس لڑکی کی کچھ سمجھ نہیں آتی "انھوں نے تیار کافی کا کپ داؤد کو پکڑایا۔ان کی بات پر شدید غصے کی لہر داؤد کی اندر ا ٹھی تھی۔ لیکن اپنے غصے کو ضبط کیے داؤد نے انھیں کہا کہ وہ فکر نہیں کریں اور جا کر سو جائیں۔

****

وہ اپنا فون چارجنگ پر لگا رہی تھی۔جب داؤد اسکے کمرے میں آیا۔اپنے کمرے میں رات کے اس وقت داؤد کو دیکھ کر وہ تھوڑا گھبرا گئی۔

" آآپ۔۔۔۔۔۔۔اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں "مہر نے بلند آواز میں کہا تھا البتہ دل اندر سے سہما ہوا تھا۔

" میں نے سنا ہے تم مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی "داؤد نے دانت پیستے ہوئے استفسار کیا۔

" جج۔۔۔۔۔۔جی بالکل ٹھیک سنا ہے "مہر نے سینے پر ہاتھ باندھے اور خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا۔ داؤد کو اسکی ہٹ دھرمی پر طیش آیا تھا لیکن اسے اس وقت غصے سے نہیں دماغ سے کام لینا تھا۔

" تو تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گی؟ "داؤد اب پہلے سے پر سکون اپنے ازلی انداز میں سینے ہر ہاتھ باندھے اس سے پوچھ رہا تھا۔

" نہیں!!! "مہر نے ہمت کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں ایک بار پھر انکار کیا۔

" تو ٹھیک ہے!! آج کی رات اس گھر میں تمہاری آخری رات ہو گی اس کے بعد کبھی بھی تم کسی بھی گھر والے کو نا دیکھ سکو گی نا مل سکو گی۔۔۔۔۔اس کے بعد سے مہر سکندر صرف داؤد ابراہیم کی قید میں رہے گی۔ یہاں سے بہت دور سب سے دور۔۔۔۔۔۔"وہ جتنے آرام سے یہ بات کہہ رہا تھا مہر اتنی ہی بے یقینی کے عالم میں اسے دیکھے جارہی تھی۔

" ایک دھمکی تم نے مجھے دی تھی کہ اگر میں سارہ سے نکاح نہیں کروں گا تو تم سب کو چھوڑ کر چلی جاؤ گی اور آج ایک دھمکی میں تمھے دے رہا ہوں اور میری دھمکی محض دھمکی نہیں ہو گی۔ اور میرا یقین کرو میں جو کہتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں"۔ آخری الفاظ داؤد نے جھک کر اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہے تھے۔

" آآپ یہ۔۔۔۔۔۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ "خوف کے مارے مہر کی آواز کپکپا گئی۔

" جیسا تم کرتی آئی ہو میرے ساتھ اور ابھی بھی کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارے پاس دو منٹ ہیں اپنا فیصلہ سنا دو مجھے۔۔۔۔۔۔چپ چاپ نکاح کیلئے مانو گی یا یہاں سب سے دور جا کر تو ویسے بھی تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہو گا سوائے نکاح کے "مہر کو آج سے پہلے کوئی اتنا بے رحم نہیں لگا تھا۔

" آئی ایم ویٹنگ "داؤد نے اسے سوچوں میں گھم دیکھ کر دوبارہ کہا۔

" ٹھیک ہے! میں تیار ہوں "وہ سر جھکائے آنسو بہاتی بولی۔

****

داؤد کے جانے کہ بعد وہ کتنی ہی دیر روتی رہی تھی۔وہ اتنا سنگ دل اور ظالم کیسے ہو سکتا تھا۔اس نے تو بس اسے منانے کیلئے یہ جھوٹ بول دیا تھا کہ وہ سب کو اور گھر کو چھوڑ دے گی لیکن یہ چال اسی کے گلے الٹی پڑ گئی۔اور اب اگر وہ ہاں نا کرتی تو وہ اسے سچ میں کہیں لے جاتا تو وہ کیا کرتی؟رہ رہ کر اسے خود پر غصہ آرہا تھا اور اب وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

****

بالکونی میں اندھیرا تھا۔داؤد وہیں کھڑا تھا۔گہری رات کے ساتھ باہر کافی ٹھنڈ ہو گئی تھی۔لیکن وہ سردی کی شدت سے بے نیاز کھڑا خلا میں کہیں دور گھور رہا تھا۔ یہ سب آسان نہیں تھا۔جو بھی ہوا وہ ایسے نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نا تھا۔مہر اسکی شہہ رگ تھی۔وہ چاہ کر بھی اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ خیال ہی اس کیلیئے سوہان روح ثابت ہوا تھا۔

ایک طرف تو مہر نے ہاں کر دی تھی جس سے وہ تھوڑا پر سکون تھا لیکن دوسری طرف داؤد کو ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی کیونکہ مہر سے کچھ بعید نہیں تھا وہ اپنی بے وقوفی اور جذباتی پن میں کبھی بھی کچھ بھی کر سکتی تھی۔شاید وہ مہر کو کبھی ایسی دھمکی نا دیتا لیکن اس کے مسلسل انکار کرنے پر داؤد کے پاس یہ ہی ایک آپشن تھا کہ وہ اسے ڈرا دھمکا کر کسی بھی طرح راضی کرے۔صد شکر کہ وہ مان گئی بس ایک دن مزید اس کے بعد وہ ہمیشہ کیلیئے اسکی ہو جائے گی۔

****

سارہ اپنے کمرے میں بیٹھی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔جب عظمیٰ اس کے پاس آئیں تھی۔

" ارے امی آپ ابھی تک سوئیں نہیں "اس نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا تو جو رات کا ایک بجا رہا تھا۔

" جب تم جاگ رہی ہو تو میں کیسے سو سکتی ہوں "وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولیں۔

" جس ماں کی بیٹی کا نکاح ہوتے ہوتے رہ گیا ہو وہ ماں کیسے سکون سے سو سکتی ہے "وہ مزید گویا ہوئیں۔

" امی پلیز! اس بات کو اب بھول جائیں جو ہونا تھا وہ ہو گیا "سارہ نے دھیمے لہجے میں سر جھکا کر کہا۔

" تم بھول جاؤ گی سارہ؟ اپنی محبت کو؟ دیکھ پاؤ گی اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے؟ "وہ سوال در سوال کر رہی تھیں کیونکہ وہ جاننا چاہتی تھیں اس کے دل کا حال۔

" امی محبت کرنا ہمارے بس میں نہیں ہوتا لیکن اس محبت سے دور چلے جانا ہمارے بس میں ہوتا ہے۔۔۔۔ شاید میرے لئے ابھی یہ مشکل ہو لیکن یہ اس تکلیف سے بہت کم ہے اگر مجھے داؤد سے نکاح کے بعد یہ سب پتا چلتا۔۔۔۔۔۔ تب شاید وہ دکھ میں سہہ نا پاتی اور ویسے بھی یہ یک طرفہ محبت تھی۔۔۔۔۔ اور یک طرفہ محبتوں کا یہ ہی انجام ہوتا ہے "۔ اپنی بات مکمل کر کے سارہ نے ایک گہری سانس لی۔ عظمیٰ بیگم کو

اپنی بیٹی کی سوچ پر فخر محسوس ہوا اور اس کے اس دکھ پر انکی آنکھیں نم ہوئیں۔سارہ نے کے آنسو صاف کیے۔

" داؤد اور مہر ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور انھی کو ایک ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کیوں میرے لئے اپنی محبت قربان کریں۔۔۔۔۔۔۔اور مہر امی ہماری مہر وہ میرے لئے یہ سب کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔اس بات سے مجھے خوشی بھی ہوئی اور دکھ بھی۔۔۔۔۔خوشی اس بات کی ہوئی کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی ہے اور دکھ اس بات کا اسے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا، مجھے بتاتی تو صحیح۔۔۔۔تو شاید بات یہاں تک نا پہنچتی" عظمیٰ بیگم نے اسکا ماتھا چوما۔

" بابا اب کیسے ہیں اب تو نہیں خفا؟"سارہ کو جنید صاحب کا خیال آیا تو فوراً سے پوچھا۔

" اب ٹھیک ہیں وہ۔۔۔۔۔تمھے تو پتا ہے انکا غصہ تھوڑی دیر کا ہوتا ہے جب بات کو ہر پہلو سے سمجھا تو خود ہی شانت ہو گئے تھے، اماں نے فون کر کے معزرت بھی کی تھی" اس بات سے سارہ بھی تھوڑا ریلکیس ہوئی۔

****

اگلے دن دوپہر کو رخسانہ بیگم اور سکندر صاحب مہر کے ماموں کے گھر موجود تھے۔ انھوں نے ان سے مہر اور علی کے رشتے کیلیۓ معذرت کی اور ساتھ ہی مہر اور داؤد کے

نکاح کی تقریب میں شرکت کا بھی کہا تھا۔ان کے جانے کہ بعد شگفتہ بیگم نے اس بات پر خاصی ناراضگی کا اظہار کیا تھا لیکن علی نے انھیں سمجھایا تو وہ مان گئی تھیں۔ علی کو اس بات سے کوئی دکھ نہیں ہوا تھا کیونکہ اسے مہر سے ایسی محبت نا تھی کہ وہ اس بات کا غم کھاتا۔مہر اسکی کزن اور اسکی بہت اچھی دوست تھی وہ اسے بہت عزیز تھی اسی لئے اس رشتے سے انکار نہیں کیا تھا اسے بس خوشی تھی اسکی دوست اسکی جیون ساتھی بننے جا رہی ہے۔ علی شگفتہ بیگم کو قائل کر کے ان کے پاس سے اٹھا اور کچھ سوچتے ہوئے وہ گھر سے باہر نکل گیا۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ منظر داؤد کے کمرے کا تھا۔وہ آج آفس نہیں گیا تھا۔اس نے جانا تو چاہا لیکن آمنہ بیگم نے صاف انکار کر دیا کہ صبح تمہارا نکاح ہے اور آج تم آفس جاؤ گے اور ویسے بھی انھوں نے اسکا سوٹ جو انھوں نکاح کیلیئے بنوایا تھا وہ اسے پہنا کر چیک کرنا چاہتی تھیں۔ اسی لئے اب گھر میں اس نے اپنے آفس کے سارے کام نمٹائے تھے۔ابھی وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھا ہاتھ میں فائل پکڑے کوئی کام کر رہا تھا جب عالیہ اسے کے کمرے میں آئی تھی۔

" اوایم جی!! داؤد کوئی کہے گا کہ تمہارا نکاح ہے کل؟" عالیہ اندر آتے ہی شروع ہو چکی تھی۔ داؤد نے اسے دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ وہ آگے بڑھی اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اب اس کے سر پر کھڑی تھی۔ داؤد نے پھر سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

" کیا بات ہے عالیہ؟ میں کام کر رہا ہوں "اس نے مصروف سے انداز میں پوچھا تھا۔

" بات ہی تو نہیں ہے میرے بھائی! یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ کیا میں جان سکتی ہوں؟" عالیہ نے جھک کر اسکا لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ داؤد جھنجھلا اٹھا لیکن پھر اپنی بہن کے تیور دیکھ کر وہیں صوفے پر پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اسے پتا تھا جب تک اپنی بہن کے سوالوں کے جواب نہیں دے گا اب یہاں سے ہل بھی نہیں سکے گا۔

" گڈ! اچھا تو اب بتائیں داؤد صاحب یہ سب کیا ہے؟ میں ہمیشہ سے یہ ہی سمجھتی تھی کہ تم اور سارہ ساتھ پڑھے ہو، ساتھ کام کرتے ہو تمہاری اس سے بہت اچھی انڈرسٹینڈنگ ہے تو ہو سکتا تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا" عالیہ ویسے ہی کمر پر ہاتھ دھرے اب سوالیہ انداز میں داؤد کو دیکھ پوچھ رہی تھی۔

" ہاں تو!" داؤد نے اسکی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں اتنا ہی کہا تھا۔

" ہاں تو؟؟؟؟داؤد!!!تم اور سارہ تو سمجھ آتے ہو لیکن تم اور مہر؟مہر؟؟؟؟؟آر یو سیریس؟"عالیہ ڈرامائی انداز میں بولی۔

" اب تم میرے ہی سامنے میری مہر کا مذاک اڑاؤ گی؟"داؤد نے آنکھیں سیکوڑ استفسار کیا۔

" ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہاری مہر؟؟؟؟ ہممم میرے بھائی تم تو مہر کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکے ہو"عالیہ نے حیرانی سے ہنستے ہوئے کہا۔

" واٹ ایور"داؤد اسکی بات ہر آنکھیں گھماتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا لیکن عالیہ کی بات نے اسے مزہ بہت دیا تھا۔

" اچھانا اب زیادہ بھاؤ نہیں کھاؤ اور مجھے بتاؤ یہ سب کب سے چل رہا ہے؟"عالیہ اس کے سامنے آتے ہوئے تھوڑا شوخی سے پوچھا۔

" پہلے تم بتاؤ اس بات کا کیا مطلب تھا کہ میں اور مہر؟"

" ارے میرا مطلب تھا کے تم خود کو دیکھو اور مہر کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتنا فرق ہے دونوں میں کہاں تم غصیلے اور کہاں ہماری چنچل سی مہر، مجھے لگتا تھا تمھے اپنی طرح کی کوئی لڑکی پسند آئے گی سارہ جیسی لیکن میرے بھائی۔۔۔۔گڈ چوائس"سارہ نے وضاحت کی

اور ساتھ اسکی پسند کو سراہا بھی۔داؤد نے سر ہلایا تواب وہ دوبارہ سے اس سے مہر اور اسکے بارے میں پوچھنے لگی جو کہ داؤد ابراہیم اسے کبھی نہیں بتانے والا تھا۔

****

وہ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی۔اسکا فون کب سے بجا چلے جارہا تھا لیکن اس نے نا اُٹھایا۔ لیکن فون کرنے والا بھی کوئی ڈھیٹ تھا جو فون نا اٹھانے پر مسلسل کرتا ہی چلا جادہا تھا۔ تنگ آکر مہر نے فون ہاتھ میں لیا لیکن اب فون آنا بند ہو چکا تھا۔وہ واپس رکھنے ہی والی تھی جب فون پھر سے رینگ ہوا اور فون کرنے والا علی تھا۔ علی کا نام دیکھ کر مہر کو اسکا بھی خیال آیا پتا نہیں وہ کیا سوچتا ہوگا۔مہر نے کال پک کی اور فون کان سے لگایا۔

" یار حد ہے لڑکی کبھی تو فون اٹھالیا کرو میرا "علی فون اٹھاتے ہی اس پر چڑھ دوڑا۔مہر خاموش ہی رہی۔

" ہیلو سنو وائٹ؟"آگے سے خاموشی سننے کو ملی تو علی نے اسے پکارا۔

" ہونہہ "مہر نے محض یہ ہی کہا۔

" شکر ہے!" علی نے بے ساختہ کہا۔

" مہر کیا بات ہے؟ تم چپ کیوں ہو؟"

" علی وہ میں تم سے۔۔۔۔۔"

"مہر یار کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں میں سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔اسی لئے تمھے کال کر رہا تھا کہ میری طرف سے تمھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہم اچھے دوست ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا۔

"لیکن؟؟؟"مہر نے پوچھا۔دل میں اسکی طرف سے تسلی بھی ہوئی۔

"لیکن مہر تم نے مجھے سے۔۔۔۔۔۔اپنے بیسڈ فرینڈ سے یہ بات چھپائی۔۔۔۔۔۔ میں اس بات پر ضرور خفا ہوں" علی نے خفگی سے کہا۔

"کونسی بات؟"

"یہ کہ تم داؤد کو چاہتی ہو اور وہ تمھے" اسکی بات پر مہر کا چہرہ سرخ ہوا۔

"نہیں!"مہر صاف مکر گئی۔

"ہائے لڑکی اب کوئی فائدہ نہیں چھپانے کا،راز سے پردہ اٹھ چکا ہے" علی نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"علی کے بچے"مہر خفت سے چیخی تھی اور دوسری طرف علی نے قہقہہ لگایا تھا۔

****

جمعے کا مبارک دن بھی آن پہنچا۔آج کا دن غازی ہاؤس میں خوشیوں کا سما لایا تھا۔نکاح کی ساری تیاریاں مکمل تھیں۔سب ہی قریبی مہمان آچکے تھے۔کیونکہ نکاح گھر میں

ہی ہونا طے پایا تھا اس لئے صرف قریبی رشتے داروں کو ہی مدعو کیا گیا تھا۔سارے مرد حضرات جمعے کی نماز ادا کرنے قریبی مسجد گئے تھے پھر وہاں سے واپسی پر نکاح ہونا تھا۔ مہر گھر پر ہی تیار ہوئی تھی۔انعم اور بیا صبح سے ہی یہاں آچکی تھیں اور وہ دونوں بے حد خوش تھیں مہر کیلئے۔

سفید اور سنہرے رنگ کے امتزاج کی قمیض نیچے ہم رنگ ہی شرارا پہنے، سر پر دوپٹہ سیٹ کیے، ہلکا سا میک اپ کیے، ماتھے پہ ٹیکا سجائے کانوں میں جگمگاتے جھمکے پہنے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ قمیض اور ڈوپٹے کے گھیرے پر سنہری گھٹے والی لیس لگی تھی۔ البتہ شرارا سادہ ہی تھا۔وہ اپنے کمرے میں تیار بیٹھی تھی۔اس نے ایک بار بھی خود کو آئینے میں نہیں دیکھا تھا جبکہ انعم اور بیا نے کتنی ہی کہا تھا لیکن وہ نہیں مانی۔ جیسے جیسے وقت قریب آرہا تھا مہر کی گھبراہٹ بڑھتی چلی جارہی تھی۔مہر گود میں رکھے ہاتھوں کو گھور رہی تھی جب سارہ اس کے کمرے میں آئی۔مہر نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تو اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

" ارے مہر یہ کیا؟"سارہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسکے آنسو پونچھے تھے۔وہ سوں سوں کرکے باقاعدہ رونے لگی۔سارہ تو ہلکان ہوگئی اسے چپ کروانے کے چکر میں۔

" مہر تم کیوں کر رہی ہو یہ سب میں نے سمجھایا تھانا؟ دیکھو داؤد کی خوشی تمہارے ساتھ تھی وہ میرے ساتھ کبھی بھی خوش نا رہتا اور مجھے بھی خوش نا رکھ پاتا۔۔۔۔ کیا تم یہ چاہتی تھی کے میں داؤد سے شادی کے کبھی خوش نا رہوں؟" سارہ کے پوچھنے پر مہر نے نفی نیں سر ہلایا۔

" تو پھر ایسے ہی تم پریشان ہو رہی، چلو اب چپ کر جاؤ سارا میک اپ خراب کر دیا رو رو کر لڑکی" سارہ نے اس کا چہرہ صاف کیا اور اسے پانی پلانے لگی۔

****

مرد حضرات جمعے کی نماز ادا کر کے آچکے تھے۔ باہر لان میں چھوٹا سا سٹیج بنا کر وہیں سارا انتظام کر رکھا تھا۔ داؤد سفید شلوار قمیض پر سنہرے رنگ کی واسکٹ پہنے کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ داؤد کا چہرہ آج الگ ہی داستان بیان کر رہا تھا۔ مولوی صاحب آئے اور پھر نکاح پڑھوایا گیا۔ نکاح کی رسم مکمل ہوئی تو ہر طرف مبارک باد کی صدائیں گونجیں۔ نکاح ہوتے ہی داؤد کے دل میں اطمینان سا اترا اور مہر کیلئے جتنے گلے شکوے تھے وہ سب اس کے تین بار قبول ہے کہنے سے ہی دور ہو گئے تھے۔

دوسری طرف سارہ جو سفید رنگ کے فراک میں ملبوس تھی، آنکھوں میں کاجل اور بس ہلکی پینک لپ اسٹک لگائے سادہ سی لیکن پیاری دیکھ رہی تھی۔ سب کو مبارکباد

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دے کر وہاں سے اپنی نانو کے کمرے میں جانے کیلئے اٹھ گئی۔راستے میں اسکا تصادم
علی سے ہوا جو کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔
" اوایم سوری " علی نے بے ساختہ کہا تھا۔سارہ کی آنکھیں نم تھیں جنہے چھپانے کی
گرز سے وہ وہاں سے جارہی تھی۔ لیکن علی سے اسکی یہ نم آنکھیں مخفی نارہ سکیں تھی۔
سارہ نے آنسو صاف کیے اور سر اٹھا کر علی کو دیکھا تھا۔
" اٹس اوکے " سارہ کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی اور علی کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا
کیا تھا۔

****

داؤد عرفان سے باتیں کر رہا تھا جب سامنے سے مہر کو لایا جارہا تھا۔داؤد نے نظر اٹھا کر
دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ آنکھیں جھکائے جیسے جیسے آگے آرہی تھی داؤد کا دل اتنی ہی
تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ سرخ و سفید چہرہ جھکی ہوئی نگاہیں وہ آج اسے آسمانوں سی
اتری پری ہی لگی تھی۔دونوں ایک ساتھ بیٹھے مکمل لگ رہے تھے۔ہر کوئی انکی جانب
ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔داؤد تو بار بار اپنے پہلو میں بیٹھی متاعِ جاں کو دیکھ رہا تھا
البتہ مہر نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

****

کھانا کھانے کے بعد سب مہمان جا چکے تھے۔ عظمیٰ بیگم کی فیملی بھی رخصت ہو گئی تھی کیونکہ رات کو حمزہ کی مہندی تھی۔ مہر کے ماموں اور ممانی بھی اسے ڈھیروں دعائیں دے کر جا چکے تھے۔ جبکہ علی کتنی ہی دیر مہر کو داؤد کے نام سے چھیڑ تا رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئی تھی۔ انعم اور بیا اسے کمرے میں چھوڑ کر اس سے مل کر چا چکی تھیں۔

وہ اپنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے خود کو دیکھ رہی تھی۔ تو آخر کار وہ مہر سکندر سے مہر داؤد ابراہیم بن چکی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس بات پر وہ خوش ہو یا دکھی۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے وہ سوچوں میں گھری تھی جب اسے خود پر نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔ اس نے اپنا رخ مڑا تو اپنے کمرے کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے داؤد کو دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں آج ایک الگ سی چمک تھی۔

"آآپ۔۔۔۔۔۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اس دیکھ کر نا جانے کیوں لیکن اسے غصہ آیا تھا اس لئے اس پر چلائی۔ داؤد نے آئی برو اچکاتے اسکا یہ انداز دیکھا۔

" میں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں " کہتے ہوئے داؤد نے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے۔اس کے بیوی کہنے پر مہر کا دل ڈھڑک اٹھا۔ہمیشہ کی طرح اسکے اپنی جانب اٹھتے قدموں پر وہ اپنے قدم پیچھے لینے لگی۔

" کک۔۔۔۔کون بیوی؟"اپنے دھک دھک دل کو قابو کرتے ہوئے وہ کیا پوچھ رہی تھی اسے خود نہیں پتا تھا۔داؤد کو اسکے احمقانہ سوال پر ہنسی تو آئی لیکن ضبط کر گیا۔ داؤد آگے بڑھا اور سارے فاصلے ختم کرتا اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی نشانی ثبت کی۔ اسکی اس جسارت پر مہر اپنی دھڑکنے ہی شمار کرتی رہ گئی۔

" یہ میری بیوی "داؤد نے پیار بھرے لہجے میں باور کروایا۔وہ اس کے قریب ہی کھڑا اسکو بغور دیکھ رہ تھا جیسے اپنے دل میں سما لینا چاہتا ہو۔مہر اسی طرح آنکھیں جھکائے کھڑی رہی اس میں بالکل ہمت نہیں تھی وہ اسے ایک نظر اٹھا کر بھی دیکھے۔

" ویلکم ٹو مائی لائف مسز داؤد ابراہیم "دفعتاً داؤد نے جھک کر اسکی کان میں سر گوشی کی۔مہر اس کی اتنی قربت میں اپنا سانس روک گئی۔پھر داؤد تھوڑا پیچھے ہٹا اور مہر کو سر تا پیر دیکھا وہ آج اسکے نام کے ساتھ جوڑ کر اسے اور بھی خوبصورت لگی۔وہ ابھی بھی آنکھیں جھکائے ایسے ہی کھڑی تھی۔داؤد مسکرایا۔

" تم کچھ کہو گی نہیں؟" داؤد نے اسے بولنے پر اکسایا کیونکہ اب وہ اسے سننا چاہتا تھا۔ مہر نے اپنی نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے داؤد کو دیکھا۔ پلکوں کی جھالر اٹھانے کی دیر تھی کہ داؤد اسکی نظروں سے گھائل ہوا۔

" ایسے دیکھو گی تو اس کمرے سے واپسی نا ممکن ہو جائے گی" گھمبیر لہجے میں کہی اسکی بات سے وہ سنسنا اٹھی۔

" اوکے اوکے ریلیکس جا رہا ہوں" اسکی حواس باختگی دیکھ کر داؤد نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔ مہر نے سکھ کا سانس خارج کیا اور دوبارہ آئینے کی طرف پلٹی تو اب کی بار خود دیکھ کر وہ مبہوت رہ گئی۔ پہلے تو وہ اتنی خوبصورت نہیں دیکھ رہی تھی یا شاید اس نے خود کو دھیان سے اب دیکھا تھا۔ داؤد کے اسے بیوی کہنے کے رنگ اس کے چہرے پر بکھرے تھے۔

****

حمزہ کی شادی بھی خیر و عافیت سے گزر گئی تھی۔ مہر نے شادی میں ویسے انجوائے نہیں کیا تھا جیسے اس نے سوچا تھا اور وجہ ہر فنکشن میں وہ خود کو داؤد کی نظروں کے حصار میں پاتی تھی۔ اس سے وہ خود میں سمٹی رہتی۔ شادی کے تین دن بعد حمزہ اور ہانیہ ہنی مون پر سویڈزر لینڈ چلے گئے تھے۔ سارہ نے خود کو سنبھال تو لیا تھا لیکن اکثر تنہائی میں

یہ دکھ اسے شدت سے محسوس ہوتا تھا۔اس نے سوچا تھا وہ دوبارہ آفس جوائن کرے گی لیکن اس کے بابا نے منع کر دیا تھا اور اس بار وہ ان کا کہا مان گئی تھی۔

****

داؤد اپنے کمرے میں موجود کال پر بات کر رہا تھا۔آج سنڈے تھا اور عالیہ بھی صبح صبح ہی آگئی تھی۔داؤد نے کال بند کر کے فون ٹیبل پر رکھا جب موسیٰ اسکے کمرے میں آیا۔

"ماموں آپ مجھے کہیں لے جائیں سیر پر میں یہاں بہت بور ہو رہا ہوں" موسیٰ اندر آتے ہی خفگی سے بتانے لگا۔داؤد نے اسکا شکوہ سنا تو اس پر پیار آیا۔

"کیوں بھئی یہاں آپ کیوں بور ہو رہے ہیں؟ داؤد نے اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔

"میں کس کے ساتھ کھیلوں؟ مہر خالہ بھی اب تک سو رہی ہیں وہ بھی اب میرے ساتھ کھیلتی نہیں ہیں،اپنے گھر تو صائم رانیہ عبداللہ سب ہوتے ہیں کھیلنے کیلئے" وہ اپنے ددھیال کے کزنز کا بتا رہا تھا۔

"مہراب آپکی خالہ نہیں ممانی ہیں" داؤد نے اسکا گال چوما۔موسیٰ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

" لیکن ماما تو کہہ رہی تھیں سارہ خالہ مامی ہیں میری "موسیٰ کو ابھی ٹھیک سے ممانی کہنا نہیں آتا تھا اس لئے عالیہ نے اسے مامی ہی سکھایا۔ سارہ کے ذکر پر داؤد کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

" نہیں وہ خالہ ہیں اور مہر آپکی ممانی" داؤد نے ممانی پر زور دیا۔

" پھر مہر میری مامی بن گئی ہیں تو انھیں بولیں نا وہ میرے ساتھ کھیلیں" اسے پھر سے اپنی بوریت کا احساس ہوا۔ داؤد نے اسکا گال چوم کر اسے نیچے اتارا۔

" اچھا ٹھیک ہے آپ ابھی نیچے جا کر ٹی وی دیکھو میں تب تک آپکی مہر ممانی کو دیکھتا ہوں" وہ سر ہلا کر داؤد کے کمرے سے نکل گیا۔ داؤد بھی اسکے پیچھے کمرے سے باہر آیا پھر اوپر سے ہی اس نے نیچے جھانکا اور پلٹ کر مہر کے کمرے کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے اپنے قدم اسکے کمرے کی طرف بڑھا دیے۔

****

دوپہر کا ایک بج رہا تھا اور وہ ابھی تک سو رہی تھی۔ رات کو دیر تک وہ مووی دیکھتی رہی تھی۔ پرپل رنگ کے سلک کا نائٹ سوٹ زیب تن کیے وہ تکیے پر سر رکھے لیٹی تھی۔ ایک ہاتھ پیٹ پر دوسرا ہاتھ سر کے پاس ہی رکھا تھا۔ داؤد اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو نظر سامنے سیدھا مہر پر گئی۔ داؤد آگے بڑھا اور اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھا

دونوں اطراف اپنے ہاتھ رکھے داؤد تھوڑا جھک اسے کے نین نقش قریب سے دیکھنے لگا۔داؤد کو سوتے ہوئے بہت معصوم لگی بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح۔دفعتاً داؤد اپنے دائیں ہاتھ کی پشت اسکے نرم ملائم گالوں پر پھیرنے لگا۔

" مائے سلیپنگ بیوٹی" سرگوشی نما الفاظ داؤد کے منہ سے نکلے۔اپنے گالوں پر کچھ محسوس ہونے پر مہر نے کسمسا کر اپنی آنکھیں کھولیں اور مندی مندی آنکھوں سے وہ اب داؤد کو دیکھ رہی تھی۔پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔لیکن جیسے جیسے حواس بیدار ہوئے تو ایک دم وہ اٹھ کر بیٹھی۔

" آپ ؟"مہر حیران تاثرات چہرے پر سجائے چیخی تھی۔

" ہاں میں !"داؤد ایسے ہی سکون سے اس کے قریب بیٹھا بولا۔مہر نے اپنا کمفرٹر تھوڑا مزید کھسکا کر اپنے اوپر لیا۔

" یہاں کیا کر رہے ہیں ؟"وہ تھوڑا پیچھے ہوئی۔اسکے پرفیوم کی خوشبو مہر کو جکڑنے لگی تھی۔

" اپنی بیوی کو مارننگ وش کرنے آیا تھا،ایک بات تو بتاؤ تم اتنا سوتی کیوں ہو؟"اسکے سوال کا جواب دے کر اسنے اپنا سوال پوچھا۔

" آپکو کیا مسئلہ ہے میرے سونے سے ؟"ناک چڑھا کر خفگی سے پوچھا(ایک تو ہر کوئی میری نیند کا دشمن ہے)۔

" ابھی تو نہیں ہے لیکن رخصتی کے بعد ہو سکتا ہے "داؤد نے معنی خیزی سے کہا۔مہر نے اسکی بات پر زیادہ غور نہیں کیا نہیں تو ضرور بے ہوش ہو جاتی کیونکہ اسکا دھیان کمرے کے دروازے کی طرف تھا کہ کہیں کوئی آنا جائے۔

" آپ پلیز جائیں کوئی آجائے گا"وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

" اوکے فائن لیکن اب تم جلدی سے فریش ہو کر نیچے آجاؤ موسیٰ کب سے تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہا ہے"داؤد نے اپنی انگلی کے ساتھ ہلکی سے اسکے ناک پر ضرب لگائی اور اٹھ گیا۔مہر نے منہ بنا کر اپنے ناک کو سہلایا۔

****

دوپہر کے کھانے کے بعد مہر موسیٰ کو لے کر لان میں آگئی تھی۔سورج غروب ہونے میں تھوڑا ہی وقت تھا اس لیے ابھی لان میں دھوپ صرف ایک ہی طرف تھی۔اسی طرف مہر موسیٰ کے ساتھ بیٹ بال کھیلنے لگی۔مہر بالنگ کروا رہی تھی اور موسیٰ بیڈ لئے کھڑا تھا۔مہر اسے بہت ہلکے سے بال ڈالتی تو موسیٰ اسے ہٹ کر کے خوش ہو جاتا۔

" مہر مامی آپ مجھے آوٹ نہیں کر سکتیں "موسیٰ ہنستے ہوئے بولا۔ جبکہ مہر اس کے مامی کہنے پر حیران ہوئی۔

" میں خالہ ہوں یہ مامی کس نے سکھایا آپکو "مہر نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔

" جی نہیں ماموں نے کہا ہے آپ مامی ہیں "اس نے نفی میں سر ہلایا۔

" تمہارے ماموں کی تو میں۔۔۔۔۔۔ "کہتے ہوئے اسکی نظر اوپر اٹھی جہاں داؤد اپنی بالکونی میں کھڑا کب سے انھی کو دیکھ رہا تھا۔

" ہونہہ !! "مہر نے منہ بنایا اور موسیٰ کو لے کر اندر چلی گئی۔

****

اپنے کمرے میں وہ اب غصے میں لال یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔ اسے اب داؤد کا ہر وقت اسے ہی گھورنا کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

" ایک تو دھمکی دے کر مجھ سے نکاح کیا اور اب یہ سب۔۔۔۔۔۔۔مامی !!!!۔۔۔۔۔۔۔بچے کو پتا نہیں کیا کیا سیکھا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور تو اور اب جب دیکھو منہ اٹھا کر میرے کمرے میں آجاتے ہیں "غصے میں وہ خود سے بڑبڑا رہی تھی۔

" انکو تو جا کر بتانا پڑے گا کہ یہ سب نہیں چلے گا "دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اس نے داؤد سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

****

داؤد اپنے کمرے میں ہاتھ میں کوئی فائل لئے اسکا مطالعہ کر رہا تھا جب وہ آندھی طوفان کی طرح اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔داؤد نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

" مجھے آپ سے بات کرنی ہے "ہاتھ سینے پر باندھے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

" سن رہا ہوں "داؤد نے فائل بند کی اور جی جان سے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

" آپ جو یہ سب کر رہے ہیں نا مجھے بالکل پسند نہیں"

" اور میں کیا کر رہا ہوں؟"

" یہ سب ۔۔۔۔۔۔موسیٰ کو جو آپ نے کہا ہے۔۔۔۔۔میں آپکو بتا دیتی ہوں مجھ پر آپ ایسے حق نہیں جتا سکتے کیونکہ آپ نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا ہے اور میں اس نکاح کو نہیں مانتی"

" تمہارے ماننے سے یا نا ماننے سے کوئی فرق بھی نہیں پڑتا۔۔۔۔۔داتھینک از نکاح ہو چکا ہے اور اب تم صرف میری ہو "داؤد نے پر سکون انداز میں کہہ کر اسے مزید غصہ دلایا۔

" ایسے کیسے آپ کی ہوں۔۔۔۔۔۔میں بتا رہی ہوں میرے سے دور رہا کریں" مہر نے انگلی اٹھا کر دھمکی دی۔

" ریلی؟" داؤد نے اسکی طرف ایک قدم بڑھایا۔تو وہیں سے چلائی۔

" وہیں رہ کر بات کریں" مہر نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید آگے بڑھنے سے روکا تھا۔داؤد بھی اسکی سن کر وہیں کھڑا رہا۔

" آئندہ آپ میرے کمرے میں نہیں آئیں گے" اس نے اگلی بات کہی۔

" روک سکتی ہو مجھے" داؤد پھر سے ایک قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

" دیکھیں۔۔۔۔۔۔"

" دیکھ ہی تو رہا ہوں" داؤد نے اسے سر تا پیر گھورا۔مہر اسکی بات پر اور ایسے دیکھنے پر سٹپٹا گئی۔اور نا محسوس انداز میں اس نے اپنا دوپٹہ درست کیا تو اسکی اس حرکت پر داؤد کے لبوں کو مسکان نے چھوا۔

" اچھا آکر بتایئے گا میں بھی اپنا روم لاک کر کے رکھا کروں گی" اسے منہ چڑھاتے ہوئے کہہ کر وہ تیزی سے وہاں سے بھاگنے والی تھی کہ داؤد کے کمرے کے دروازے سے ٹکرا گئی جو وہ خود ہی آتے ہوئے ایسے کھول کر آئی تھی کہ وہ درمیان میں ہی روکا رہا۔

"کیئر فول "داؤد پیچھے سے کہتا رہ گیا لیکن تب تک وہ ٹکرا چکی تھی۔

"ہائے اللہ جی میرا سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔دروازہ بھی اپنی طرح کا کھڑوس بنایا ہوا ہے" اپنا سر سہلاتے وہ غصے سے چلائی تھی اور کمرے سے نکل گئی۔ داؤد پیچھے کتنی ہی دیر ہنستا رہا تھا۔

****

رات کا کھانا کھانے کے بعد عالیہ واپس اپنے گھر جا چکی تھی۔ داؤد کھانے کے دوران جب جب مہر کو دیکھتا تو وہ برے برے منہ بنا کر رخ مڑ لیتی۔ داؤد کو اب یہ سب پسند نہیں آرہا تھا اس لیے اس نے مہر سے بات کرنے کا سوچا۔ مہر کھانے کے برتن اٹھا کر اندر کچن میں رکھ رہی تھی۔ جب اسے اپنے پیچھے بالکل قریب داؤد کی آواز سنائی دی۔

" مجھے تم سے بات کرنی ہے، اوپر ٹیرس پر آؤ ابھی" وہ ڈائننگ سے پلیٹیں اٹھا رہی تھی جب داؤد نے اس کے پیچھے سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔ مہر نے ادھر ادھر نظریں اٹھا کر دیکھا اور شکر کیا کوئی اس طرف نہیں دیکھ رہا اور پھر داؤد کی طرف مڑی اور خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا اور وہاں سے بنا کچھ کہے کچن میں چلی گئی۔ داؤد اب اس کے فری ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن وہ لاونج میں جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ لاؤنج میں موجود ٹی وی پر نیوز چینل لگا تھا جو سکندر صاحب دیکھ رہے تھے۔ مہر بھی جان بوجھ

کر وہاں جا کر بیٹھ گئی۔ خواتین بھی وہی موجود ایک طرف باتیں کر رہی تھیں۔ جس صوفے پر مہر بیٹھی تھی اس کے ساتھ فاصلے پر سکندر صاحب موجود تھے۔ داؤد اسکی طرف جا کر صوفے کی پشت پر کھڑا ہو گیا جہاں مہر بیٹھی تھی۔ بظاہر تو وہ سب کے سامنے یہ ظاہر کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ وہاں صرف نیوز سننے کیلئے کھڑا ہے لیکن اصل میں وہ مہر کیلئے موجود تھا۔ داؤد نے ایک نظر ٹی وی پر ڈالی اور پھر نیچے صوفے پر بیٹھی اپنی بیوی کو گھورا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آتی تھی یہ لڑکی اسکی بات کیوں نہیں سنتی تھی۔ داؤد نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کے بالوں کو پیچھے سے ہلکے سے کھینچا۔ مہر کو زیادہ تو نہیں لیکن بال ہلکے سے بھی کھینچنے پر تکلیف ہوئی تو چہرہ مڑ کر منہ کھولے داؤد کو گھورنے لگی انداز ایسا تھا جیسے اسے داؤد سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔ داؤد نے اسے آنکھوں سے اوپر آنے کا اشارہ کیا جسے وہ اگنور کر کے واپس ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کیلئے چلے گئے تھے۔ مہر حفصہ بیگم کو ان کے کمرے میں چھوڑنے گئی تھی اور کافی ٹائم سے وہیں تھی۔ داؤد لاؤنج میں ہی اسکا

انتظار کرنے لگا۔ جتنی دیر مہر کمرے میں تھی داؤد ایک کپ کافی کا بنا کر پی چکا تھا۔ چند لمحوں بعد مہر حفصہ بیگم کے کمرے سے نکلی تو داؤد فوراً سے اس کے سر پہنچا۔

" چلو" سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے داؤد نے اسے ساتھ چلنے کو کہا۔

" نن۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ انکار کرتی داؤد نے اسکی کلائی اپنی گرفت میں لی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ پورے راستے مہر نے اپنی کلائی چھوڑوانے کی کوشش کی لیکن بے سود، داؤد نے ٹیرس پر لا کر ہی اسکی کلائی آزاد کی۔

" ہاں اب بتاؤ مجھے کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ؟" داؤد سینے پر ہاتھ باندھے سرد نظروں سے استفادہ کرنے لگا۔

" کوئی مسئلہ نہیں ہے اور مجھے جانے دیں" منہ پھلائے اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ لیکن داؤد اس کے سامنے سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔

" مہر!!!!! سیدھے سیدھے یہیں کھڑی رہو پچھلے دو گھنٹوں سے تمہاری فضول حرکتیں برداشت کر رہا ہوں اب نہیں کروں گا" دانت پیستے ہوئے داؤد نے اسے تنبیہ کی۔

مہر نے بھی سینے پر ہاتھ باندھ لئے اور ایسے ہی اس کے سامنے کھڑی ہو گئی جبکہ سردی

سے اسکی ناک لال ہو گئی تھی۔ لیکن اس نے بھی سوچ لیا تھا وہ بس چپ چاپ کھڑی رہے گی اور بولے گی کچھ نہیں۔

" میں نے کچھ پوچھا ہے؟ کیا تکلیف ہے تمھے اب؟ کیوں یہ سب کر رہی ہو؟" داؤد نے اسے آرام سے کھڑے دیکھا تو اپنے سوال پوچھے۔ لیکن مہر نے کوئی جواب نہیں دیا بس ایسے ہی کھڑی رہی۔

" مہررررر!!!!" اسکے کچھ نا بولنے پر داؤد نے دانت پر دانت جمائے اسکا نام لیا اور آگے بڑھا تو مہر فوراً ڈر کر پیچھے ہوئی۔ اسکے پیچھے ہونے پر داؤد نے ایک سانس ہوا کے سپرد کی اور خود کو ریلیکس کیا۔

" مہر تم نے پچھلے کچھ دنوں میں مجھے بہت زیادہ ہرٹ کیا ہے پھر بھی میں سب بھول کر آگے بڑھ چکا ہوں اور اب تمہارا یہ رویہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔۔اس لئے یہ فضول بات میں آئندہ نہیں سنوں گا کہ تم اس نکاح کو نہیں مانتی " داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تھوڑے سخت لہجے میں کہا تھا البتہ اب اسکے چہرے پر غصہ نہیں تھا۔

" ہاں تو کیوں مانوں میں؟ آپ نے مجھے دھمکی دے کر زبردستی نکاح کیا تھا شاید بھول گئے ہیں" مہر نے شکوہ کیا۔

" تو تم نے کوئی اور راستہ چھوڑا تھا؟ نکاح کیلئے تم مسلسل انکاری تھی ایسے میں تم جیسی بے وقوف کیلئے یہ ہی طریقہ تھا میرے پاس" داؤد نے عاجز آ کر کہا تھا۔ اور مہر کو اسکا اسے بے وقوف کہنے پر صدمہ ہوا۔

" آپ نے مجھے بے وقوف کہا؟" مہر نے ڈھیروں خفگی چہرے پر سجائے پوچھا۔ داؤد کو اسکے ایسے پوچھنے پر ڈھیروں پیار آیا اسکا سارا غصہ اڑن چھو ہوا تھا۔

" تم نے مجھے ہرٹ کیا تھا وہ یاد ہے؟" داؤد نے بھی تھوڑا خفا سا کہا تھا۔ وہ اب اسکا بے وقوف والی بات سے دھیان ہٹانے کیلئے یہ بولا تھا۔ مہر کو یاد آیا تھا اس رات اس نے داؤد کو اپنی باتوں سے کتنا ہرٹ کیا تھا اس لیے وہ تھوڑا افسردہ نظر آنے لگی۔

" میں نے جان بوجھ کر نہیں کہا تھا وہ تو بس" وہ شرمندہ ہوئی۔ جبکہ داؤد نے شکر کیا تھا وہ اسکا دھیان ہٹانے میں کامیاب ہوا تھا۔

" تو اب تم دوبارہ سے یہ سب کر کے مجھے ہرٹ کرنا چاہتی ہو؟"

" میں نے کیا کیا ہے اب؟؟ وہ تو آپ نے۔۔۔۔۔۔۔" وہ بول ہی رہی تھی جب داؤد نے اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔ مہر کی چلتی زبان کو ایک دم بریک لگی تھی۔

" میں نے جو بھی کیا ہے اگر نا کرتا تو ہم آج ایک نا ہوتے لیکن پھر بھی اگر تم مجھ سے اس بات پر ناراض ہو تو آئی ایم سوری "مہر اسکے سینے پر ہاتھ رکھے دونوں کے بیچ فاصلہ بنائے کھڑی اسکی بات سن رہی تھی لیکن اسے برا لگا غلطی اسکی زیادہ تھی اور معافی وہ مانگ رہا تھا۔

" میں بھی سوری ہوں آپ سے "وہ سر جھکائے شرمندہ سے بولی۔ داؤد نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا اور اپنے ہاتھ کی پشت سے اسکے گال سہلانے لگا۔مہر کا چہرہ اسکی حرکت پر سرخ ہوا۔

" مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔۔۔۔میں اب جاؤں ؟"داؤد جو اسکے اتنے قریب ہونے پر کھو سا گیا تھا۔اسکی آواز سے ہوش میں آیا۔

" ہمم "داؤد کہہ کر اس سے دور ہوا۔رات کافی ہو چکی تھی اور سردی بھی بڑھنے لگی تھی اسے اب اتنی دیر چھت پر انکار کرنا مناسب بھی نا لگا تھا۔اس لیے خود ہی اسکا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

****

سارہ کچھ گھر کا سامان لینے مارکیٹ آئی ہوئی تھی۔وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی کار میں سامان رکھ رہی تھی جب زرا سے فاصلے پر موجود علی اپنی گاڑی سے نکلا تھا وہ بھی کچھ

چیزیں لینے ہی مارکیٹ آیا تھا فرق صرف اتنا تھا وہ ابھی آیا تھا اور سارہ واپس جا رہی تھی۔ علی کی سارہ پر نظر پڑی تو وہ اسکی طرف آیا۔

" ارے آپ یہاں " علی اس کے سامنے آکر پوچھنے لگا۔

" کیوں میں یہاں نہیں آسکتی " سارہ نے جواب دیا۔

" میرا مطلب تھا کہ عجیب اتفاق ہے نا آپ اور میں یہاں اچانک ایسے مل رہے ہیں " علی نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

" جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہے " سارہ نے کوفت زدہ کہا۔

" ایک بات تو بتائیں آپ ہمیشہ مجھ سے بات کرتے وقت ایسے اتنی روڈ کیوں ہو جاتی ہیں " علی نے آج اسکے اس رویے کی وجہ پوچھ ہی لی تھی۔

" جی نہیں آپکو غلط لگتا ہے "

" اچھا آپکو شاید یاد نہیں آپ کے بھائی کی شادی پر جب میں نے آپکو مبارکباد دینی چاہی تب بھی آپکا کچھ ایسا ہی رویہ تھا میرے ساتھ " علی نے اسے حمزہ کی بارات ہر ہوئی انکی وہ ملاقات یاد کروائی جس میں سارہ نے ایسے ہی روڈ ہو کر بات کی تھی۔

" ہاں تو آپ کے اور میرے بیچ ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے جو میں ہنس ہنس کر آپ سے بات کروں گی "

"کیسے نہیں ہے رشتہ؟ہم تو بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور مہر کے حوالے سے یہ ایک رشتہ ہے تو صحیح ہمارا"

"جی یاد ہے مجھے وہ بچپن جب جب آپ میری نانو کے گھر آتے تھے اور مجھ سے لڑتے تھے اور میرے بال کھینچنا آپکا پسندیدہ کھیل ہوا کرتا تھا"سارہ نے تھوڑا ایسے انداز میں کہا تھا کہ علی کو لگا وہ اس سے شکوہ کر رہی ہے۔

"اومائے گاڈ ریلی؟آپ اس وجہ سے مجھ سے ایسے بات کرتی ہیں؟"علی نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔سارہ کو اسکا ہنسنا زہر لگا تھا اس لیے اس کے پاس سے گزرنے ہی لگی تھی جب اس کی آواز ہر رکی۔

"دیکھیں آپ بچپن کی اس بات کو اب تک دل سے لگا کر بیٹھیں ہیں مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن آئی اپولو جائز فور ڈیٹ"علی نے اپنی ہنسی کو دبایا تھا۔سارہ غصے سے اسکی طرف پلٹی تھی اور کچھ کہنا چاہا لیکن کہہ نہیں پائی اور ایسے ہی خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور کر گاڑی میں بیٹھ گئی اور وہاں سے چلی گئی۔علی اسکے جانے تک وہیں کھڑا رہا تھا۔

"انٹرسٹینگ"علی اس راستے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جہاں سے سارہ گئی تھی۔

****

داؤد آفس سے گھر آیا اپنے کمرے میں فریش ہونے گیا تھا۔ فریش ہو کر وہ نیچے لاونج میں آیا جب آمنہ بیگم چائے کا کپ لئے آئیں۔ اسے چائے تھما کر وہ وہیں داؤد کے پاس بیٹھ گئیں۔ داؤد کی نظریں ادھر ادھر کسی کو تلاش کرتے دیکھ ان کے چہرے پر مسکان آئی۔

" گھر پر نہیں ہے وہ" آمنہ بیگم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے شریر مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا تو داؤد تھوڑا جھینپ گیا۔

" نہیں میں دادو کا پوچھنے والا تھا کہاں ہیں وہ؟ اپنے روم میں" داؤد نے جلدی سے وضاحت دی۔

" اماں ڈاکٹر پر گئی ہیں روٹین چیک اپ کیلئے اور مہر بھی ساتھ گئی ہے" آمنہ بیگم نے بتایا کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اماں کا کہہ کر اصل میں مہر کو ڈھونڈ رہا تھا۔

" اوا وکے" داؤد نے کہتے ہوئے چائے کا مگ لبوں سے لگا یا تھا۔

" داؤد تم خوش تو ہو نا؟" آمنہ بیگم جانتی تھیں داؤد کی خوشی مہر میں ہے اور داؤد کافی بدل بھی گیا تھا جو کہ ایک اچھی بات تھی اور اس کے پیچھے صرف مہر کا ہاتھ تھا لیکن وہ ایک بار اس کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" اور آپکو میں خوش نظر نہیں آرہا؟" داؤد نے مگ ٹیبل پر رکھ کر مسکرا کر پوچھا تھا۔

آمنہ بیگم نے دھیمی مسکان سے سر کو ہاں میں ہلایا۔

" آپ بتائیں آپ خوش ہیں؟ آئی مین مہر آپکو تو؟" داؤد نے ان کے ہاتھ تھامے وہ اپنی ماں کی پسند بھی جان لینا چاہتا تھا۔

" ارے میں تو بہت خوش ہوں اور مہر میری شہزادی ہے تم سے زیادہ پیاری ہے وہ مجھے" انھوں نے اسے تسلی دی کہ اسکی پسند پر وہ بھی راضی ہیں۔ دفعتاً رخسانہ بیگم کچن سے باہر آئیں تو داؤد نے انکو دیکھا اور پھر ان سے مخاطب ہوا۔

" چچی میں نے سوچا ہے مہر کو آگے ایڈمیشن لے لینا چاہیں ویسے بھی وہ گھر میں فارغ رہتی ہے اس سے اچھا ہے اسے آگے ماسٹرز کر لینا چاہیے۔۔۔۔اسکی بوریت بھی دور ہو جائے گی اور پڑھائی بھی مکمل"

" بیٹا بہت دفعہ کہہ چکی ہوں مجال ہے وہ لڑکی میری سن لے، تم خود سمجھاؤ اسے"

" میں نے یہ ایڈمیشن فارمز لئے ہیں آپ ایک بار بات کیجئے گا اگر نا مانی تو پھر میں دیکھ لوں گا" داؤد نے اپنے ساتھ لائے ہوئے ایک یونیورسٹی کے فارمز انہیں پکڑائے تھے۔

****

مہر جب واپس گھر آئی تو رخسانہ بیگم نے اس کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔وہ ایڈمیشن فارم ہاتھ میں لئے چیخی تھی۔

" کییییا!!! میں ماسٹر ز کروں گی؟"

" ڈرامے بند کرواپنے اور آہستہ۔۔۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے؟اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے اسطرح کی حرکتیں مت کیا کرو" رخسانہ بیگم نے اسے ڈپٹا۔

" ماں!!!! یہ تو کہنے والی تھی میں اب میرا نکاح ہو چکا ہے اب مجھے پڑھائی کی کیا ضرورت بلا؟"

" مہر بری بات ہے بیٹا آج کل کی سب لڑکیاں ماسٹر ز تو لازمی کرتی ہیں اور ویسے بھی سارا دن گھر میں گدھوں کی طرف ادھر ادھر گھومتی رہتی ہو راتوں کو جاگ کر فلمیں دیکھتی ہو اس سے اچھا ہے کچھ کرو بیٹا تمہارا ہی فائدہ ہے"

انکی بات پر مہر نے منہ بنایا تھا لیکن وہ جانتی تھی اپنی ماں کو کہنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے وہ ان کے کمرے سے نکل کر باہر لاونج میں آئی جہاں سکندر صاحب اور حفصہ بیگم موجود تھے۔

" بابا پلیز ماں کو سمجھائیں کے مجھے آگے کوئی نہیں پڑنا" وہ ان کے پاس ہی صوفے پر منہ پھلائے بیٹھ گئی۔

" بیٹا آپکو اپنی ماں کا پتا تو ہے مان لیں انکی " سکندر صاحب نے وہی کہا تھا جو انھیں کہنے کیلئے بولا گیا تھا کیونکہ رخسانہ نے انھیں سختی سے مہر کی سائڈ لینے سے پہلے ہی منع کر دیا تھا۔

" بابا آپ بھی؟ "مہر نے بے یقینی سے انھیں دیکھا۔

" تو حرج ہی کیا ہے لڑکی؟ تیری سہیلی بھی تو پڑھائی کر رہی ہے "حفصہ بیگم نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

" دادو آپ تو میری بات سمجھیں "مہر نے افسردگی سے کہا۔

" مہر بیٹا آخر بی ایس بھی تو آپ نے کیا ہے تو آگے پڑھنے میں کیا برائی ہے بیٹا " سکندر صاحب نے اسے سمجھنا چاہا وہ الگ بات تھی وہ یہ چاہتے نہیں تھے ان کیلئے مہر کی خوشی سب سے بڑھ کر تھی لیکن بیچارے آج اپنی زوجہ کے ہاتھوں مجبور تھے جنہوں نے انھیں صاف صاف کہا تھا کہ اگر آج انھوں نے مہر کو اپنی من مانی کرنے دی تو وہ ان سے کبھی بات نہیں کریں گی اور انھوں یہ بھی بتایا تھا کہ داؤد کی بھی یہ خواہش ہے۔

****

مہراب آمنہ بیگم کے پاس کچن میں موجود رات کے کھانے کیلئے سلاد بنا رہی تھی۔

" بڑی ماں آپ سمجھائیں ناسب کو مجھے آگے نہیں پڑھنا" وہ اب انکو اپنی طرف کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آمنہ بیگم ہانڈی میں چمچ چلاتی ہوئیں مسکرائیں۔

" میں تو پہلے ہی رخسانہ کو کہا تھا بھئی کہ مہراب میری بہو ہے تو وہ جو چاہے گی وہی ہو گا لیکن وہ نہیں مانی" انکے بہو کہنے پر مہر شرما گئی۔

" لیکن ایک شخص ہے جو تمہاری ماں کو سمجھا سکتا ہے"۔ انھوں نے اپنی ہنسی لبوں پر دبا کر مزید کہا۔ مہر فوراً سلاد چھوڑے انکی طرف آئی۔

" کون؟؟" آنکھوں میں چمک لئے اس نے پوچھا۔

" داؤد" انھوں نے کہہ کر چولہا بند کیا۔ جبکہ داؤد کے نام پر مہر سوچ میں پڑ گئی۔

****

مہراب داؤد کے کمرے میں موجود اس سے سفارش کرنے آئی تھی۔ وہ کافی مصروف نظر آرہا تھا۔ مہر اسکے کام سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

" کچھ کہنا ہے؟" داؤد نے مصروف سے انداز میں فائل پر نظریں جمائے بنا اسکی طرف دیکھے پوچھا۔

" ہاں وہ آپ میرا ایک کام کر دیں پلیز" مہر اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

" کیا کام؟؟؟" داؤد نے بنا دیکھے ہی پوچھا تھا۔

" وہ مجھے آگے پڑھنا نہیں ہے آپ پلیز ماں کو سمجھائیں نا وہ زبردستی مجھے ماسٹرز کرنے کا کہہ رہی ہیں" مہر نے جھنجھلاتے ہوئے التجا کی۔ داؤد نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

" کیوں ماسٹرز کرنے میں کیا حرج ہے" داؤد نے فائل بند کی اور اپنی جگہ سے اٹھا کیونکہ یہ کہاں ممکن تھا کہ مہر کو دیکھنے کے بعد وہ کسی اور چیز پر دھیان دے پاتا۔

" اور ماسٹرز کر کے میں آپکی طرح سوٹ ووٹ پہن کر آفس جایا کروں گی؟" داؤد نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کیا۔

" ویسے ایسے تم کیوٹ لگو گی بہت" داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہو بھئی آپ لوگ سمجھتے کیوں نہیں۔۔۔۔ مجھے فائدہ کیا ہونا ہے اتنا پڑھنے کا۔۔۔ کل کو تو میری شادی ہی ہونی ہے نا اور پھر میں نے گھر اور بچے ہی سنبھالنے ہیں"

اس کے حصار سے نکل کر وہ تھوڑا دور ہوئی۔ جبکہ داؤد اسکی بات سن کر حیران ہوا اور اس نے مہر کی طرف دیکھا جو کمر پر ہاتھ رکھے آنکھیں گھما رہی تھی اس کے چہرے پر داؤد کو ایسے کوئی تاثرات نظر نہیں آئے جسکی وہ توقع کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ شاید اسے خود علم نہیں تھا وہ کس کے سامنے کیا بات کر گئی ہے۔ ایک خیال کے تحت داؤد کی آنکھیں چمکیں۔

" ایک طریقہ ہے جس سے تمہاری اس پڑھائی سے جان چھوٹ جائے گی" داؤد اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

" کیا؟" مہر نے جلدی سے پوچھا۔

" ابھی تم نے خود ہی حل بتایا ہے" داؤد کہہ کر اس کے قریب ہوا تو مہر پیچھے ہوئی۔

" کونسا" مہر نے اچھنبے سے پوچھا۔داؤد اس کے پاؤں کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ جیسے جیسے وہ ایک قدم اسکی طرف لیتا تھا وہ ایک قدم پیچھے لیتی تھی۔

" یہ ہی کے تمہاری اگر شادی ہو جائے۔۔۔۔۔۔وہ تو ویسے ہو چکی ہے بس رخصتی ہونی باقی ہے تو پھر شاید۔۔۔۔۔" مہر پیچھے کمرے کے بند دروازے سے لگی کھڑی تھی۔داؤد نے ایک ہاتھ اس کے سر کے پاس رکھے تھوڑا اسکی اور جھک کر کہا۔

" ر۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔۔رخصتی" مہر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں رخصتی۔۔۔۔۔پھر تم گھر اور بچوں کو سنبھالنا" داؤد نے گھمبیر آواز میں کہا۔

اسکی بات سن کر مہر کی آنکھیں پھیل گئیں اور شرم سے وہ کانوں کی لوح تک سرخ ہوئی اس نے دوسری طرف سے اس کے حصار سے نکلنا چاہا تو داؤد نے دوسری طرف ہاتھ رکھ اسکا راستہ روکا۔

" آآ۔۔۔۔۔آپ پتا نہیں کیا باتیں کر رہے ہیں میں تو بس۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے مہر اس کے بازو کے نیچے سے نکل گئی اور دور جا کر کھڑی ہو گئی۔داؤد اسکی حرکت پر مسکرایا اور اسکی جانب گھما۔

" سوچ لو۔۔۔۔۔۔یہ ہی ایک بیسٹ آپشن ہے" داؤد نے اپنی لبوں پر آئی مسکراہٹ کو دبا کر کہا تھا۔

" جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔میں کچھ اور کر لوں گی" مہر نے خفت اور شرم کی ملی جلی کیفیت سے اسے کہا اور اس کے پاس سے گزر کر تیزی میں کمرے سے نکل گئی۔

****

مہر رات کے کھانے کے برتن ڈائننگ ٹیبل پر لگا رہی تھی۔

" میرا ہی دماغ خراب تھا جو اس کھڑوس کے پاس مدد کیلئے گئی،ہائے۔۔۔۔۔۔۔۔ اب کیا کروں گی کوئی بچا بھی نہیں جو میری سفارش ڈالے اماں کے سامنے" خود سے باتیں کرتی وہ کچن سے اندر باہر ہو رہی جب رخسانہ بیگم کی آواز پر وہ انکی طرف متوجہ ہوئی جو ہانڈی میں سے گرما گرم سالن کھانے والے باؤل میں نکال رہیں تھیں۔

" پاگل ہو گئی ہو کیا؟ کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

" ہاں ہو گئی ہوں پاگل۔۔۔۔پاگل خانے بھیج دیں مجھے، کم سے کم وہاں مجھے پڑھنا تو نہیں پڑے گا" غصے میں کہتے ہوئے وہ کچن سے باہر آ گئی۔

" اف پہلی لڑکی دیکھی ہے جسے پاگل خانے جانا منظور ہے لیکن یونیورسٹی نہیں۔۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں اسے پڑھائی سے اتنی نفرت کب سے ہوئی ہے۔۔۔اچھی بھلی تو تھی" رخسانہ بیگم اسکے جاتے ہی خود سے بولیں پھر سر جھٹک کر سالن اٹھا کر باہر آ گئیں۔

****

کھانا ایک خشگوار ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔سکندر صاحب نے اپنی لاڈلی بیٹی کو دیکھا جو کھانا کم کھا رہی تھی باقی سب کو گھور زیادہ رہی تھی۔

" مہر بیٹا دو سال کی تو بات ہے گزر بھی جائیں گے آپکو پتا بھی نہیں چلنا" سکندر صاحب مہر سے مخاطب ہوئے۔

" اور نہیں تو کیا وہاں جاؤ گی نئے دوست بنیں گے نیا ماحول دیکھنے کو ملے گا۔۔۔۔۔۔اور کونسا تم نے سارا دن وہاں گزارنا ہے چند گھنٹوں کی تو بات ہے" رخسانہ بیگم بھی گویا ہوئیں۔

" یہاں گھر رہ کر کرنا بھی کیا ہے۔۔۔۔۔۔دوپہر تک تو تیری صبح ہوتی ہے۔۔۔۔۔اچھا ہے کچھ آگے پڑھ لے گی تو تھوڑی اور عقل آجائے گی" یہ بات حفصہ بیگم نے کہی۔انکی بات پر داؤد نے اپنے لبوں پر امڈ آنے والی ہنسی کو دبایا تھا جو کہ مہر کی نظر سے مخفی نا رہی۔

" مہر بیٹا آپ آرام سے ایک بار اچھے سے سوچ لو" آمنہ بیگم نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ مہر سب کو باری باری ان کی کہی بات پر انکو دیکھ رہی تھی اور ہر ایک کی بات سن کر وہ افسردہ ہوتی گئی (مطلب کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں دینے والا)۔

" فارمز پرسوں تک فل کر دینا میں سمبیٹ کروا دوں گا" داؤد کہتے ہوئے اپنے کرسی سے اٹھا تھا۔مہر نے اسکی طرف دیکھا تو داؤد نے اسے دیکھ کر آنکھ کا کونا دبایا اور وہاں سے ہٹ گیا اسکی حرکت پر مہر کا منہ کھل گیا۔حفصہ بیگم مزید کچھ کہنے لگیں تو مہر نے اپنا کھلا منہ بند کیا اور جلدی سے اپنا کھانا ختم کرنے لگی۔

****

رات کے بارہ بجے کا وقت تھا اور مہر انگلیاں منہ میں دبائے اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے کسطرح جان چھڑائے اس ماسٹرز کے عذاب سے۔

" اف کہاں پھنس گئی ہوں میں۔۔۔۔۔۔سوچ سوچ مہر کوئی تو طریقہ ہوگا" ٹہلتے ٹہلتے داؤد کی بات کانوں میں گونجی تو وہ ایک دم ٹھہر گئی۔

" رخصتی؟؟؟؟ یہ ہی ایک آپشن ہے کیا؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

" نہیں نہیں کوئی اور راستہ ضرور نکل آئے گا" نفی میں سر ہلاتے وہ پھر سے ٹہلنے لگی۔

" ایک بات تو پکی ہے مہر اس پڑھائی سے جان صرف وہ ہی کھڑوس چھوڑوا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔لیکن اس کیلئے میں رخصتی والی بات پر کبھی نہیں مانوں گی" اب وہ کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی سوچنے لگی اور باہر رات قطرہ قطرہ گزرنے لگی۔

****

علی اپنے بیڈ پر نیم دراز سارہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اسکی بات سے اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔پھر ایک دم ایک بھولی بسری یاد اس کے ذہن کے پردوں پر اجاگر ہوئی۔

دس سالہ بچہ لان میں فٹ بال ہاتھ میں پکڑے ایک پیاری سی دس سالہ ہی بچی کے پاس گیا۔بچی نے لمبا سا زرد رنگ کا فراک پہنا تھا اس بچی کے بال بہت لمبے تھے۔وہ لان میں لگے پھولوں کو توڑ رہی تھی جب اسے اپنے بال کھینچتے ہوئے محسوس ہوئے اسے شدید درد کا احساس ہوا تو پلٹ کر پیچھے دیکھا۔علی چہرے پر شیطانی مسکان سجائے

اسے دیکھ رہا تھا۔ سارہ نے بھی اسے غصے سے گھورا تھا اور پھر وہاں سے تھوڑے فاصلے پر موجود آٹھ سالہ مہر کے پاس گئی جو نیچے گھاس پر بیٹھی اپنی ڈول کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ سفید رنگ کا فراک پہنے ہوئے وہ معصوم اور بہت پیاری دیکھ رہی تھی۔ سارہ بھی اس کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی۔

" مہراب جب ہم کھیلیں گے تو تمہارا کزن نہیں کھیلے گا ساتھ "سارہ نے خفگی سے کہا تو مہر نے ڈول پر سے دھیان ہٹا کر سارہ کی طرف دیکھا۔

" کیوں ؟"آٹھ سالہ مہر نے پوچھا۔

" کیونکہ وہ ایک گندا بچا ہے۔۔۔۔مجھے اچھا نہیں لگتا اس کے ساتھ کھیلنا "سارہ نے بتایا۔

" نہیں وہ گندا نہیں ہے، میرا بیسٹ فرینڈ ہے "مہر کے لہجے میں علی کیلئے پیار ہی پیار تھا۔

" ٹھیک ہے تم اسکی فرینڈ رہو، میں اور داؤد فرینڈز بن جائیں گے "سارہ کہتے ہوئے وہاں سے گھر کے اندر چلی گئی۔ مہر اسکی بات پر اداس ہو گئی تو فٹ بال کھیلتا علی اس کے پاس آیا۔

" کیا ہوا سنو وائٹ ؟"علی نے پیار سے پوچھا۔

" سارہ نے میرے سے کٹی کر لی اور وہ اس غصے والے داؤد کی فرینڈ بن جائے گی"
پھولے لال گالوں سے وہ خفت سے بتانے لگی۔

" تو کوئی بات نہیں میں ہوں نا۔۔۔۔۔۔آؤ ہم دونوں کھیلتے ہیں" علی اسکا ہاتھ تھام کر اٹھا اور اسے بھی اٹھایا۔

****

اگلے دن شام پانچ بجے جب داؤد گھر آیا تو اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی نظر سامنے مہر پر پڑی جو اس کے کمرے میں موجود اسکا انتظار کر رہی تھی۔

" مجھے نہیں پتا تھا آج گھر آؤں گا تو میری بیوی میرا استقبال کرنے کیلئے موجود ہو گی" داؤد نے مسکراتے لہجے میں کہا۔وہ جو آفس سے تھکا ہارا آیا تھا مہر کو یوں اپنے کمرے میں دیکھ ساری تھکن اتر گئی تھی۔مہر اسکے بیوی کہنے پر جھینپ گئی۔

" وہ آپ ماں سے کہہ کر پلیز انھیں منع کریں نا" مہر نے التجاء کی۔

" کس لئے ؟" داؤد جانتے بوجھتے انجان بنا۔

" میرے ماسٹر زکیلئے بھئی۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں پڑھنا آگے" مہر روہانسی ہوئی تھی۔

" مجھے نہیں اندازہ تھا کے میری بیوی اتنی نالائق ہے" داؤد نے اپنی ٹائی اتار کر بیڈ پر اچھالی۔

" اوہیلو!!!"مہر اسکی بات پر کمر پر دونوں ہاتھ رکھے غصے میں داؤد کے قریب گئی۔

داؤد نے ابرو اٹھائے اسکا یہ انداز دیکھا۔چہرے پر غصہ اسکی خوبصورتی کو مزید دو آتشہ کر رہا تھا۔

" میں کوئی نالائق نہیں ہوں سمجھے آپ،شاید آپکو پتا نہیں ہے میں ہمیشہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتی رہی ہوں" گردن اکڑا اکڑا کر فخر سے اس نے کہا۔

" ریلی؟؟؟"داؤد نے حیرت سے پوچھا۔

" جی!!آپ کیا سمجھتے ہیں صرف آپ ہی لائق فائق ہیں اور باقی سب تو نالائق پانڈہ ہیں"اسکی بات پر داؤد دھیما سا ہنسا تھا۔

" اچھا تو پھر کیا مسئلہ ہے آگے پڑھنے میں،تم تو نالائق پانڈہ نہیں ہو"داؤد نے پانڈہ پر زور دیا۔

" اوہو!!!بھئی میرا دل نہیں کرتا اب اور نا مجھ سے صبح صبح اٹھا جاتا ہے"

" او!!!!یہ تو بہت بڑا مسلئہ ہے"

" ہاں نا!!اس لیے کہہ رہی ہوں پلیز آپ ماں سے کہیں وہ ضرور آپ کے کہنے پر مان جائیں گی"اسکی بات پر داؤد اسے دیکھنے لگا پھر ایک خیال کے تحت داؤد کی آنکھیں چمکیں۔

" ٹھیک ہے میں منع کردوں گا چچی کو۔۔۔۔پھر وہ تمھے فورس نہیں کریں گی" داؤد نے کہا۔

" ہیں سچی؟؟" مہر نے خوشی سے چہکتے ہوئے تصدیق چاہی۔داؤد نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

" لیکن اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا؟" داؤد نے سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے کہا۔

" آپکو کیا چاہیے؟" مہر نے اچنبھے سے پوچھا۔اس کے کہنے پر داؤد نے اسکی طرف آیا اور تھوڑا سا اسکی اور جھکا تھا۔

" ایک شام میرے نام" گھمبیر آواز مہر کے کانوں سے ٹکرائی تو اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

" مم۔۔۔۔مطلب" آنکھیں پھیلائے بڑی مشکل سے کہہ پائی۔داؤد کو اسکی حالت پر مزہ آرہا تھا دل کیا اسے تھوڑا تنگ کرے لیکن پھر اپنے خیال کو جھٹک دیا کیونکہ مہر کا کیا پتا تھا آگے سے کیسا ریایکٹ کرے۔

" مطلب میں تمھے کہیں لے جانا چاہتا ہوں، جہاں صرف تم اور میں ہوں گے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" داؤد نے بات اُدھوری چھوڑ دی۔

" اور۔۔۔۔۔۔۔؟؟" مہر نے پوچھا۔

" اور!!!!" داؤد مہر کے قریب ہوا پھر پورے استحقاق سے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

" اور کیا؟" مہر داؤد کی آنکھوں میں کھوئے بے خودی کے عالم میں بولی۔

" اور میں وہ سننا چاہتا ہوں جس کیلیئے میں کب سے بے قرار ہوں، تمہارے لبوں سے اپنے لئے محبت کا اظہار" اس کی پیشانی سے کشادہ پیشانی ٹکائے وہ شدت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو مہر شرما کر اسکے حصار سے نکل کر دور ہٹی تھی۔

" مم۔۔۔۔۔۔میں کیسے۔۔۔۔۔" نظریں جھکائے وہ منمنائی۔

" جیسے میں نے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور تم انکار نہیں کر سکتی تمہارے پاس اور کوئی آپشن بھی نہیں اس لئے سوچ لو" داؤد کے کہنے پر وہ چند لمحے کشمکش میں ڈوبی اپنی انگلیاں مروڑتی رہی۔

" ٹھیک ہے مجھے منظور ہے" اس نے سوچ لیا تھا کم سے کم یہ پڑھائی اور رخصتی سے تو آسان تھا۔

" گڈ!!!" داؤد مسکرایا۔

" چلیں پھر میرے ساتھ چل کر ابھی ماں سے کہیں"

" اسکی ضرورت نہیں تم جا کر چچی سے بس اتنا کہنا کہ میں نے منع کر دیا ہے اس لیے تمھے ایڈمیشن لینے کی ضرورت نہیں"

" بس اتنا ہی؟ وہ مان جائیں گی ایسے ؟"مہر نے خیرت سے پوچھا۔داؤد نے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

****

مہر رخسانہ بیگم کے کمرے میں موجود خوشی سے ان کے سامنے علان کر چکی تھی۔

" لیکن داؤد تو خود ہی لایا تھا ایڈمیشن فارمز اور اسی نے کہا تھا مجھے تم سے بات کرنے کیلئے"رخسانہ بیگم نے بتایا۔

" کیا انھوں نے کہا تھا آپ سے کہ میں ماسٹرز کروں؟"مہر نے بے یقینی استفسار کیا۔

" ہاں ناورنہ مجھے کیا ضرورت تھی؟ مجھے پتا تھا تم جیسی ڈھیٹ نے کہاں ماننی میری" رخسانہ بیگم الماری میں سکندر صاحب کے استری شدہ کپڑے لٹکانے لگیں۔

" کتنے چالاک ہیں یہ؟؟۔۔۔۔مجھے الو بنایا۔۔۔ابھی بتاتی ہوں مزہ"مہر پیر پٹختے ہوئے وہاں سے نکلی۔

****

تن فن کرتی وہ ایک بار پھر سے داؤد کے کمرے میں موجود تھی۔ وہ جو ابھی آرام دہ لباس پہن کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اسے اپنے سر پر کھڑے دیکھ سوالیہ انداز میں بھونیں اٹھائی۔

" آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت سمارٹ سمجھتے ہیں خود کو" مہر نے کہا۔

" واٹ؟" داؤد نے ناسمجھی سے پوچھا۔

" آپ نے مجھے بے وقوف بنایا۔۔۔۔۔۔۔وہ ایڈمیشن فارمز آپ ہی لائے تھے اور ماں کو بھی آپ نے ہی کہا تھا کہ میں آگے پڑھوں ہاں؟" آنکھوں میں برہمی لئے کمر پر ہاتھ رکھے وہ استفسار کرنے لگی۔

" ہاں تو؟"

" مطلب آپ کتنے تیز ہیں اپنے کام کیلئے مجھے الو بنایا"

" کیا بول رہی ہو؟ میں نے کیا کیا ہے؟"

" آپ ہی نے پھنسایا تھا مجھے اس ماسٹرز میں اور مجھے ایسے دیکھا رہے ہے جیسے آپ مجھے بچا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس لئے میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی آپ کے ساتھ کیونکہ یہ سب آپکا ہی کیا دھرا تھا"

" پاگل ہو گئی ہو؟ میں کیوں کروں گا ایسے؟ میں تو اس لیے لایا تھا فارمز کیونکہ مجھے لگا تم سارا دن گھر ایسے ہی فارغ رہتی ہو اس سے بہتر ہے اپنی سٹڈی کو مینٹینیو کرو" داؤد اسکے سامنے کھڑا باد باسا غرایا تھا۔

" جو بھی ہو۔۔۔۔۔۔ لیکن اب میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانے والی" کہہ کر وہ وہاں سے جانے کیلیئے مڑی تو داؤد نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔

" تم انکار نہیں کر سکتی" ایک دم اسکی آنکھوں میں غصہ عود آیا تھا۔

" میں انکار کر چکی ہوں" مہر نے بھی اکڑ کر کہا۔

" مہر تم نے وعدہ کیا تھا" داؤد نے اسے یاد کروایا۔

" ہیں!!!! کونسا وعدہ کہاں کا وعدہ؟ میں نے کوئی کہا تھا آپ سے اللہ کا وعدہ میں چلوں گی" اسکی بات پر داؤد نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

" اوکے فائن! میں نے غلط ورڈیوز کر لیا۔۔۔۔ وعدہ نہیں ڈیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈیل ہوئی تھی کہ میں تمہارا کام کروں گا تو تم میرے ساتھ جاؤ گی"

" لو جی اتنے بڑے بزنس مین ہیں آپکو یہ نہیں پتا ڈیل کرتے وقت پیپر بھی سائن کرواتے ہیں تاکہ یادرہے کہ کیا ڈیل ہوئی تھی، دیکھائیں میں نے کیا ایسا کچھ؟" سینے پر ہاتھ باندھے وہ صاف انکاری تھی۔

" مہر!!!!!" داؤد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اسے غصہ آنے لگا تھا اس کے انکار کرنے پر۔ جبکہ مہراب اسکے غصے والے روپ کو دیکھ کر وہاں سے نو دو گیارہ ہونے کے چکر میں تھی۔

" دیکھیں آپ کی وجہ سے ہوا تھا مسئلہ اور آپکی وجہ سے حل بھی ہو گیا بس بات ختم" کہہ کر وہ وہاں سے تیزی سے نکلی تھی کہ کہیں وہ غصے میں گلا ہی نا دبا دے۔ جبکہ داؤد پیچھے پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

****

رات کے کھانے کے بعد داؤد حفصہ بیگم کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ خاموشی سے بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا جب حفصہ بیگم کی آواز پر ہوش میں آیا تھا۔

" ہاں بھئی بولو کیا بات کرنی تھی"

" دادو میں چاہتا ہوں اب مہر کی رخصتی ہو جانی چاہیے" بنا تمہید باندھے داؤد نے کام کی بات کہی۔

" ہیں کیوں؟" حفصہ بیگم نے حیران تاثرات چہرے پر سجائے پوچھا۔

" دادو! آگے بھی تو ہونی ہے تو اب صحیح میرے خیال میں دیر کرنے کی کوئی وجہ نہیں "

" بہت اچھے۔۔۔۔۔۔پہلے تو تم شادی کیلئے مانتے نہیں تھے اور اب جمعہ جمعہ آٹھ دن نکاح کو ہوئے ہیں اور میرے شیر کو رخصتی کی بھی پڑ گئی ہے"

" دادو پہلے کی بات اور تھی اور آپ لوگ ہی چاہتے تھے کہ میری شادی جلد سے جلد ہو جائے۔۔۔۔اب میں راضی ہوں تو آخر کیا مسئلہ ہے"

" وہ تو ٹھیک ہے لیکن سکندر نہیں مانے گا"

" کیوں چاچو کیوں نہیں مانیں گے؟"داؤد کو اس بات پر حیرانی ہوئی تھی۔

" ارے بھئی پہلے اچانک سے مہر کا نکاح ہو گیا اور اب اچانک سے بیٹی کی رخصتی، اسے تھوڑا وقت چاہیئے ہو گا وہ کونسا مہر کی شادی کیلئے تیار بیٹھا تھا سب ایک دم سے ہوا ہے تو ابھی مجھے نہیں لگتا وہ اتنی جلدی مہر کی رخصتی دے گا"انھوں نے اصل وجہ بتائی۔

" مہر نے کونسا کسی دوسرے ملک یا شہر جانا ہے دادو۔۔۔۔۔بس ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں، رہنا تو اسی گھر میں ہی ہے ناسب کے ساتھ "(وہ الگ بات ہے کہ میرا دل کرتا ہے اسے آپ سب سے تھوڑے عرصے کیلئے دور لے جاؤں جہاں وہ مجھ سے دور نا جا سکے ایک لمحے کیلئے بھی) آخری بات اس نے دل میں کہی تھی۔

" ہمم یہ تو درست کہہ رہے ہو تم"حفصہ بیگم اسکی بات پر سوچتے ہوئے بولیں۔

" ہاں آپ بات کریں چاچو سے اور سب سے میں چاہتا ہوں ایک ماہ کے اندر اندر یہ ہو جانا چاہیے " کہتے ہوئے وہ جانے کیلیئے اٹھ گیا۔

" ایک ماہ؟ زیادہ جلدی نہیں ہے تمھے "حفصہ بیگم نے آنکھیں اٹھا کر اپنے پوتے کو دیکھا تھا۔

" آپکی پوتی کو قابو کرنے کیلیئے میرے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے "اس نے مسکراتے ہوئے انھیں بتایا۔

" بد معاش "حفصہ بیگم اسکی شوخی پر بولیں تو وہ جھک کر انکا ہاتھ چوم کر کمرے سے نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

کچن میں سے ایک مگ اپنے لیے کافی بنا کر وہ اوپر آیا۔اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس نے مہر کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ایک جاندار مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی۔

" اب کیا کریں گی آپ مسز مہر داؤد۔۔۔۔کہاں تک بچا پاؤ گی خود کو، یہ انکار تمھے بہت بھاری پڑنے والا ہے میری جان "اسکے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے دل میں کہتا وہ اپنے کمرے کے اندر چلا گیا۔

****

اگلے دن دوپہر کو حفصہ بیگم نے سکندر آمنہ اور رخسانہ کے سامنے یہ بات کی تو انکی بات پر سب متفق نظر آئے۔

سکندر صاحب نے تھوڑا جلدی کا کہہ کر رخصتی تین یا چار ماہ بعد کا کہا تھا لیکن رخسانہ بیگم نے انکار کر دیا تھا کیونکہ ان کے بھائی کی واپسی تھی کینیڈا کی تو وہ چاہتی تھیں ان کے بھائی مہر کی شادی میں ضرور شریک ہوں۔انکی بات کے بعد مزید کوئی انکار کی گنجائش نہیں رہی اور یوں فروری کے شروع والے دن انکی رخصتی کیلئے رکھے جا چکے تھے۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ منظر مہر کے کمرے کا تھا جہاں وہ ہر چیز سے بے نیاز خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔پڑھائی سے جان چھوٹنے پر پوری رات اس نے خوشی منائی تھی۔ صبح فجر کی نماز کے بعد جا کر کہیں وہ سوئی تھی۔اور اب دوپہر کے تین بجنے والے تھے اور وہ ابھی تک نہیں جاگی تھی اس بات سے بے خبر کے گھر والوں نے اس کیخلاف ایک اور سازش تیار کرلی ہے۔رخسانہ بیگم اس کے کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے ایسے سوتے دیکھ اپنا ماتھا پیٹا۔اتنی سردی میں وہ بنا کچھ اپنے اوپر لئے اوندھے منہ پڑی تھی۔رخسانہ بیگم نے

آگے بڑھ کر اس پر کمبل دیا اور پھر پاس بیٹھ کر اسے اٹھانے لگیں۔ مہر نے کروٹ بدل کر سیدھے لیٹی۔

" مہر تین بج چکے ہیں اٹھ جاؤ اب"

" او تین بج گئے؟" مندی مندی آنکھوں سے رخسانہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولی۔

" مہراب یہ سب نہیں چلے گا"

" ماں کیا ہے؟ آپ بندہ سو بھی نہیں سکتا؟"

" سونے سے کسی نے منع نہیں کیا لیکن بے وقت سونا کہاں کی اچھی بات ہے؟ کیوں رات دیر تک جاگتی ہو؟"

مہر نے انکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس اٹھ کر بیٹھی اور ان کے کندھے پر سر رکھ لیا۔

" مہراب تمھاری شادی ہونی ہے تو تمھے اپنی عادات بدلنی پڑھیں گی، یہ بے فکری، کھیل کود شرارتوں کے دن گئے تمھارے" رخسانہ بیگم اسے سمجھانے لگیں۔ مہر نے انکی بات پر منہ بنالیا۔

" ابھی سے جلدی سونے اور اٹھنے کی عادت اپناؤ، داؤد صبح جلدی اٹھ کر آفس جاتا ہے تو تمھے بھی اس کے ساتھ ہی جاگنا پڑے گا اسکی ہر چیز دیکھنی ہے اسکا کھانا پینا، اسکی پسند

ناپسند" جیسے جیسے وہ کہے جا رہی تھیں مہر کے منہ کے تاثرات ویسے ویسے بدل رہے تھے۔

" اس لئے جب تک رخصتی نہیں ہوتی ابھی سے ان چیزوں کا خیال کیا کرو، داؤد کے چھوٹے موٹے کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرو" انھوں نے پیار سے کہہ کر بات مکمل کی۔ مہر نے فوراً سے ان کے کندھے سے سر ہٹایا اور انھے دیکھنے لگی۔

" میں کیوں کروں ان کے کام؟" مہر نے ناک چڑھائی۔

" بری بات شوہر ہے تمھارا" انھوں نے تنبیہ کی۔

" ہاں تو ابھی سے کیوں کروں جب شادی ہو گی تب"

" شادی کونسا سالوں بعد ہونی ہے نکاح ہو چکا اور رخصتی بھی جلد ہو جائے گی" وہ کہتے ہوئے اسکے بیڈ سے اٹھ گئیں۔ جبکہ مہر انکی بات پر شاک سی بیٹھی تھی۔

" ماں رخصتی کیوں جلدی ہو گی؟ مجھے نہیں جانا آپ کو اور بابا کو چھوڑ کر" وہ جلدی سے کہہ کر بھاگ کر انکے گلے لگی۔ انداز ایسے اپنایا تھا جیسے وہ اداس ہے بہت اور اسکی اداسی سے اسکی ماں رخصتی کا سوچے گی بھی نہیں۔

" شروع ہو گئے تمھارے ڈرامے" رخسانہ بیگم نے اس کے بازو پر تھپڑ رسید کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" آاااماں "مہر بازو سہلانے لگی۔رخسانہ بیگم مسکرا کر اسکے کمرے سے نکل گئیں۔مہر چل کر آئینے کے سامنے آئی اور اپنے عکس کو دیکھنے لگی۔

" اب ان لاڈ صاحب کے کام بھی کرنے ہوں گے ہونہہ "مہر نے ناک چڑھائی اور پھر کسی خیال کے تحت مسکرا دی۔

****

رات کا کھانا خاموشی سے کھایا جارہا تھا۔داؤد بالکل سنجیدہ سا کھانے میں مصروف تھا۔ مہر ہر لمحے بعد نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے داؤد کو دیکھتی۔اسے رخسانہ بیگم کی آج دوپہر کی باتیں یاد آئیں تو ایک شرمگیں مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا۔لیکن وہ شام سے نوٹ کررہی تھی داؤد نے ایک بار بھی اسکی طرف دیکھا نہیں تھا۔پہلے مہر نے اپنا وہم سمجھا لیکن ابھی بھی وہ اسکے سامنے تھی اور وہ کھانے میں لگا تھا۔پہلے تو اسکی نظریں مہر سے ہٹتی نہیں تھیں اور اب کیسے بیگانہ بنا بیٹھا تھا۔مہر نے برا سا منہ بنالیا۔

کھانا کھانے کے بعد داؤد لان میں چلا گیا۔مہر بھی جلدی جلدی سے ہاتھ چلاتے ہوئے برتن اٹھا کر کچن میں رکھے اور پھر داؤد کے پیچھے باہر لان میں آگئی۔اس نے دیکھا وہ فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے ٹہل رہا تھا۔مہر بھی تھوڑا فاصلے پر سینے پر ہاتھ باندھے ٹہلنے لگی۔جب داؤد کا فون بند ہوا اندر جانے لگا تو سامنے مہر کو کھڑے پایا وہ

اسے دیکھ کر مسکرائی لیکن داؤد پاس سے گزر کر اندر چلا گیا۔مہر پیچھے کھلے منہ کے ساتھ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

" خود کو سمجھتے کیا ہیں ہونہہ "مہر پیر پٹختی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

****

داؤد بیڈ پر ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے نیم دراز تھا۔ہونٹوں پر مسکان سجائے اپنی دشمن جان کے بارے میں سوچ رہا تھا۔وہ جان بوجھ کر مہر کو اگنور کر رہا تھا کہ اسے بھی تھوڑا احساس ہو۔وہ ڈائنگ پر خوب اچھے سے اسکی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا۔ حالانکہ یہ مشکل ترین کام تھا داؤد کیلیئے کہ مہر اس کے سامنے ہو اور وہ اسے نظر بھر کر دیکھے بھی نا۔اور تھوڑی دیر پہلے ہی آمنہ بیگم نے اسے بتایا تھا کہ انکی شادی کی تاریخ بھی رکھی جا چکی ہے۔اور اس بات سے ڈھیروں سکون دل میں اترا تھا اور ساتھ میں مہر کے ریکشن کا بھی سوچ رہا تھا اب اسے صحیح معنوں میں علم ہو گا کہ داؤد ابراہیم کو زبان دے کر مکرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

****

مہر بھی اپنے کمرے میں بے چین تھی اسے داؤد کا یوں اسے نظر انداز کرنا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

" ہائے کہیں مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں" ایک خیال دماغ میں آیا۔

" لیکن میری کیا غلطی ہے اس میں؟ آئے بڑے" مہر منہ بسورے اٹھی۔

" جاکر پوچھ لیتی ہوں کہ کیا مسئلہ ہے بھئی۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں یہ ہی صحیح رہے گا" کہتے ہوئے جلدی سے اس نے جوتا پہنا اور اپنے کمرے سے نکلی۔ پورا گھر خاموشی میں ڈوبا تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کیلئے جا چکے تھے۔ مہر داؤد کے کمرے کے باہر آ کر ہلکے سے ناک کیا اور پھر ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر کھولا تو دروازہ کھول گیا۔

مہر نے اندر قدم لیا تو داؤد کو سامنے بیڈ پر نیم دراز پایا۔

" شکر ہے جاگ رہے ہیں" مہر نے سوچا۔ داؤد نے اسے اپنے کمرے میں اس وقت آتے دیکھا تو تھوڑا حیران ہوا۔

" تم اس وقت" داؤد اٹھ کر بیٹھا۔ مہر نائٹ سوٹ پر ایک لمبا کھلا سا سویٹر پہنے ہوئے تھی۔ بال کھلے ایک طرف کیے تھے۔ رات کے اس پہر ایسے سردی کے موسم میں وہ اس وقت داؤد کے سامنے سراپا امتحان بنی کھڑی تھی۔

" ہاں وہ میں نے پوچھنا تھا۔۔۔۔۔۔کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" چہرے پر معصومیت سجائے اس نے پوچھا۔ داؤد ایک بار پھر حیران ہوا تھا۔ مطلب اسے اسکی زرا

سی بے رخی اتنی چبھی تھی کہ وہ رات کے اس پہر بنا کسی چیز کے پرواکیے اسکے کمرے میں موجود تھی۔

" کیا نہیں ہونا چاہیئے ؟" داؤد نے ابرو اچکا کر پوچھا جبکہ نظریں مہر کے سراپے پر الجھ رہی تھیں۔

" دیکھیں آپ کی غلطی تھی آپکو پتا ہونا چاہیے تھا مجھے پڑھائی سے کتنی چڑ ہے"

" ہاں مجھے خواب آنا تھا کہ تمھے پڑھائی سے کتنی چڑ ہے" داؤد نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

" اچھا نا تو اب یہ مسلئہ حل ہو تو گیا ہے تو پھر آپ ایسے کیوں ناراض ہیں ؟"

" ریلی ؟ مسئلہ تمہارا حل ہوا ہے۔۔۔۔۔ میرا کیا ؟"

" آپکا کیا ؟" مہر انجان بنی۔

" اففف" داؤد کیلیئے اب مشکل ہو رہا تھا۔اسکے دلکش روپ سے نظریں ہٹنے سے انکاری تھیں۔

" مہر مجھے تنگ نہیں کرو اور جاؤ اپنے کمرے میں" داؤد نے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے کہا۔

" لیکن میری بات۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی داؤد کہہ اٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مہرا گر تم یہاں دو منٹ بھی مزید رکی تو آئی سویر تمھے پوری رات یہاں سے جانے نہیں دوں گا" داؤد نے جس سنجیدگی سے یہ بات مہر کو دیکھتے ہوئے کہی تھی مہرالٹے قدموں وہاں سے بھاگی تھی۔ اسکی تیزی پر داؤد کھل کر مسکرایا۔

" پاگل نا ہو تو" داؤد نے اٹھ کر لائٹ اوف کی اور سونے کیلیئے لیٹ گیا وہ الگ بات تھی نینداسے اب کہاں آنی تھی۔

****

اگلی دوپہر کو عالیہ بھی آگئی تھی اور اس بار وہ رہنے کیلیئے آئی تھی۔ موسیٰ کو موسم سرما کی چھٹیاں تھیں تو عالیہ نے وہ چھٹیاں اپنے میکے میں گزارے کا سوچا۔ وہ اس وقت لاونج میں سب کے ساتھ بیٹھی اتنی جلدی شادی کی تاریخ رکھنے پر بحث کر رہی تھی۔

" امی اتنے کم سمے میں سب کچھ کیسے ہو گا؟" عالیہ نے آمنہ بیگم سے کہا۔

" اوہو عالیہ ابھی ایک ماہ دس دن ہیں پورے آرام سے تیاری ہو جائے گی" آمنہ بیگم نے جواب دیا۔

" امی ایک ہی بھائی ہے میرا اتنا کچھ سوچا تھا میں نے لیکن اتنے کم وقت میں مشکل ہے کہ کوئی مزہ آئے" عالیہ خفا سی کہنے لگی۔

" ہائے عالیہ تجھے کب سے مہر والے شوق ہو گئے "حفصہ بیگم نے تجسس سے پوچھا۔

انکی بات پر عالیہ ہنس دی۔

" مہر سے یاد آیا۔۔۔۔۔۔۔ چچی مہر کے لہنگے کا آرڈر کب دینا ہے؟" عالیہ اب رخسانہ بیگم سے مخاطب تھی۔

" وہ ہی سوچ رہی ہوں لیکن اس سے پہلے مہر کو کون بتائے گا یہ سب سے بڑا مسلئہ ہے "انھوں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

" کیا؟؟؟ مہر کو بتایا نہیں ابھی؟" عالیہ نے حیرت سے پوچھا۔

" یہ زمہداری تو اماں کی ہے۔۔۔۔ مجھے پتا ہے اتنی جلدی کا سن کر وہ کتنا ناٹک کرے گی۔۔۔۔۔۔۔ اسی لئے اماں ہی اسے صحیح سے سمجھا لیں گی " رخسانہ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

****

داؤد آفس سے جلدی گھر لوٹ آیا تھا۔ ابھی باتھ روم سے فریش ہو کر نکلا تو عالیہ اس کے کمرے میں آئی۔

" ہاں جی دولہے میاں! بڑی جلدی میں ہو" عالیہ نے شوخی سے کہا۔

" ایک تو تم سب کی مجھے سمجھ نہیں آتی، پہلے شادی پر راضی نہیں ہوتا تھا تب بھی مسئلہ اب ہو گیا ہوں تو تب بھی مسئلہ " داؤد نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے افسوس کیا۔

" ارے میرے دولہے بھائی ہم نے کب کہا کہ مسئلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔لیکن اتنی جلدی بھی تو نا کرو کے ہم اپنے ارمان بھی نا پورے کر سکیں " عالیہ نے دہائی دی۔

" عالیہ ابھی ٹائم ہے بہت سب کچھ ہو جائے گا " داؤد نے اسے تسلی دی۔

" ہاں بھئی تمہارا تو ہو ہی جائے گا اصل مسئلہ تو ہم لڑکیوں کا ہوتا ہے اور مہر۔۔۔۔۔۔۔۔مہر کا لہنگا اتنے کم وقت پر کیسے ہو گا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

" اور کیا؟ " داؤد نے جلدی سے پوچھا۔

" دلہن کو تو ابھی تک یہ بھی نہیں خبر کے اسکی شادی ہو رہی ہے " عالیہ نے سانس خارج کی۔

" اندازہ تھا مجھے کہ ابھی کسی نے اسے بتایا نہیں " داؤد نے دھیمے سے کہا۔اور پھر کچھ سوچ کر مسکرا دیا۔

****

مہر لاونج میں موسیٰ کے ساتھ مل کر اسکے فون پر کوئی گیم کھیل رہی تھی جب فرزانہ اس کے پاس آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

" مہر باجی اماں جی آپکو اپنے کمرے میں بلوا رہی ہیں" فرزانہ نے کہا۔

" اچھا جاتی ہوں" مہر نے گیم میں گھم ہی جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد مہر وہاں سے اٹھی۔

" موسیٰ تم کھیلو میں بڑی نانو کی بات سن کر آتی ہوں"

" جی دادو آپ نے بلوایا" مہر حفصہ بیگم کے کمرے میں جاتے ہی بولی۔

" ہاں زرا میری کھدر کی پھولوں والی شال دیکھ کدھر رکھی ہوئی ہے فرزانہ کو کب سے کہا ہے ڈھونڈ لیکن اسے ملی نہیں" حفصہ بیگم نے کہا۔ مہر نے اثبات میں سر ہلایا اور انکی الماری میں شال تلاش کرنے لگی۔ اور اسے مل بھی گئی۔

" یہ رہی آپکی شال" مہر نے نکال کر ان کے سامنے رکھی۔

" ہاں ادھر ہی رکھی تھی اس کام چور کو نظر نہیں آئی"

" لائیں میں آپ کے بال بنا دیتی ہوں" مہر نے انکو بال کنگھی کرتے دیکھا تو خود ان کے ہاتھ سے کنگھی لے کر بیڈ پر چڑھی اور ان کے پیچھے بیڈ پر گھٹنوں کے بل بیٹھے ان کے بال بنانے لگی۔ حفصہ بیگم خوش ہوئیں وہ ایسے ہی ہمیشہ تیار رہتی تھی انکی خدمت کیلیئے اور انھیں یقین تھا شادی کے بعد وہ ایک بہت اچھی بیوی بھی ثابت ہو گی اور انکا پوتا اور پوتی ہمیشہ ایک ساتھ خوش رہیں گے۔

" مہر!!"انھوں نے اسے پکارا۔

" جی"

" مہر اپنی ماں کے ساتھ جا کر شادی کیلیئے لہنگا پسند کر آ"

" کس کی شادی دادو؟"

" تیری اور کس کی؟"

" کیا میری؟"مہر جلدی سے بال باندھ کر بیڈ سے اتری۔

" آئے ہائے آرام سے گر جاتی تو"

" لیکن دادو شادی میں تو ابھی ٹائم ہے نا اتنی جلدی کیا ہے؟"

" کہاں ہے ٹائم ایک مہینہ دس دن بھی کوئی زیادہ ہوتا ہے"انھوں نے شال خود پر اوڑھی۔ جبکہ مہر نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

" لیکن کب کیسے کیوں؟؟؟"مہر کو لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے عمر قید کا حکم سنا دیا ہو۔

" لڑکی کیا مسئلہ ہے تمہارا نکاح ہو چکا ہے تو رخصتی بھی تو ہونی ہے نا"

" لیکن دادو اتنی جلدی کیوں؟اور مجھے بتائیں یہ شوشا گر آپکے لاڈلے پوتے نے چھوڑا ہے نا تو میں انکو چھوڑوں گی نہیں"میر نے تیکھے انداز میں استفسار کیا۔

" تمہارے باپ کا فیصلہ ہے"

" بابا کا؟"

" ہاں! جا جا کر اپنے بابا کے سامنے جلدی کا رونا رو"

" دادو میں بابا سے اس بارے میں کیسے بات کروں گی؟ پلیز کچھ کریں نا" مہر روہانسی ہوئی اور انکی گود میں سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

" چھوٹی بچی ہو تم جو ایسے ضد کر رہی ہو، بری بات ہے بیٹا" مہر نے کچھ نہیں کہا بس منہ بنا کر انکی بات سنتی رہی۔

" سب بچیوں کی شادی ہوتی ہے کوئی بھی تمہاری طرح تھوڑی کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ تم تو میری سب سے پیاری سمجھدار بچی ہو پھر کیوں کرتی ہو ایسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چل شاباش اٹھ آ جا باہر چلیں اور اب خبر دار جو تو نے ایسا کچھ کیا، اپنی ماں کو تنگ نا کر نا زیادہ" انھوں نے کہا اور اسکا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ باہر لے گئیں۔

****

داؤد اپنے کمرے میں کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔ اسکا رخ بالکونی کی طرف تھا اس لیے پیچھے کھڑے وجود سے وہ لا علم تھا۔ مہر اس سے بات کرنے آئی تھی اور اسکے پیچھے کھڑے اب فون بند ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ داؤد بات کرتے کرتے مڑا تو پیچھے مہر

چہرے پر پریشانی سجائے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔داؤد کے لبوں کو مسکان نے چھوا اور مزید دو منٹ بات کر کے اس نے فون رکھ دیا۔

" تم یہاں؟"داؤد نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" آپکو کچھ اندازہ ہے کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے ؟"

" کیا؟"

" ہماری شادی کی تیاریاں"مہر نے اپنی طرف سے جیسے کوئی بہت اہم ہونے والی سازش کا انکشاف کیا تھا۔داؤد کو اسکے انداز پر ہنسی آئی جو وہ ضبط کر گیا۔

" ریلی ؟؟؟"داؤد نے ایسے دکھاوا کیا جیسے اسے بھی ابھی پتا چلا ہو۔

" جی"

" اوکے"داؤد نے کندھے جھٹک کر کہا۔

" صرف اوکے ؟؟ اپ کچھ کریں گے نہیں ؟"

" میں کیا کروں گا ؟؟"داؤد نے سوالیہ انداز میں آبرو اچکا کر پوچھا۔

" دیکھیں صرف آپ ہی ہیں جو یہ سب روک سکتے ہیں"مہر نے التجاء کی۔

" اور تمھے کیوں لگتا ہے کہ میں یہ کروں گا ؟"داؤد نے سینے پر ہاتھ باندھے۔

" آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا ایسا کرتے ہیں میں آپکی وہ بات ماننے کیلئے تیار ہوں۔۔۔۔۔۔آپ جہاں کہیں گے جاؤں گی۔۔۔۔۔جو کہیں گے کروں گی اللہ کا وعدہ پکے والا "اسکے معصوم انداز پر داؤد بالکل مبہوت اسے دیکھے گیا۔

" نہیں اصل میں۔۔۔۔۔۔۔۔میرا اس میں زیادہ فائدہ ہے "داؤد نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے مہر کو اپنی طرف کھینچا تھا۔

" پلیز مان جائیں نا "اتنی نزدیکی کی پرواہ کیے بنا وہ پھر التجا کرنے لگی۔

" ناممکن اور یہ سزا ہے تمھاری تم نے پہلے مجھے انکار کیا تھا نا "داؤد اسکا گال سہلانے لگا۔

" اچھا تو اب آپ مجھ سے بدلہ لیں گے؟"

" ایسے ہی سمجھ لو "داؤد اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میں خود کچھ کرلوں گی چھوڑیں مجھے "وہ خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔اسکی حرکت پر داؤد کی گرفت مزید سخت ہوئی۔

" ایسا سوچنا بھی مت کیونکہ میں ایسا ہونے نہیں دوں گا"

" کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" کیونکہ میری جان یہ دوریاں اب نا قابل برداشت ہیں" داؤد نے بھاری آواز میں کہتے ہوئے مہر کے ناک کے ساتھ اپنا ناک رگڑا۔مہر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔اس نے پھر سے داؤد سے دور ہونا چاہا لیکن ناکام رہی۔

" داؤد پلیز" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔اسکے منہ سے پہلی بار اپنا نام سن کر داؤد کو خشگوار حیرت ہوئی۔

" پھر سے کہو" داؤد نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا۔

" کیاااا؟؟؟؟" مہر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" میرا نام"

" داؤد!!!!!!" اسکے کہنے پر داؤد نے جھک کر شوخ سی جسارت کی۔اسکی حرکت پر مہر بالکل سن ہو گئی پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔داؤد کو اسکی حالت پر مزہ آیا۔

" تمہارے لبوں سے میرا نام کتنا اچھا لگتا ہے" داؤد اس کے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے گویا ہوا۔مہر ایک دم ہوش میں آئی اسکی حرکت سے مہر کے چہرے پہ گلال بکھر گیا۔

" مم۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے جانا ہے" مہر نے آنکھیں جھکائے کانپتے لہجے میں کہا۔

" چلی جانا لیکن پہلے بتاؤ اب تم جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو گی اور بالکل بھی رخصتی کیلئے انکار نہیں کرو گی۔۔۔۔ نہیں تو میں ایک ماہ کا بھی انتظار نہیں کروں گا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے آؤں گا" داؤد نے اسے اچھے سے باور کروا دیا کہ اگر کچھ بھی کرنے کا سوچا تو انجام کیلئے تیار رہے۔ مہر نے دو تین بار سر ہاں میں ہلایا۔

" گڈ گرل" داؤد نے مسکرا کر اسے آزاد کیا تو وہ وہاں سے ایسے بھاگی جیسے دو منٹ بھی مزید رکتی تو بے ہوش کر گر جاتی۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novel|Afsana|Article|Books|Poetry|Interviews

رات کے کھانے کے بعد مہر حفصہ بیگم کے کمرے میں گئی جہاں رخسانہ بیگم پہلے سے موجود تھیں۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔

" کیا باتیں ہو رہی تھیں؟" مہر نے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑیں۔

" ایسے ہی ادھر اُدھر کی باتیں۔۔۔۔ آ جا بیٹھ" حفصہ بیگم نے اسے اپنے پاس بلایا۔

مہر مشکوک انداز میں سامنے بیٹھیں رخسانہ بیگم کو اور پھر حفصہ بیگم کو دیکھا۔

" اماں پھر میں کہہ رہی تھی لہنگا داؤد کی پسند کا بنوا لیتے ہیں" رخسانہ بیگم نے کنکھیوں سے مہر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا" انھوں نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"کیوں؟؟ شادی میری ہے۔۔۔۔۔ پہننا میں نے ہے لہنگا یا انھوں نے جو انکی پسند ہو گی" مہر کو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔

"تو تم اپنی پسند کا لو گی؟" رخسانہ بیگم نے جلدی سے پوچھا۔

"جی بالکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ میری شادی ہے سب میری مرضی کے مطابق۔۔۔۔۔ جیسے میں چاہوں گی ویسا ہو گا ہو نہہ" ہاتھ کمر پر رکھے گردن اکڑا کر اسنے علان کیا تھا۔ اسکے انداز پہ دونوں کے لبوں پر دبی دبی سی مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔ آخر انکا پلان کامیاب ہو گیا تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تو تم مان نہیں رہی تھی کہ جلدی کیا ہے۔۔۔۔۔ اور اب خود ہی تیاریاں کرو گی" حفصہ بیگم نے طنز کیا۔

"مانی تو میں ابھی بھی نہیں۔۔۔۔ لیکن انھوں نے جو دھمکی دی ہے نا مجھے اس لیے بہتر ہے میں چپ چاپ ہاں کر دوں۔۔۔۔۔ کم سے کم میں اپنی شادی تو انجوائے کروں گی" وہ خود سے ہی دھیمی آواز میں بڑبڑائی۔

"ارے کیا بول رہی ہے؟" حفصہ بیگم نے اسے خود سے ہی بات کرتے دیکھا تو پوچھ بیٹھیں۔

"کچھ نہیں دادو" کہہ کر وہ ان کے کمرے سے نکل گئی۔

پیچھے حفصہ بیگم اور رخسانہ ہنس دیں تھیں۔

"اف شکر ہے اماں یہ مسلئہ تو حل ہوا" رخسانہ نے بیگم نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو

حفصہ بیگم نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

****

کچھ دن ایسے ہی پر لگا کر اڑ گئے۔ان دنوں گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔مہر بھی بڑھ چڑھ کر اپنی شادی کی تیاریوں میں حصہ لے رہی تھی۔ہر چیز اسکی پسند کے مطابق ہو رہی تھی۔اب مہر داؤد کے سامنے کم سے کم جاتی بلکہ یہ کہنا صحیح تھا اس دن کے بعد سے مہر داؤد سے چھپتی پھیر رہی تھی اور یہ بات داؤد باخوبی جانتا تھا۔

"میرا فون کہاں گیا؟" مہر لاونج میں موجود اپنا فون تلاش کر رہی تھی۔

"موسیٰ کے ہاتھ میں دیکھا تھا تمہارا فون" رخسانہ بیگم پاس ہی بیٹھیں تھی انھوں نے بتایا۔

"کہاں ہے وہ؟" مہر نے پوچھا۔

"میرے خیال میں اوپر گیا تھا" مہر جلدی سے وہاں سے نکل کے زینے چڑھنے لگی۔

اوپر داؤد کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور سامنے بیڈ پر موسیٰ مہر کے فون پر گیم کھیلنے میں

مصروف تھا۔ مہر موسیٰ کو آواز دیتے ہوئے بنا آگے پیچھے دیکھتے ہوئے کمرے میں گئی۔

اس بات سے بے خبر کے پیچھے صوفے پر داؤد موجود تھا۔ داؤد صوفے پر بیٹھا سامنے ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ پر کام رہا تھا۔

" آپ میرا فون لے کر کہاں گھوم رہے ہو اور میں کب سے ڈھونڈ رہی تھی ؟"مہر نے موسیٰ سے کہا۔

" میں گیم کھیل رہا اوں "موسیٰ نے بنا اسکی طرف دیکھے جواب دیا۔

" بعد میں کھیلنا ابھی مجھے دے دیں"

" یار آؤٹ ہو جاؤں گا"

" چلو جی انکی گیم میرے کاموں سے زیادہ اہم ہے"مہر نے نفی میں سر ہلایا۔ داؤد اپنا کام چھوڑ کر صوفے سے ٹیک لگائے بڑی فرصت سے مہر کو دیکھنے لگا۔ جیسے اس سے اہم اب کوئی کام نہیں۔

" موسیٰ !!!! مجھے کال کرنی ہے"مہر نے پھر سے کہا۔

" میرے فون سے کر لو"داؤد نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ جبکہ مہر اسکی آواز سن کر وہیں جم گئی۔

" ہائے اللہ! جی یہ کہاں سے آ گئے" مہر بنا مڑے آنکھیں پھیلائے خود سے بولی۔ داؤد جو اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا اسکی آواز سنی تو مسکرا دیا۔

" میں تو کب سے یہیں ہوں تم نے دیکھا نہیں" داؤد نے پیچھے سے اسکے کان میں کہا۔

مہر نے داؤد کی سانسوں کی تپش محسوس کی تو اپنی آنکھیں میچ گئی۔

" موسیٰ آپکی ماما بلا رہی ہیں جاؤ جلدی سے انکی بات سنو" داؤد نے موسیٰ سے کہا تو وہ فوراً بیڈ سے اترا اور بھاگ کر کمرے سے نکل گیا۔ مہر بھی جلدی سے جانے کیلئے مڑی اور اسے بنا دیکھے دروازے کی طرف بڑھی لیکن اس سے پہلے ہی داؤد اسکے پیچھے سے ہی دونوں ہاتھ دروازے پر رکھے دروازہ بند کر چکا تھا۔ مہر داؤد کے حصار میں کھڑی بند دروازے کو گھور رہی تھی۔

" مہر!!!!" داؤد نے اسے پکارا تو مہر اسکی طرف مڑی تھی۔

" کتنا بھاگو گی مجھ سے جبکہ آنا تم نے ایک دن میرے پاس ہی ہے" داؤد گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسنے لگا۔ داؤد کی شوخ مسکراتی نظریں مہر کو بری طرح پزل کر گئی تھیں۔

" مم۔۔۔۔۔۔ میں کیوں بھاگوں گی بھلا؟" ہمت کرتے ہوئے اس نے داؤد سے کہا۔

" اچھا ایسا ہے تو ابھی تم کہیں نہیں جا رہی کتنے دنوں سے تمہے ٹھیک سے دیکھا نہیں "

داؤد نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے لیے آگے بڑھا۔

" اچھا یہ تو بتاؤ تم مجھے میرے نام سے کیوں نہیں پکارتی " داؤد نے رک کر سوال کیا۔

اسکے سوال پر مہر ایک دم خفا سی ہوئی۔

" کیونکہ دادو مجھے ہمیشہ بچپن میں ڈانٹتی تھیں کہ میں آپکو بھائی بولوں " مہر نے منہ

بناتے ہوئے بتایا۔

" اووووو یعنی تمھے بچپن سے ہی مجھ پر کرش تھا " داؤد مسکرایا تھا۔

" او خوش فہمی۔۔۔۔۔وہ تو مجھے غصہ آتا تھا انکی ڈانٹ سے تب سے میں نے بھی

سوچ لیا تھا کہ آپکا نام ہی نہیں لینا تو ڈانٹ بھی نہیں پڑے گی "

" اچھا " !!

" جی !! اور آپ۔۔۔۔۔۔خود آپ مجھ پر بچپن سے ہی غصہ کرتے ہوئے آئے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔اسی لئے آپ مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے تھے " مہر نے خفگی سے کہا۔

" تھے ؟؟؟؟؟ مطلب اب اچھا لگتا ہوں " داؤد نے اسکا شکوہ نظر انداز کرتے ہوئے

اپنے مطلب کی بات پکڑی۔

" نہیں جی۔۔۔۔۔۔اور آپ بھول گئے ایک دن آپ مجھے اتنی رات کو لان میں سے کیسے گھسٹتے ہوئے لائے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اتنی زور سے پکڑا تھا مجھے اتنا درد ہوا تھا "اب اسکا اگلا شکوہ بھی حاظر تھا۔داؤد کو وہ رات یاد تھی۔

" ہاں لیکن اس میں غلطی تمہاری تھی۔۔۔۔اس رات تم خود میں اتنی مگن تھی کہ تمھے پتا ہی نہیں چلا سامنے گھر سے ایک لڑکا کھڑا تمھے دیکھ رہا تھا "داؤد نے دھیرے سے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بتایا۔

" ہیں؟؟؟ مجھے تاڑ رہا تھا؟ "مہر نے چیختے ہوئے کہا۔

" تاڑ؟؟ تاڑ واٹ؟ "داؤد نے ناسمجھی سے پوچھا۔

" اوہو اسے چھوڑیں آپ مجھے بتائیں وہ کونسے والا لڑکا تھا وہ جو باڈی بلڈر ہے یا جس کی بڑی بڑی مونچھیں ہیں "اسکی بات پر داؤد کے ماتھے پر بل پڑے۔

" تم انھیں جانتی ہو؟ "داؤد نے آنکھوں میں برہمی لئے پوچھا۔

" ظاہر ہے بھئی ہمسائے ہیں ہمارے کتنی بار آتے جاتے دیکھا ہے "مہر نے بتایا تو داؤد نے سرد سانس خارج کی۔

" اب بتا بھی دیں۔۔۔۔۔میں جا کر اس کے دانت توڑ کر آؤں گی اسکی ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے تاڑنے کی "داؤد اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

" کاکروچ سے تم ڈرتی ہو اور اس لڑکے کے تم دانت توڑو گی" داؤد نے آنکھیں گھمائیں تھیں کیونکہ اسکے رومانس کا تو مہر اچھا خاصا بینڈ بجا چکی تھی۔اب وہ مزید اسے اس دن کا کروچ سے ڈرنے کی وجوہات بتانے لگی تھی جسے داؤد مسکرا کر سن رہا تھا۔

****

شادی میں مزید دس دن باقی رہ گئے تھے اور گھر میں ڈھولک رکھی جا چکی تھی۔ سارے قریبی رشتے دار اور مہر کی دوستیں بیا اور انعم ڈھولک کیلئے روزرات ان کے گھر موجود ہوتے۔اس طرح شادی سے پہلے گھر میں خوب رونق میلہ لگتا۔مایوں سے ایک دن پہلے مہر نے گرینڈ ڈھولک بھی رکھوائی جسکو باقاعدہ ایک فنکشن سمجھا جاتا تھا۔اس ڈھولک پر بھی صرف قریبی رشتے دار مدعو تھے۔پورا گھر دولہن کی طرح سجایا گیا۔لان میں کھانے کا بندوبست کیا گیا جبکہ گھر کے اندر لاونج سے ساری چیزیں ہٹوا کر وہاں ڈانس وغیرہ کا بندوبست تھا۔لاونج کے کارنر پہ میوزک سسٹم سیٹ کروا رکھا تھا۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔ عظمیٰ بیگم کی فیملی بھی آچکی تھی۔سارہ نے کالے رنگ کا سادہ سا لمبا کلیوں والا فراک پہنا ہوا تھا۔ہلکی گلابی لپسٹک اور آنکھوں میں کاجل ڈالے وہ سادگی میں بھی بہت پیاری نظر آرہی تھی۔مہر ٹی پینک شارٹ شرٹ جس پر سلور گوٹے اور تار کا کام ہوا تھا اور نیچے ہم رنگ شرارا پہنے ہوئے تھی۔

ہاتھوں میں سلور چوڑیاں، بالوں کو سٹریٹ کیے کھلا چھوڑا اور ماتھے پے بندیا لگائے، ہلکا میک اپ کیے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد میوزک سسٹم پر گانے بھی بجنا شروع ہو گئے۔ مرد حضرات سب لان میں موجود تھے جبکہ خواتین گھر کے اندر لاونج میں۔ داؤد اپنے کمرے میں ہی تھا کیونکہ اسے یہ شور و غل بالکل پسند نا تھا۔

میرا جھمکا اٹھا کے لیا پھر یار وی
جو گیرا تھا بریلی کے بازار میں
میں تو ٹھمکا لگا کے شرما گئی
بولی گھونگر بندھا دیں گے میں آ گئی
مجھکو ناچا کے ناچ لے
آ جا نچ لے نچ لے میرے یار تو ناچ لے
جھانک جھانک جھنکار
اے نچ لے نچ لے میرے یار تو نچ لے
اب تو لوٹا ہے بازار۔
سب کو بھولا کے نچلے

آجا نچ لے نچ لے میرے یار تو ناچ لے

جھانک جھانک جھنکار

گانا بجا تو انعم اور ربیا نے اس گانے پر خوبصورت سا رقص کیا جسے وہاں موجود سب خواتین نے سراہا۔اگلا گانا بجا تو عالیہ نے سارہ اور حمزہ کی بیوی ہانیہ نے بھی مہر کے ہمراہ اس گانے ہر خوب ڈانس کیا۔

بلونی تیرا لال گھاگرا۔

بلونی تیرا لال گھاگرا۔

ہے تڑپا وے، سدی جان کڈ جاوے

تیرا لال گھگھرا

ہے تڑپا وے، سدی جان کڈ جاوے

تیرا لال گھگھرا

رتن دی نیندار اوئیہ،

بلونی تیرا لال گھاگرا۔

بلونی تیرا لال گھاگرا۔

بلونی تیرا لال گھاگرا۔

باغن وچ خیرے جیواں پھول سوہنی

لگدے،انج تیرے گھا گرے تے پھول بوتے سجدے۔۔۔

باغن وچ خیرے جیواں پھول سوہنی

لگدے،انج تیرے گھا گرے تے پھول بوتے سجدے۔۔۔

تریاں تم مہنگا تیری لک

تے نار ہندا تیرا لال گھا گرا۔

ہر طرف خوشی ہنسی اور رونق لگی ہوئی تھی۔سب خوب انجوائے کر رہے تھے۔مہر اپنی دوستوں کے ساتھ اور باقی سب کے ساتھ تصویریں اور سیلفیاں لے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سب خواتین بھی کھانے کیلئے لان میں آگئی۔علی نے سارہ کو دیکھا تو دیکھتا رہ گیا۔وہ ایک کونے میں کھڑی موسیٰ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔جب علی اسکے پاس آرکا۔

"کیسی ہیں آپ؟"علی نے دھیمی مسکراہٹ لئے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں"سارہ نے بس اتنا ہی کہا۔موسیٰ اس سے اپنا ہاتھ چھوڑا کر وہاں سے بھاگ گیا۔تو سارہ بھی وہاں سے جانے لگی لیکن علی کی بات پر رک گئی۔

"آپ ابھی تک ناراض ہیں کیا؟"

" بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔آپ غلط سمجھ رہے تھے اس دن بھی اور آج بھی۔۔۔۔۔ ایکچلی آئی ایم سوری میں آپ سے کچھ زیادہ روڈ ہو گئی آئی ہوپ آپ نے مائنڈ نہیں کیا ہو گا" سارہ نے کہا۔

" اٹس اوکے! میں خوبصورت لڑکیوں کی بات کا بالکل برا نہیں مناتا" علی نے شوخی سے کہا۔ جبکہ سارہ کو اسکا اسے یوں خوبصورت کہنا ناگوار گزرا تھا۔

" آپ فلرٹ کر رہے ہیں؟" سارہ نے تیکھے لہجے میں کہا۔ آنکھوں میں واضح ناگواری تھی۔

" میری اتنی مجال۔۔۔۔۔میں تو بس آپکی تعریف کر رہا تھا کیونکہ میرا ماننا یہ ہے کہ ہر خوبصورتی کو سراہا جانا چاہیے" اسکی بات پر سارہ نے اسے گھورا اور وہاں سے جانے کیلیئے پلٹی لیکن ایک بار پھر علی کے پکارنے پر رکی تھی۔

" سنیں" !!!!

" کہیے؟؟؟" سارہ نے بنا پلٹے بات کرنے کی اجازت دی۔

" مجھ سے دوستی کریں گی؟" علی نے بڑے پیار سے پوچھا۔

" ہرگز نہیں" سارہ کہہ کر وہاں ایک پل نہیں رکی تھی۔اور پیچھے علی مسکرا دیا۔نا جانے کیوں وہ اسے اچھی لگنے لگی تھی۔

****

کچھ مہمان واپس جا چکے تھے بس اب گھر والے موجود تھے۔ایسے میں عالیہ نے مہر سے کہا کہ وہ گاناں لگوائے وہ داؤد کو بلوا کر لاتی ہے۔جبکہ داؤد کا سن کر مہر کو بھی یاد آیا اس کا ایک عدد شوہر بھی ہے جو آج اپنے ہی شادی کے فنکشن میں نہیں آیا۔مہر اپنی تیاریوں اور مستی میں اسے بالکل فراموش کر چکی تھی۔ میوزک سسٹم میں ایک بار پھر گانا بجنا شروع ہوا تو عالیہ اوپر داؤد کو لینے چلی گئی۔جبکہ مہر موسیٰ کو ڈانس کرتے دیکھ اس کے ساتھ ہنستے ہوئے ڈانس کرنے لگی۔

عالیہ اوپر داؤد کے کمرے میں اسے نیچے آنے کا کہنے لگی جو آرام دہ انداز میں بیڈ پر ٹیک لگائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے کوئی ڈاکومنٹری دیکھ رہا تھا۔

"میں کیا کروں گا نیچے؟"

"اف داؤد تمہاری شادی کا فنکشن ہے" عالیہ نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔

"شادی کا اصل فنکشن رخصتی والا دن ہے اور تم فکر نہیں کرو اس دن میں تمھے سب سے آگے نظر آؤں گا" داؤد نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں ہاں ہمیں پتا تمھے بہت جلدی ہے لیکن ابھی تو آؤ نا یار۔۔۔۔۔۔۔سب مہمان جا چکے ہیں صرف ہم گھر والے ہیں" عالیہ نے التجاء کی۔اور داؤد نا چاہتے ہوئے بھی مان گیا۔داؤد ابھی آدھی سیڑھیاں ہی اترا تھا کہ نیچے کا منظر دیکھ کر وہیں جم گیا۔

بولے چوڑیاں بولے کنگنا

ہائے میں ہو گئی تیری سجنا

تیرے بن جیو نہیں لگدا

مین تے مار جاوا

لیجہ لیجہ سونیے لیجہ

لیجہ دل لیجہ لیجہ

ہائے ہائے میں مار

جاوا مار جاوا تیرے بن

اب تو میری راتیں

کٹتی تارے گن گن

بس تجھکو پکارا کرے

میری بندیہ اشارا کرے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میوزک سسٹم پر گانا بج رہا تھا اور مہر اس گانے پر ڈانس کر رہی تھی۔اور داؤد بنا پلک جھپک اسے دیکھ رہا تھا۔جبکہ عالیہ نیچے اسے ایسے دیکھ اپنی مسکراہٹ دبا کر واپس اوپر آئی۔

" پیاری لگ رہی ہے نا؟"عالیہ نے بھی مہر کی طرف دیکھتے ہوئے استفسار کیا جواب حمزہ کے ساتھ ڈانس کے سٹیپ لیتے ہوئے ہنس رہی تھی۔

" بہت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"داؤد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔عالیہ نے اسکے جواب پر اپنی ہنسی لبوں پر دبائی اور اسکی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ لہرا کر ہوش دلایا۔

" بس میرے بھائی ادھر ہی کھڑے رہ کر دیکھنا ہے کہ نیچے بھی چلنا ہے"داؤد جلدی سے سڑھیاں اتر کر نیچے گیا۔مہر کی نظر جب داؤد پر گئی تو وہیں تھم گئی۔وائٹ سفیٹ شرٹ بلیک ٹراؤزر میں ملبوس وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔بال ماتھے پر بکھرے آنکھوں میں چمک لئے وہ مہر کو دیکھ رہا تھا۔مہر کو اپنی دل کی دھڑکنیں تیز سنائی دینے لگی۔اب میوزک سسٹم پر دوسرا گانا بجنا شروع ہوا تو حمزہ سب کو بھاری بھاری اٹھا کر ڈانس کروا رہا تھا۔

بلے بلے نی ڈور پنجاب دی

ہو بلے بلے نی ڈور پنجاب دی

ہو جٹی کھل دی ماروناناںئیو چل دی دور پنجاب دی

ہو جٹی کھل دی ماروناناںئیو چھل دی دور پنجاب دی ہو بلے بلے!

رات کی رنگینی دیکھو کیا رنگ لائی ہے۔

ہاتھوں کی مہندی بھی جیسی کھل۔ کھل آئی ہے۔

مستیاں نی آنکھ یون کھلی اے۔

جھومتی دھڑکن یہ بولی۔

بلے بلے

سب ڈانس کر رہے تھے۔حفصہ بیگم صوفے پر بیٹھی اپنے بچوں کو ایسے کھلکھلاتے ہنستے مسکراتے دیکھ خوش تھیں۔مہر نے موسیٰ کا ایک ہاتھ تھامے اسکے ساتھ ہنستے ہوئے ڈانس کر رہی تھی۔دفعتاً داؤد آگے بڑھا جہاں مہر تھی۔داؤد نے مہر کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔مہر نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی بھی انکی طرف متوجہ نہیں تھا۔داؤد اسے جلدی سے زینے چڑھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں لے آیا۔

****

داؤد نے اسے بند دروازے کے ساتھ لگایا اور خود اسکے سامنے دائیں بائیں ہاتھ رکھے کھڑا ہو گیا۔داؤد کی نظریں مہر کے ایک ایک نقش کا طواف کر رہی تھیں۔

" آآ۔۔۔۔۔۔آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟"اسکی نظروں سے گھبراتے ہوئے بڑی مشکل سے کہہ پائی۔

" تمھے قریب سے دیکھنے کیلئے"داؤد کا جواب تیار تھا۔

" مم۔۔۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ کہتی داؤد نے اسے چپ کروادیا۔

" ششششش"اپنے ہاتھ مہر کے ہاتھ کی انگلیوں میں الجھاتے ہوئے داؤد نے اسکا ہاتھ اٹھا کر اپنے لبوں سے چھوا۔مہر نے اسکے لمس پر اپنی آنکھیں موند لیں۔داؤد نے اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکائی اور کتنی ہی دیر ایسے ہی کھڑا رہا۔

" داؤد!!"تھوڑی دیر گزرنے کے بعد مہر نے اسے پکارا۔

" ہمممم!!"داؤد کا بھاری گھمبیر لہجہ اسکی سماعتوں سے ٹکرایا۔

" کوئی آجائے گا"مہر منمنائی۔

" آنے دو"داؤد نے جھک کر اسکے گال کو چھوا۔

" دادو۔۔۔۔۔۔بلا رہی ہیں"

" بلانے دو۔۔۔۔۔۔"داؤد نے اب اسکے دوسرے گال کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔مہر نے اپنی گھنی پلکوں کی باڑ اٹھا کر داؤد کی آنکھوں میں دیکھا جو اپنی محبت پاش نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔مہر کے گال سرخی مائل ہونے لگے۔داؤد اسکے چہرے پر بکھرے رنگوں کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتے ہوئے ایک بار پھر جھکنے والا تھا کہ مہر کی اگلی بات سے ماحول کا فسوں ٹوٹا تھا۔

" مجھے واشروم جانا ہے"مہر نے تیزی سے کہا۔

" واٹ ؟؟؟"داؤد نے سر اٹھا کر اسے بے یقینی سے دیکھا۔

" ہاں وہ مجھے گرمی لگ رہی ہے۔۔۔میں نے اپنا منہ دھونا ہے"مہر نے جلدی سے بتایا۔

" تمھے پتا ہے نا تم دنیا میں ایک ہی پیس ہو ؟"

" اچھا یہ چھوڑیں۔۔۔۔آپ بھی چلیں میرے ساتھ نیچے اور ڈانس کریں"مہر نے مسکراتے ہوئے فرمائش کی۔

" میں اور ڈانس ؟"داؤد نے آئی برو اچکائی۔

" جی آپ اور ڈانس "مہر نے اسکی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

" میں فضول کام نہیں کرتا"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" ہاں میں تو بھول گئی تھی کہ کھڑوس کہاں کرتا ہوگا یہ سب " مہر نے دانت چپاتے ہوئے دھیمے سے کہا تھا لیکن داؤد شاید سن چکا تھا۔

" مجھے آواز آگئی ہے " داؤد نے اسے گھورا تھا۔

" میں تو بس ایسے ہی مذاک کر رہی تھی " مہر نے ہنستے ہوئے کہا۔

****

اگلے دن بھی غازی ہاؤس میں ایسے ہی گہما گہمی تھی۔آج داؤد اور مہر کا مایوں تھا اور اسکا انتظام بھی گھر کے لان میں ہی تھا۔ مہکتی دمکتی شام نے جب اپنے خوبصورت پر پھیلائے تو ہر چیز کھل اٹھی۔سب مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔مرد حضرات سب نے آج سفید کرتا پاجامہ پہنا تھا۔داؤد بھی اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑا سفید کرتا پاجامہ پہنے اپنے بال بنا رہا تھا۔یہاں سے مہر کے کمرے میں جھانکے تو وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی چوڑیاں پہن رہی تھی، کندھے اور سر کے درمیان فون رکھے وہ بیا سے بات کر رہی تھی۔

" یار کہاں رہ گئی ہو تم دونوں؟ فنکشن شروع ہونے والا ہے اور تم میں سے کوئی بھی نہیں آیا"

" یار بس نکل رہی تھی " دوسری طرف سے بیا نے کہا۔

" اچھا جلدی سے پہنچو ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی اور انعم کو بھی زرا کال کر کے پوچھو "مہر نے جلدی سی کہہ کر فون رکھا جب رخسانہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں۔

" مہر بیٹا تیار نہیں ہوئی سب مہمان آچکے ہیں" رخسانہ بیگم نے اندر آتے ہوئے کہا۔

" بس ماں ہو گئی ہوں، آپ بتائیں میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نا؟"مہر بیڈ سے اٹھ کر ان کے سامنے آئی۔

گہرے گلابی رنگ کی قمیض اور نیچے نارنجی شرارا زیب تن کیے، بالوں کی ڈھیلی چوٹی بنائے ہلکا سا میک اپ کیے وہ آج بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

" ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔میری بیٹی تو شہزادی لگ رہی ہے"انھوں نے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔مہر نے مسکرا آگے بڑھ کر ان کا گال چوما۔

****

لان میں کھڑے علی کی نظریں کسی کی تلاش میں تھیں اور اسکا انتظار بھی شاید ختم ہو گیا تھا۔سامنے سے سارہ ہرے رنگ کی قمیض اور ہم رنگ ہی شرارا پہنے جس پر سنہرے رنگ کا کام ہوا تھا، ہلکا میک اپ بال کھلے چھوڑے ایک طرف کیے تھے۔ علی کو سب سے منفرد اور دلکش لگی وہ بے اختیار اسے دیکھے گیا۔سارہ تو کب سے وہاں سے جا چکی تھی لیکن علی ابھی بھی اس کے سحر میں جکڑا کہیں اور ہی کھویا ہوا تھا۔فنکشن کا باقاعدہ

آغاز ہو چکا تھا سب ہی آ چکے تھے۔لان میں پھولوں سے جھولا سجایا گیا تھا جہاں اس وقت داؤد کو عالیہ نے زبردستی بٹھا رکھا تھا۔

" ہاں تو دولہے راجہ میں تمھے ابٹن لگاؤں گی تو تم چپ چاپ لگواؤ گے" عالیہ نے اسے تنبیہ کی۔

" بالکل بھی نہیں۔۔۔میں یہاں بیٹھا ہوں وہ ہی بہت ہے"

" داؤد باز آ جاؤ ابٹن تو تمھے لگوانا پڑے گا"

" ہاں سالے صاحب آج آپکی ایک نہیں چلے گی" جنید مسکراتے ہوئے اس کے پاس ہی جھولے پر بیٹھ گیا۔باقی سب بھی پاس ہی انکی گفتگو پر مسکرا رہے تھے۔

" اچھا تو یہ صرف مجھے ہی لگایا جائے گا؟" داؤد نے پوچھا۔

" نہیں میرے بھائی تیری دولہن کو بھی لگائیں گے فکر ناٹ" حمزہ نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔ تبھی مہر سارہ ہانیہ بیا اور انعم کے ہمراہ لان میں آئی۔داؤد کی نظریں اس پر گئیں تو ہمیشہ کی طرح پلٹنے سے انکاری تھیں۔ہوش میں تو تب آیا جب مہر کو اسکے پاس لا کر بٹھا دیا گیا۔سب اب باری باری دونوں کا ابٹن لگا رہے تھے۔داؤد بھی عالیہ کی ضد کے آگے ہار مان چکا تھا۔ہر طرف خوشی کا منظر تھا۔سارہ ایک طرف کھڑی تھی جب علی اس کے پاس ہی آ کر کھڑا ہو گیا۔

" تو پھر کیا سوچا آپ نے؟" علی نے پوچھا۔

" کس بارے میں؟" سارہ اسکی طرف رخ مڑے بولی۔

" دوستی کریں گی مجھ سے؟" علی نے دلکش مسکان لبوں پر سجائے کہا۔

" میں اسکا جواب کل ہی دے چکی تھی۔۔۔۔اس لیے آج آپکے دوبارہ پوچھنے پر میرا جواب بدل نہیں جائے گا"

" دوستی تو آپکو کرنی پڑے گی" علی بضد تھا۔

" کوئی زبردستی ہے کیا؟" سارہ کو اسکی ہٹ دھرمی پہ طیش آیا تھا۔

" بالکل" اطمینان سے جواب آیا۔ سارہ غصے سے وہاں سے جانے لگی لیکن علی کی بات پر وہیں تھم گئی۔

" اچھی لگتی ہیں آپ مجھے"

" مجھے لگتا ہے آپکا دماغ خراب ہو چکا ہے" سارہ نے شعلہ بار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" مجھے لگتا ہے آپکو سب بھول کر اب آگے بڑھ جانا چاہیے" علی کہہ کر اسکے پاس سے گزر گیا۔ جبکہ سارہ وہیں شل ہوتے دماغ کے ساتھ کھڑی رہ گئی۔

****

" مہر!!"داؤد نے ساتھ بیٹھی مہر کو پکارا۔لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

" مہر!!میں تم سے بات کر رہا ہوں"داؤد نے ایک بار پھر سے اسے بلایا لیکن وہ ایسے ہی رہی۔

" مہر!!!!!!"داؤد نے دانت پیستے ہوئے پھر پکارا۔

" کیا ہے؟"مہر نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

" میں تمھے کب سے بلا رہا ہوں"

" ہاں تو"

" یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟"داؤد نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔

" میں ایسے ہی کروں گی کیونکہ میں ناراض ہوں"

" اور تم ناراض کیوں ہو؟؟"

کیونکہ آپ نے ڈانس نہیں کیا"مہر نے خفت بھرے لہجے میں کہا۔

" مہر یہ فضول کی ضد میرے ساتھ مت کرو"داؤد نے اب کی بار تھوڑا نرمی سے کہا۔

" کیوں؟؟سب کرتے ہیں اپنی شادی پر آپکو بھی کرنا پڑے گا"

" کیوں مانوں میں تمہاری بات؟تم کبھی مانتی ہو میری؟"داؤد نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔جہاں سب مہمان کھانا کھانے میں مصروف تھے۔اسکی بات پر مہر خاموش

ہی ہو گئی جانتی تھی اب بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تھوڑی دیر بعد مہر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو داؤد کو غصہ آیا۔

****

سارہ اندر لاونج میں بیٹھی تھی جب اپنے سر پر مہر کو کھڑے دیکھا۔ وہ ہاتھوں میں ابٹن لئے شریر نظروں سے سارہ کو دیکھ رہی تھی۔ آسکو بات سمجھ آئی تھی تو فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" مہر خبردار اگر تم نے مجھے یہ لگایا" سارہ الٹے قدم پیچھے کی جانب لیتے ہوئے بولی۔

" کیوں بھئی سب نے مجھے تھوڑا تھوڑا لگایا اس کے بدلے میں نے سب کو بہت زیادہ لگایا ہے صرف تم بچ گئی ہو۔۔۔۔۔اب تمہاری باری ہے" مہر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" مہر کی بچی پٹو گی میرے ہاتھوں" سارہ نے اسے دھمکی دی۔

" منظور ہے۔۔۔۔۔۔" مہر اسکی طرف بڑھی تو سارہ وہاں سے بھاگی۔ مہر بھی اسکے پیچھے ہی کھلکھلاتے ہوئے بھاگی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ سارہ کو پکڑ چکی تھی اور ڈھیر سارا ابٹن اس کے چہرے پر لگا چکی تھی۔

" تمہے تو میں ابھی بتاتی ہوں پہلے یہ صاف کر آؤں" سارہ کہتے ہوئے کچن میں منہ دھونے کی گرز سے چلی گئی۔مہر واپس لان میں آئی تو ایک کونے میں علی کو کھڑے دیکھا جو فون استعمال کر رہا تھا۔اسے دیکھ کر مہر کی آنکھوں میں چمک اور لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سجی۔وہ ٹیبل کی طرف گئی وہاں ابٹن کے پڑے باؤل میں اپنے ہاتھ اچھی طرح ڈبوئے۔اور پھر علی کی جانب بڑھ گئی۔داؤد ایک طرف کھڑا اسکندر صاحب سے باتیں کر رہا تھا جب اس نے مہر کو علی کی طرف جاتے دیکھا۔

" علی!!!"مہر اپنے ہاتھ پیچھے چھپائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

" ہے سنو وائٹ!!بہت پیاری لگ رہی ہو"

" تھینک یو!یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو؟"

" ویسے ہی۔۔۔۔۔۔۔۔کینیڈا میں ایک دوست کو میسج کر رہا تھا"

" اچھا وہ نا۔۔۔۔"مہر نے کہتے ہوئے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھ اس کے گال پر لگائے اور علی کیلئے اسکی حرکت غیر متوقع تھی۔وہ منہ کھلے سامنے کھڑی مہر کو ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

" مہر!!!"علی نے اسے گھورا تھا۔

" بالکل بندر لگ رہے ہو" مہر نے اسکی شکل دیکھ کر قہقہ لگایا تھا۔علی نے اپنے چہرے پر لگا ابٹن اپنے ہاتھوں میں لے کر مہر کی ناک پر لگائی۔

" تم بھی اب بندریا لگ رہی ہو" علی نے بھی اب قہقہہ لگایا۔اب دونوں ہی اس بات پر ایک ساتھ ہنسنے لگے۔دور کھڑے داؤد کو یہ منظر دیکھ کر انتہائی غصہ آیا جسے بہت مشکل سے ضبط کیے وہ کھڑا تھا۔

****

تھوڑی دیر بعد سب مہمان واپس جا چکے تھے۔سارہ ڈائننگ پر کھانا لگا رہی تھی کیونکہ گھر والوں میں سے کسی نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔

" مہر آجاؤ تم بھی کھانا کھالو" سارہ نے اسے آواز دی جو ابھی تک ابٹن لگے چہرے کے ساتھ موسیٰ کے ساتھ تصویریں لے رہی تھی۔

" ہاں میں بس منہ دھو کر آتی ہوں" مہر کہہ کر اوپر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

داؤد سب کے ساتھ لاونج میں موجود تھا اس نے مہر کو اوپر جاتے دیکھا تو وہاں سے نکلا۔

" کدھر؟" عالیہ نے راستے میں ہی اسے پکڑ لیا۔

" میرا فون روم میں ہے،وہ ہی لینے جا رہا ہوں" عالیہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

" پاگل سمجھا ہے مجھے۔۔۔۔اچھی طرح پتا ہے تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے"

" اگر پتا ہے تو ہٹو سامنے سے مجھے بھی اپنی بیوی کو ابٹن لگانا ہے" اسکے اتنی آسانی سے مان جانے پر عالیہ حیران ہوئی۔

" اچھا تھوڑی دیر کوئی ہمارا پوچھے تو دیکھ لینا" اسکے حیران تاثرات کو اگنور کرتے وہ کہہ کر تیزی سے سیڑھیاں عبور کر کے مہر کے کمرے کی طرف گیا۔

" لیکن۔۔۔۔۔۔" پیچھے عالیہ اسے آواز دیتی رہ گئی۔

****

اپنے کمرے میں آکر مہر نے دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھا اور اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی چوڑیاں اور باقی زیور اتار رہی تھی جب کمرا لاک ہونے کی آواز پر مہر نے مڑ کر دیکھا تو داؤد اسکے کمرے کا دروازہ لاک کر رہا تھا۔

" آپ ؟؟؟" مہر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں میں" داؤد سینے پر ہاتھ باندھے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

****

داؤد نے اسے سر تا پیر تک دیکھا تو مہر اسکے دیکھنے کے انداز سے سٹپٹا گئی۔ اسے احساس

ہوا وہ بنا ڈوپٹے کے کھڑی ہے اس لئے تیزی سے بیڈ پر پڑے ڈوپٹے کو اٹھا کر خود پر اوڑھا۔اس کی حرکت سے داؤد محظوظ ہوا تھا۔

" آپ یہاں کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔میرا مطلب نیچے سب کھانے پر آپکا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔اگر کسی نے۔۔۔۔۔دیکھ لیا تو" ابھی مہر نے آدھی بات ہی کی تھی کہ داؤد اسکی طرف بڑھنے لگا۔

" میں نے سوچا میں بھی اپنی بیوی کو ابٹن لگا لوں"

" لیکن۔۔۔۔۔۔آپ کیسے؟" مہر نے آنکھوں میں حیرت سموئے پوچھا۔

" میں کیوں نہیں؟؟۔۔۔۔۔۔۔نیچے باقی سب کو تو بہت خوشی سے لگا رہی تھی اور لگوا بھی رہی تھی" داؤد نے تھوڑا سرد لہجے میں کہا کیونکہ وہ منظر اسکی آنکھوں کو ابھی بھی چبھ رہا تھا جب مہر علی کے ساتھ تھی۔

" لیکن دولہے تو دولہن کو کوئی ابٹن نہیں لگاتے ایسی کوئی رسم نہیں ہوتی" مہر نے جلدی سے داؤد کو اپنی طرف سے بہت پتے کی بات بتائی تھی۔

" ہاں شاید۔۔۔۔۔لیکن ہماری شادی میں ہے یہ رسم"

" اچھا!!!" مہر نے منہ لٹکا کر کہا۔پھر ایک خیال ذہن میں آیا تو دوبارہ بولی۔

" ابٹن تو ہے ہی نہیں تو کیسے لگائیں گے ؟"اس نے خوشی سے سرشار کہا۔داؤد مزید آ سکے قریب ہوا تھا۔

" ابھی پتا چل جائے گا کیسے۔۔۔۔۔۔"داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور جھک کر اس کے گال سے اپنا گال رگڑا۔اس سے مہر کے گال پر لگا ابٹن داؤد کے گال پر بھی لگ گیا۔مہر اپنی آنکھیں موند گئی۔داؤد نے اب اپنے ہاتھ کی پشت مہر کے گال پر پھیری وہ ایسے ہی کھڑی رہی آنکھیں بند کیے۔داؤد نے اب وہ ہی ابٹن لگے ہاتھ کی پشت مہر کی خوبصورت صراحی دار گردن پر پھیرا۔اسکی انگلیوں کا سر سراتا لمس محسوس کر کے مہر کے دل کی دھڑکنوں نے شور مچایا تو اس نے فوراً آنکھیں کھول کر داؤد کو دیکھا۔داؤد کی آنکھوں میں خماری سی تھی جس دیکھ کر مہر نے گھبرا کر داؤد کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھے اس سے دور ہوئی اور اپنا رخ مڑ کر کھڑی ہو گئی۔مہر نے بے اختیار اپنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھ کر خود کو سنبھالا۔دفعتاً ایک خیال کے تحت اسکی آنکھیں مسکرائی اس نے اپنے دوسرے گال پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا ابٹن اتارا اور پھر جلدی سے مڑ کر داؤد کے ناک پر لگا دیا اور اسے دیکھ کر ہنس دی۔ داؤد آگے بڑھا اور اسے اپنے قریب کرتے ہوئے پیچھے دھکیلتا ہوا الماری کے ساتھ لگایا۔مہر اسکی حرکت پر بوکھلا سی گئی۔

" آآ۔۔۔۔۔۔۔۔آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیچے سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔" مہر نے دھیمے لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

" مہر!!!!! تمھاری آنکھیں۔۔۔۔۔۔میں جب بھی انکو دیکھتا ہوں تو خود کو بھولنے لگتا ہوں" داؤد نے جذبوں سے بوجھل لہجے میں کہا۔داؤد نے اپنے لمس سے اسکی آنکھوں کو مہکایا۔

" داؤد۔۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز!!!!!"مہر اسکی قربت پر روہانسی ہوئی۔داؤد کو اسکی حالت پر ترس آیا تو تھوڑا دور ہوا لیکن وہ ابھی بھی اسی کے حصار میں کھڑی تھی۔

" مہر!!! کل کوئی فنکشن نہیں ہے اس لیے کل تم میرے ساتھ چلو گی" داؤد نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا۔

" کہاں؟؟"

" جہاں بھی میں لے جاؤں تمھے جانا ہے میرے ساتھ" داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تاکید کی۔

" لیکن میں کیسے جاسکتی ہوں؟ گھر میں سب پوچھیں گے تو۔۔۔۔۔۔۔"

" وہ میرا مسلہ ہے۔۔۔۔۔میں دادو سے اجازت لے لوں گا"

" لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ کوئی بہانہ بنا کر انکار کرتی داؤد نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ کروادیا۔

" اگر تم انکار کروگی تو میں یہاں سے نہیں جاؤں گا اور رات یہیں روکوں گا تمہارے پاس" اس کی بات پر مہر نے اپنی آنکھیں پھیلائیں۔

" چلوگی نا؟" داؤد نے پوچھا تو مہر نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔ داؤد نے مسکرا کر اپنی انگلی اس کے لبوں سے ہٹائی۔ داؤد جانتا تھا وہ سیدھے طریقے سے نہیں مانے گی۔

" گڈ تو پھر کل شام" داؤد کہہ کر مڑا اور کمرے سے باہر نکلا تو سامنے ہی عالیہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

" ہاں جی جناب کونسا ابٹن تھا ایسا جو دروازہ بند کر کے لگا رہے تھے"

" بس تھا ایک" داؤد دلکشی سے مسکرایا۔

" اچھا بچو!!! نیچے چاچو کو پتا چلے تو تمھے پھر وہ لگائیں گے ابٹن۔۔۔۔۔۔وہ بھی اپنے ہاتھوں سے"

" تم اسے چھوڑو میرے ساتھ آؤ مجھے ایک ہیلپ چاہیے تمہاری" داؤد عالیہ کو لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

مہر چینج کر کے نیچے آئی تو تقریباً سب کھانا کھا چکے تھے۔

" مہرا تنی دیر کر دی بیٹا کب سے تمہاری راہ دیکھ رہے تھے آجاؤ شاباش کھانا کھاؤ"

سکندر صاحب نے اسے اپنے پاس خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مہر مسکرا کر ان کے پاس آ بیٹھی۔ دو منٹ بعد داؤد بھی نیچے آیا تو سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ آمنہ بیگم نے دوبارہ سے کھانا گرم کروایا۔ باقی سب لاؤنج میں جا چکے تھے۔ سارہ نے کچن سے گرم رائس لا کر میز پر رکھے۔

" سارہ تم بھی بیٹھو آؤ کھانا کھاؤ" مہر نے پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے کہا۔

" نہیں میں کھا چکی ہوں اور ویسے بھی میری کافی بن رہی ہے میں وہ پینے والی ہوں" سارہ نے اسے بتایا۔

" اچھا تو یہاں بیٹھ تو جاؤ نا میرے پاس" مہر نے دوبارہ کہا تو سارہ مسکرا کر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہانیہ کچن سے ٹرے لے کر نکلی جس میں پانچ کافی کے مگ تھے۔ ایک اس نے سارہ کو دیا باقی وہ لاونج میں لے گئی۔

سارہ کافی کے مگ کے کناروں پر اپنی انگلی پھیرتے ہوئے علی کی بات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

" کیا اتنا آسان ہے سب کچھ بھول کر آگے بڑھ جانا؟" سارہ نے سوچا۔

" میں بھی پاگل ہوں کیا سوچ رہی ہوں اسے کیا پتا کہ میرا صرف رشتہ ہی نہیں ختم ہوا بلکہ میں جس سے محبت کرتی تھی اس سے رشتہ ختم ہوا ہے اور یہ تکلیف کے وہ کسی اور کو چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اف" سارہ نے اپنی آنکھیں میچ لیں۔ ساتھ بیٹھی مہر اپنے کھانے میں مگن تھی اور داؤد اسے دیکھنے میں۔ سارہ نے آنکھیں کھولیں تو نظر سامنے داؤد پر پڑی۔

" کیا میں غلط کر رہی ہوں؟ وہ اب کسی اور کا ہو چکا ہے بلکہ وہ کسی اور میری سب سے پیاری دوست مہر کا ہے۔۔۔۔۔۔۔مجھے داؤد کو بھولنا ہو گا۔۔۔۔۔ہاں وہ صحیح تھا مجھے آگے بڑھنا ہو گا۔۔۔۔۔۔" سارہ مسلسل داؤد کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ مہر سارہ سے کچھ کہنے کیلئے اسکی طرف متوجہ ہوئی تو سارہ کو داؤد کو دیکھتے پا کر وہ ایک دم چپ ہو گئی۔ دل میں ایک دم بوجھ آن گھیرا۔ مہر نے نظریں ہٹا کر اپنے سامنے پڑی پلیٹ کو بے مقصد دیکھنا شروع کر دیا۔ چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ داؤد نے اپنا کھانا ختم کر کے مہر کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔ داؤد نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے ٹیبل کو اپنی ہاتھ کی پشت سے بجایا تو سارہ بھی ہوش میں آئی اور اس نے داؤد سے نظریں ہٹا کر مگ اپنے لبوں سے لگایا۔ لیکن مہر ویسے ہی سر جھکائے بیٹھی رہی۔ داؤد نے مسکرا کر سارہ کو دیکھا اور مہر پر ایک گہری نظر ڈال کر وہاں سے اٹھ گیا۔

****

اگلے دن بھی گھر میں ویسے ہی گہما گہمی رہی تھی۔حالانکہ آج ایک دن کا وقفہ مہندی سے پہلے رکھا گیا تھا تاکہ تیاریوں میں وقت مل جائے۔عالیہ اس وقت مہر کے کمرے میں موجود اسے داؤد کے ساتھ جانے کا کہنے آئی تھی۔

" آپی میں کیسے جاسکتی ہوں؟ بابا ماں سب کو کیا کہوں گی کہ میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں "مہر نے خدشہ ظاہر کیا۔

" میں نے بھی تمہارے میاں کو یہ بات کل رات سمجھانی چاہی لیکن وہ کہاں سنتا ہے؟ کہا بھی ہے دو دن کی ہی تو بات ہے رخصتی ہو جائے گی تو جہاں مرضی لے جانا لیکن وہ ہی مرغی کی ایک ٹانگ۔۔۔۔۔۔۔"عالیہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

" لیکن میں۔۔۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہتی عالیہ نے اسکی بات کاٹی۔

" مہر داؤد باہر گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہے جاؤ جلدی سے ویسے بھی وہ دادو سے اجازت لے چکا ہے۔۔۔۔۔اور تم فکر کیوں کر رہی ہو وہ شوہر ہے تمہارا۔۔۔۔۔"

عالیہ نے اسکے چہرے پر پریشانی دیکھ کر سمجھایا اسے۔مہر نے بس ہاں میں سر ہلایا۔

****

گاڑی منزل کی طرف گامزن تھی۔داؤد گاڑی چلاتے ہوئے ساتھ بیٹھی منہ پھلائے ایک نظر مہر پر بھی ڈالتا۔

"کب تک واپس آئیں گے ہم؟"مہر نے بنا اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اتنی جلدی ہے واپس آنے کی پہلے منزل تو آنے دو"اسکے جواب پر مہر نے منہ بنایا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بیوٹی سیلون کے باہر گاڑی رکی تو مہر حیران ہوئی۔داؤد کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول پڑی۔

"آپ یہاں جانا چاہتے ہیں میرے ساتھ؟۔۔۔پہلے بتادیتے اس میں شرمانے والی کیا بات تھی آجکل لڑکوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے ویسے بھی۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ!پیچھے پڑے بیگ اٹھاؤ اور اندر جاؤ"داؤد نے اسکی ٹرٹر چلتی زبان کو بریک لگائی۔

"لیکن۔۔۔۔۔"

"مسسز داؤد کے نام سے تمہاری اپوئیمینٹ ہے انھیں بتانا وہ جانتے ہیں کیا کرنا ہے" داؤد نے اسے بات کرنے کا موقع ہی نہیں اور اپنی بات جاری رکھی۔ مہر نے غصے سے اسے دیکھا پھر پیچھے پڑے شاپنگ بیگ اٹھائے اور گاڑی سے باہر نکل گئی۔

****

ایک گھنٹے بعد داؤد مہر کو پک کرنے آچکا تھا۔وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا مہر کا انتظار کر رہا تھا۔اسے وہ کال کر کے بتا چکا تھا کہ وہ باہر انتظار کر رہا ہے۔کچھ ہی لمحوں بعد وہ سامنے سے آتی دیکھی۔داؤد ایک لمحے کیلئے ساکت ہوا تھا۔

مہر بلیک شفون کی فل آستین والی ساڑھی میں۔۔۔بالوں کو سمیٹ کر دائیں کندھے پر ڈالا تھا جنکو نیچے سے ہلکے سا کرل کیا ہوا تھا،ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹ۔۔۔۔۔سحر انگیز آنکھوں کو مسکارا لگا کر مزید قاتل بنایا گیا تھا۔۔۔داؤد کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔وہ چلتے ہوئے عین اسکے مقابل آرکی۔اس کے انداز میں ابھی بھی خفگی سی تھی۔داؤد نے مسکرا کر اسکے کان کے قریب سرگوشی کی جسے سن کر اسکا چہرہ سرخ قندھاری ہو گیا۔داؤد نے گاڑی کا ڈور اسکے کیلئے کھولا تو مہر نے شرم اور خفت سے لال چہرا لئے اسے گھورا تو داؤد نے اپنے لبوں پر امڈ آنی والی مسکراہٹ کو دبالیا۔

****

گاڑی ایک بڑے سے فارم ہاؤس پر آرکی تھی۔

"یہ کس کا گھر ہے؟"مہر نے پوچھا۔

"گھر نہیں فارم ہاؤس ہے کچھ دن پہلے ہی میں نے خریدا تھا"داؤد نے اسے بتایا۔مہر کو خشگوار حیرت ہوئی۔

"سچ میں یہ ہمارا ہے؟"

"بالکل! ابھی گھر میں کسی کو پتا نہیں ہے کیونکہ میں یہ پہلے تمھے دیکھانا چاہتا تھا۔وہ لوگ بڑی سی راہداری پر کھڑے تھے جو اندر لے جاتی تھی۔دائیں جانب بہت بڑا باغ تھا جہاں درخت اور پودے لگائے گئے تھے۔باغ کے آخر میں ایک بڑا سا پنجرا تھا جس میں خوبصورت دو مور تھے۔مہر ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ اس طرف جانے لگی تھی کہ داؤد نے اسکی کلائی تھام کر روک لیا۔

"مجھے وہ دیکھنے ہیں" مہر نے کہا۔

"ابھی نہیں رات ہو رہی ہے اگلی دفعہ جب دن کے وقت آئیں گے تب دیکھ لینا" داؤد کہتے ہوئے اسے بیک سائیڈ پر لے جانے لگا جہاں بڑا سا پول تھا۔پول کی ایک طرف ایک میز تھی اور دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔مہر یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوئی کیونکہ یہ سب پہلی بار وہ دیکھ رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد ایک ملازم آیا جس نے میز پر کھانا لگانا شروع کیا۔داؤد نے ایک کرسی کھینچی تو مہر اس پر بیٹھ گئی۔ملازم نے کھانا لگانے کے بعد میز کے درمیان میں رکھی کینڈل جلائی اور وہاں سے چلا گیا۔

"یہ سب بہت خوبصورت ہے" مہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" واقعی میں بہت۔۔۔۔۔۔" داؤد نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو مہر نے اپنا سر جھکا لیا۔ کھلے آسمان پر پورا چاند نکلا تھا جس نے ہر طرف چاندنی بکھیری ہوئی تھی پول کے قریب کینڈل لائٹ ڈنر سب نے مل کر ایک خوابناک سا ماحول بنا دیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد داؤد اسے گھر کے اندر لے آیا تھا۔ بہت بڑا ہال تھا جہاں ہر طرف کینڈلز جلا رکھی تھیں۔ مہر کی آنکھیں یہ دیکھ کر چمکیں تھیں اسے یہ جگہ یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ جو یہاں آنے سے پہلے ڈری ہوئی تھی اور خفا تھی اب اس کے برعکس بے انتہا خوش تھی۔

" کیا ہم یہاں ہمیشہ کیلیئے رہنے آسکتے ہیں ؟ " مہر نے داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے چہکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ! تم کہو تو میں اور تم یہاں شفٹ ہو جائیں گے " داؤد نے اسے اپنے قریب کیا اور اس کے گال سہلانے لگا۔

" نن۔۔۔۔۔ نہیں باقی سب بھی ہمارے ساتھ " مہر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

" نہیں ! اگر تم یہاں رہنا چاہتی ہو تو صرف میرے ساتھ۔۔۔۔۔" داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں پھر۔۔۔۔۔۔ہم یہاں کبھی کبھار آجائیں گے" وہ اپنی نظریں جھکا گئی کیونکہ داؤد کی جگر جگر کرتی نگاہوں میں دیکھنا اس کیلئے مشکل تھا۔داؤد اس سے دور ہوا اور ٹیبل پر رکھے میوزک پلییئر کو آن کیا۔

" تم چاہتی تھی نا میں ڈانس کروں؟"مہر نے مسکرا کر اپنا سر اثبات میں ہلایا تو داؤد نے اسے کمر سے پکڑ کر قریب کیا۔

" ساتھ کرتے ہیں" داؤد نے کہتے ہوئے ایک ہاتھ میں مہر کا ہاتھ تھاما اور دوسرا اسکی کمر پہ رکھا۔

سورج ہوا مدھم،چاند جلنے لگا

آسمان یہ ہائے کیوں پگھلنے لگا...

میں ٹھہرا رہا،زمین چلنے لگی

دھڑکا یہ دل،سانس تھمنے لگی

اوہ،کیا یہ میرا پہلا پہلا پیار ہے

سجنا،کیا یہ میرا پہلا پہلا پیار ہے

ہے خوبصورت یہ پل،سب کچھ رہا ہے بدل

سپنے حقیقت میں جو ڈھل رہے ہیں۔

کیا صدیوں سے پرانا ہے رشتہ یہ ہمارا

کے جس طرح تم سے ہم مل رہے ہیں۔

یونہی رہے ہر دم پیار کا موسم

یونھی ملو ہم سے تم جنم جنم

میں ٹھہرا رہا، زمین چلنے لگی

دھڑکا یہ دل، سانس تھمنے لگی

اوہ، کیا یہ میرا پہلا پہلا پیار ہے

سجنا، کیا یہ میرا پہلا پہلا پیار ہے

دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے اس خوبصورت پل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔

" مہر!!! میرے دل کی دھڑکن ہو تم۔۔۔۔ تمہارا یہ حسین چہرہ میں جب جب دیکھتا ہوں تو نئے سرے سے تم سے محبت ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ تمہاری ان آنکھوں میں ڈوبنے کیلئے میرا دل بے قرار رہتا ہے۔۔۔۔۔۔ آئی لو یو مہر۔۔۔۔۔ آئی ریلی ڈو" داؤد مہر کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ مہر کے دل کی دھڑکن تھم سی گئیں اس کے لبوں پر شرمیلی سی مسکان نمودار ہوئی۔ داؤد کی پر شوق گستاخ نظروں کی

تاب نالاتے ہوئے اس نے غیر محسوس طور پر رخ پھیرا تھا۔داؤد نے اسکی کلائی تھامی لیکن وہ ایسے ہی رخ مڑ کر کھڑی رہی۔

" مہر!! میں نے کچھ کہا ہے مجھے تم سے اسکا جواب چاہیے"

" مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں کیا کہوں؟"مہر نے دھیما سا کہا۔داؤد نے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ اسکے سینے سے آ لگی۔وہ اس پر جھکا تھا۔مہر کے حواس مختل ہوئے تھے۔کتنے ہی پل اس معنی خیز خاموشی کے نظر ہوئے تھے۔داؤد نے اپنا چہرہ اٹھا کر دیکھا تو مہر کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہوا تھا وہ آنکھیں موندے ہوئے تھی۔داؤد نے مسکرا کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا تو مہر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اور بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھ داؤد کی گردن کے گرد لپیٹے۔داؤد چلتا ہوا اسے بیڈ روم میں لے گیا۔داؤد نے اسے بہت نرمی سے بیڈ پر لیٹا دیا تھا۔وہ اسکے دائیں بائیں بیڈ پر دونوں ہاتھ جمائے اسکی اور جھکے اس کے چہرے کو اپنی آنکھوں کے رستے دل میں اتار رہا تھا۔داؤد کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی محور سی خوشبو مہر کے حواسوں پر چھانے لگی۔

" مجھے ڈر لگ رہا ہے"حیا سے بوجھل لہجے میں مہر کی آواز داؤد نے سنی۔

"مجھے بھی" داؤد نے گھمبیر لہجے میں کہا تو مہر کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں اور اسکی دھڑکنوں سے جیسے پورا ماحول دھڑک اٹھا تھا۔ کمرے میں فسوں خیزی بڑھنے لگی تھی۔

"آپ کیوں ڈر رہے ہیں؟" مہر کو اسکے ڈرنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی تو فوراً سے پوچھا۔

"اس لیے کے مجھے لگتا ہے آج رات میں یہاں سے جا نہیں پاؤں گا" اسکی بات سے مہر فوراً گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"ریلکیس! بھروسہ نہیں مجھ پر" داؤد نے اسکی حواس باختگی دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔۔میرا مطلب ہے بہت دیر ہو گئی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں!! اب واقعی میں چلنا چاہیے" وہ خود پر قابو پاتا پیچھے ہوا اور بیڈ سے اٹھ کر مہر کے آگے ہاتھ کیا جسے تھام کر مہر اٹھی۔ داؤد اسکا ہاتھ تھامے آگے چل رہا تھا جب مہر رک گئی۔ داؤد نے پیچھے مڑ کر سوالیہ نظروں سے مہر کی جانب دیکھا۔ لیکن وہ خاموش داؤد کو دیکھتی رہی۔

"کیا ہوا رک کیوں گئی؟"

" میں آپ سے کچھ مانگوں گی تو دیں گے مجھے ؟"مہر نے بہت مان سے پوچھا لیکن دل میں کہیں ڈر بھی دہی تھی لیکن اسے لگا یہ ہی ٹھیک وقت تھا وہ آج اچھے موڈ میں تھا۔

" ایسے مانگو گی تو جان بھی دے دوں گا"داؤد نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا۔

****

" آ۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔غصہ تو نہیں ہوں گے ؟"مہر نے داؤد کے سینے پر ہاتھ رکھے استفسار کیا۔

" نہیں کروں گا غصہ میں اپنی جان پر"داؤد نے شدت بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ پلیز میرے لئے۔۔۔۔۔سارہ سے بھی شادی کر لیں"مہر نے آنکھیں میچے کہا۔لیکن داؤد نے کوئی جواب نہیں دیا وہ ایسے ہی اسکا چہرہ تھامے کھڑا رہا۔مہر نے اسکی طرف سے کوئی جواب نا آنے پر آنکھیں کھولے اسے دیکھا تو اسکا چہرہ بنا کسی تاثر کے پایا۔

" آپ اور میں تو ایک ہو ہی گئے ہیں نا تو اس میں کیا برائی ہے اگر آپ سارہ کو بھی اپنا لیں۔۔۔۔۔۔۔آج کل تو ہر کوئی دو شادیاں کرتا ہی ہے" مہر نے آخری بات تھوڑی جھجھک سے کہی۔ داؤد نے اس کے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹا لئے۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کم سے کم اسے اب مہر سے کبھی اس بات کی امید نہیں تھی۔

" ہمیں گھر چلنا چاہیے دادو پریشان ہو رہی ہوں گی" داؤد نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آج کی اس حسین شام کے بعد وہ اپنا موڈ خراب کرے۔

" داؤد میری بات سنیں پلیز آپ سمجھ نہیں رہے کہ میں سارہ کو ایسے دیکھتی ہوں تو خود کو قصوروار سمجھتی ہوں، آپ اگر اسے اپنا لیں گے تو۔۔۔۔۔" داؤد جو اپنی بات کہہ کر وہاں سے جا رہا تھا مہر نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔

" میں تمہاری جان لے لوں گا" اسکے روکنے پر وہ پلٹا تھا اور اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر تیز آواز میں چلایا تھا۔ مہر ایک دم اس کے چلانے پر سہم گئی۔

" کتنا سنگ دل تھا وہ کچھ پل پہلے تک اپنی جان دینے کی بات کر رہا تھا اور اب اسکی جان لینے کی بات کر رہا تھا" مہر نے بے اختیار سوچا۔

" تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟ ہاں؟ تمھے صرف اسکا احساس ہے میرا نہیں ہے؟ چھوڑ کیوں نہیں دیتی اس کی جان؟ مذاک سمجھا ہوا تم نے شادی کو؟ یہ کوئی وہ تمہاری تھرڈ کلاس ڈرامے اور فلمیں نہیں ہیں اصل زندگی ہے۔۔۔۔۔" داؤد اس پر غرایا تھا۔

" میں۔۔۔ صرف اتنا کہہ رہی۔۔۔۔" مہر کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔ اسکی آنکھوں میں اتنا غیض و غضب دیکھ کر اسے خوف آیا۔

" تم کچھ نا کہا کرو مہر۔۔۔۔ کیونکہ تم ہمیشہ مجھے درد دینے کے علاوہ کچھ نہیں کرتی" داؤد ایک دم رنجیدہ ہوا تھا۔ اسے لگ رہا تھا سامنے کھڑی یہ لڑکی جس میں اسکی جان بستی ہے اسے زرا بھی محبت نہیں اس سے۔

" آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔ میرا مقصد صرف سارہ کو خوش دیکھنا ہے اور یقیناً اسکی خوشی آپ ہیں" مہر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" یا رائٹ صرف سارہ کی خوشی۔۔۔۔۔" داؤد طنزیہ ہنسا تھا اور اسے چھوڑ کر دور ہوا۔ داؤد اب اس سے رخ مڑے کھڑا تھا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ رکھیں تھیں۔ اسے اس وقت بے تحاشہ غصہ تھا اسکا دل چاہ رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے۔ مہر کو اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے منائے اسے؟ اسے اپنی بات کیسے سمجھائے؟ وہ آنکھوں

میں آنسو لئے اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی۔ایک دم داؤد پلٹ کر اس تک آیا تھا اور اسے سختی سے بازوں سے تھاما تھا۔مہر کو اسکی سخت گرفت سے تکلیف ہوئی۔

" کیا سارہ نے کچھ کہا ہے تم سے؟" داؤد نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

" نہیں! اس نے کچھ نہیں کہا وہ میں۔۔۔۔۔"

" جسٹ شٹ اپ!" مہر کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی داؤد چلا اٹھا تھا۔

" تمھے میری ذرا بھی پروا نہیں ہے کیا؟ مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو؟ میں اہم نہیں ہوں؟ میں کیا چاہتا ہوں وہ اہم نہیں تمہاری نظر میں؟" داؤد سوال در سوال کر رہا تھا۔

" ایسا نہیں ہے آپ میری بات کیوں نہیں سمجھتے" مہر ایک دم روتے ہوئے چیخی تھی۔داؤد ایسے ہی شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

" میں کیسے خوش رہ سکتی ہوں سارہ کی خوشیاں چھین کر؟"

" میرا کیا ہاں؟ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو میرے ساتھ۔۔۔تم مجھے کیسے اتنی آسانی سے کہہ سکتی ہو کے میں اس محبت میں کسی اور کو بھی شریک کر لوں، مہر!!!! داؤد ابراہیم صرف تمھے چاہتا ہے صرف تمھے۔۔۔۔۔یہ محبت میں کسی اور کے ساتھ ہرگز نہیں بانٹ سکتا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

" داؤد ایک بار بس ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچیں" مہر بضد ہوئی تو داؤد کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

" یو نو واٹ؟ مجھے آج احساس ہو رہا ہے کہ تم میری محبت کے قابل نہیں ہو، اگر تمھے مجھ سے ذرا سی بھی محبت ہوتی ناتو مجھے کسی اور کے حوالے نہیں کرتی۔۔۔ تمہارے لئے صرف سارہ اہم ہے۔۔۔۔۔ داؤد تو کہیں ہے ہی نہیں۔۔۔۔" اس نے گہری سانس خارج کی اور پھر مزید گویا ہوا۔

" میں سارہ کو تو کبھی نہیں اپنا سکتا لیکن ہاں تمہے ضرور چھوڑ سکتا ہوں" داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سرد مہری سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے کھڑی مہر کو اپنی قوت سماعت پر شبہ ہوا۔

" کیا وہ سچ میں یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ اسے چھوڑ دے گا" مہر کو لگا سب ختم ہو چکا ہے۔ وہ اسے چھوڑ گیا ہے۔ وہ کیسے اتنی بڑی بات کر سکتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے باہر بھاگی تھی۔

****

گاڑی گھر کے باہر رکی تو داؤد اسکے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ وہ سختی سے سٹیر نگ ویل تھامے ہوئے سامنے ونڈ سکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ مہر نے اسکی طرف رخ مڑ کے

اسے دیکھا وہ پورا راستہ روتے ہوئے آئی تھی اور اب بھی یہ ہی کر رہی تھی لیکن مقابل کو ذرا پروا نا تھی۔

" آپ نے۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکی بات شروع ہونے سے پہلے ہی وہ بول اٹھا۔

" نکلو" !!

" میں آپ سے۔۔۔۔۔۔۔" مہر پھر سے اپنی بات کرتی کہ وہ زور سے چلایا تھا۔

" آئی سیڈ گیٹ آوٹ" وہ سہم کر جلدی سے باہر نکلی تھی اور وہ گاڑی تیزی سے لئے نکل گیا۔

****

اپنے کمرے میں آکر وہ کتنی ہی دیر روتی رہی تھی۔

" وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔مجھے چھوڑنے کی بات بھی کیسے کی انھوں نے۔۔۔آئی ہیٹ ہیم۔۔۔۔" گھٹنوں پر اپنا سر رکھے وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔

تھوڑا وقت مزید گزرا تو اس نے اٹھ کر اپنے کپڑے تبدیل کئے۔نائٹ سوٹ پہن کر وہ ساڑھی کو ہینگ کر رہی تھی کہ آج شام کے سارے پل اسکی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرف چلنے لگے۔کتنے خوبصورت پل تھے وہ۔ایک بار اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

****

یہ منظر فارم ہاؤس کا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے تک جو چیزیں ترتیب سے رکھی تھیں اب وہ سب بکھری پڑی تھیں۔ داؤد نے یقیناً اپنا غصہ ان بے جان چیزوں پر اتارا تھا۔ صوفے پر بیٹھا دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے وہ اپنا غصہ ضبط کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ دفعتاً اسکی نظر سامنے بیڈ کی طرف اٹھی جہاں تھوڑی دیر پہلے تک وہ اس کے پاس تھی اس کے بے حد قریب۔ اسکی روتی ہوئی آنکھیں ذہن کے پردے پر اجاگر ہوئیں تو دل میں درد سا اٹھا۔

"نہیں مہر اس بار نہیں۔۔۔۔۔۔ اتنی آسانی سے تمھے معاف نہیں کروں گا" خود سے کہتا وہ وہاں سے اٹھ کر بیڈ پر جا کر نیم دراز ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر سونا چاہتا تھا لیکن ممکن نا تھا کہ دو آنسوؤں سے بھری آنکھیں اسے اتنی آسانی سے سونے دیں۔

****

اگلے دن کا سورج طلوع ہوا تو غازی ہاؤس میں رات ہونے والی مہندی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ مہر اپنے کمرے میں بیٹھی داؤد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

" وہ اسے سمجھتا کیوں نہیں تھا۔۔۔ایسی بھی کیا بات کہہ دی تھی اس نے کہ وہ اسے ہی چھوڑنے کیلئے تیار تھا۔۔۔جب مجھے کوئی مسلئہ نہیں انکی دوسری شادی سے تو انھیں کیا اعتراض ہے؟" اپنے دماغ میں مختلف سوچوں میں گھری وہ اس مسئلے کا حل تلاش کر رہی تھی۔ جب رخسانہ بیگم اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔

" شکر ہے تم جاگ رہی ہو۔۔۔اٹھو جلدی سے ناشتہ کرو مہندی لگانے والی آتی ہی ہو گی۔۔۔کل رات بھی اسے بلوایا تھا لیکن پتا نہیں کیا مصیبت تھی تمھے جو انکار کر دیا" رخسانہ بیگم نے اسے ڈانٹا تھا۔

" ماں!! مجھے نہیں لگوانی" مہر نے چڑ کر کہا تھا۔

" کیوں کیا تکلیف ہے تمھے اب؟"

" کیا بتاؤں آپکو کہ جس کے نام کی مہندی لگوانی ہے وہ تو مجھے چھوڑنے والے ہیں" مہر دھیما سا بولی۔ چہرے پر دکھ کے آثار صاف ظاہر ہو رہے تھے۔

" مہر میرا دماغ آج کے دن کم سے کم مت خراب کرنا۔۔۔ٹائم زیادہ نہیں ہے تم نے پارلر بھی جانا ہے، اس لئے جلدی سے اٹھ جاؤ اب" وہ اسکی الماری سے کپڑے نکالے کہہ رہی تھیں۔ مہر نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور پھر واشروم میں چلی گئی۔

" پارلر لے جانے والا سارا سامان میں نے رکھ دیا ہے تمہارا۔۔۔عالیہ تمہارے ساتھ جا رہی ہے۔۔چار بجے تک تم وہاں ہو سمجھی" وہ واشروم سے باہر نکلی تو وہ اسے ہدایت کرنے لگیں۔ مہر نے بس سر ہلانے میں اکتفا کیا۔

" اور ہاں مجھے یاد آیا وہ علی اور سارہ کی بات پکی ہو گئی ہے رات کو تمھے بتانا یاد نہیں رہا" وہ کہہ کر جانے لگیں تھی کہ مہر کی چیخ سے پلٹی تھیں۔

" ماں یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ؟"

" افف ایسا کیا کہہ دیا ہے میں نے جو اس طرح چیخ رہی ہو ؟" رخسانہ بیگم نے اسے گھورا تھا۔

" لیکن یہ کب کیسے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" مہر جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

" بتا تو دیا ہے اور ویسے بھی ابھی کل تو بات پکی ہوئی ہے، علی کو سارہ پسند آئی تو اس نے بھائی صاحب اور بھابھی کو بتایا انھوں نے میرے ذریعے پیغام بھجوایا تو تمہاری پھوپھو اور پھوپھا مان گئے۔۔۔اب کپڑے بدلو اور نیچے آؤ فوراً" وہ پوری بات کر کے اسکے کمرے سے نکل گئیں۔ جبکہ مہر پیچھے سوچ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے سب۔ اس نے جلدی سے اپنا فون اٹھایا اور علی کو کال ملائی۔ دوسری ہی بیل پر علی نے کال پک کی تھی اور مہر اسکے فون اٹھاتے ہی شروع ہو چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

" علی کیا ہے یہ سب؟ تم اور سارہ کب کیسے؟"

" کیا پوچھنا چاہ رہی ہو؟"

" علی کے بچے تمھے نہیں پتا میں کیا پوچھ رہی ہوں؟"

" اچھا کیا پوچھ رہی ہو؟" علی اب اسے تنگ کرنے لگا۔

" میں تمہارا منہ توڑ دوں گی وہاں آکر" مہر نے دھمکی دی۔

" توبہ توبہ کوئی کہے گا کہ تم آج کی دولہن ہو، گنڈا گردی مچار کھی ہے" علی نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔

" علی!!!!!!!!!" مہر نے دانت پیستے ہوئے اسکا نام پکارا تھا۔

" اچھا اچھا میری ماں۔۔۔۔ مجھے اچھی لگی تمہاری کزن تو بس رشتہ بجھوادیا اور تمہاری پھوپھو وغیرہ مان گئے"

" لیکن علی تم جانتے ہو نا سارہ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مہر بس اتنا کہہ کر چپ ہو گئی تھی۔

" ہاں جانتا ہوں سارہ اور داؤد کے بارے میں، اس میں کیا بُرائی ہے بھلا"

" ہیں سچ میں تمھے کوئی ایشو نہیں؟" مہر چہکی تھی۔

" ہاں بھئی مجھے کوئی ایشو نہیں" علی نے تو کہہ دیا لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا مہر کیا بات پوچھ رہی تھی اور وہ کیا سمجھ رہا تھا۔

" اومائے گاڈ علی میں بہت خوش ہوں "مہر نے خوشی سے کہہ کر فون بند کر دیا۔اور اب وہ سارہ کو کال کر رہی تھی۔اب وہ اسکی طرف سے بھی جاننا چاہتی تھی کہ وہ رضامند ہے اس رشتے سے۔وہ کال ملا رہی تھی لیکن دوسری جانب سارہ اسکی کال نہیں اٹھا رہی تھی۔

" افف سارہ "مہر جھنجھلائی۔ابھی وہ دوبارہ کال کرتی کہ فرزانہ اسے بلانے کیلئے آ گئی۔ اور مہر نے سارہ سے بعد میں بات کرنے کا سوچ کر جلدی سے نیچے بھاگی۔اسے ابھی بہت کچھ ٹھیک کرنا تھا۔

****

لاونج پر صوفے پر بیٹھی وہ اپنے ہاتھوں پر مہندی لگوا رہی تھی۔چہرے پر اب چمک سی تھی۔اسے لگا اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ابھی صبح تک وہ پریشان سی تھی اب قدرے پر سکون تھی۔عالیہ کان سے فون لگائے سامنے موجود صوفے پر آ بیٹھی۔

" افف کیا مسئلہ ہو اس لڑکے کا "عالیہ نے فون کان سے ہٹایا۔

" کیا ہوا آپی ؟ "مہر نے پوچھا۔

" ہونا کیا ہے ؟داؤد کال نہیں اٹھا رہا۔۔۔پتا نہیں کیا ہے اسے اب کل رات گھر بھی نہیں آیا۔۔۔بس رات کو کال کر کے بتایا تھا کسی کام سے شہر سے باہر جا رہا ہوں،اور

اسکے بعد سے رابطہ نہیں ہو رہا" وہ پریشان نظر آنے لگیں۔اور مہر اس بات سے ایک بار پھر افسردہ ہو گئی۔

" تو وہ رات گھر بھی نہیں آئے" مہر نے سوچا۔

" کیا نام لکھنا ہے؟" سامنے بیٹھی مہندی والی نے مہر سے پوچھا۔مہر نے خالی خالی نظروں سے سامنے بیٹھی مہندی والی کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کو۔

" کیا نام ہے ان کا؟" مہندی والی نے پھر پوچھا تو مہر کو ہوش آیا۔

" ہاں وہ۔۔۔۔۔۔جلاد لکھ دو" مہر نے غصے میں کہا۔مہندی لگانے والی حیران ہوئی۔

" ویسے بھی وہ ظالم جلاد بنے بیٹھیں ہیں اس وقت" مہر بڑبڑائی۔مہندی والی نے بھی کندھے جھٹکے اور جلاد لکھنے کیلئے جھکی ہی تھی کہ مہر بول اٹھی۔

" کیا کر رہی ہو؟ میں نے تو ایسے ہی کہا تھا تو کیا تم سچ میں یہ ہی لکھ دو گی۔۔۔داؤد نام ہے انکا۔۔۔لکھو اور ذرا اچھا سا لکھنا" مہر نے اسے ڈپٹ کر کہا تھا۔مہندی والی نے منہ بسورا تھا بھلا اسکا کیا قصور تھا۔۔۔(خود ہی تو کہا تھا کہ جلاد لکھو ہونہہ)۔

****

" ساری چیزیں رکھوالیں گاڑی میں" رخسانہ بیگم نے عالیہ سے پوچھا تھا جو ابھی بھی فون ہاتھ میں پکڑے داؤد سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جی چچی! رکھوا دیا ہے"

" داؤد سے بات ہوئی ہے؟ کہاں ہے وہ؟ اب تک گھر نہیں آیا" یہ سوال حفصہ بیگم نے پوچھا تھا۔

" نہیں داد و فون نہیں اٹھا رہا۔۔۔مجھے اب پریشانی ہو رہی ہے" عالیہ نے کہا تو مہر جو صوفے پر بیٹھی اپنی مہندی خشک ہونے کے انتظار میں تھی اب اسے وہم سا ہونے لگا۔ پتا نہیں وہ کہاں تھا کیسا تھا۔ کہیں سچ میں وہ اسے چھوڑ تو نہیں گیا۔ ایسے کہیں خدشات اس کے دل میں آنے لگے۔ اس نے جلدی سے فرزانہ سے اپنا فون منگوایا جو وہ اپنے کمرے میں ہی چھوڑ آئی تھی۔ فرزانہ فون لائی تو مہر نے داؤد کے نمبر پر کال ہی۔ جیسے جیسے بیل جا رہی تھی ویسے ویسے مہر کے دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی وہ صوفے سے اٹھ کر باہر لان میں آگئی۔ دوسری طرف داؤد فارم ہاؤس کے بڑے باغ میں بیٹھا کافی پر رہا تھا جب سامنے میز پر پڑا ایک بار پھر بجا۔ اسے کب سے گھر سے کالز آرہی تھیں لیکن وہ نہیں اٹھا رہا تھا اور اب فون کرنے والی اسکی دشمن جان اسکی بیوی تھی۔ وہ غصہ تو بہت تھا اس وقت لیکن غیر ارادی طور پر وہ اس کی ہی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ مہر کا نام فون کی سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ داؤد نے کال کاٹ دی۔ ایک بار پھر فون بجا تو داؤد نے پھر وہی کیا۔

"دیکھو ذرا میری کال کاٹ رہے ہیں، مجھ سے بات نہیں کرنی نا کریں کم سے کم عالیہ آپی کو تو اپنی خیریت کا بتا دیں" دوسری طرف مہراب پھر سے کال ملانے لگی لیکن داؤد نے اس بار اسکا فون بجنے دیا۔ نا اٹھایا نا کاٹا۔ مہر کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا جلدی سے اندر گئی۔ سامنے لاونج میں سب موجود چائے پر رہے تھے۔

"مہر میری چائے ختم ہونے والی ہے جلدی تم بھی کرو پھر ہم نے نکلنا ہے" عالیہ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"نہیں آپ پئیں پھر نکلتے ہیں مجھے بس ایک کام ہے، دادو! آپکا فون کہاں ہے؟" عالیہ کو جواب دے کر مہر نے حفصہ بیگم سے پوچھا۔

"اندر ہی ہو گا میرے کمرے میں" انھوں نے بتایا تو وہ اندر ان کے کمرے میں گئی۔ مہر نے انکا فون لیا اور اپنا دوپٹہ فون سپیکر پر رکھا اسکا ارادہ حفصہ بیگم کی آواز میں داؤد سے بات کرنے کا تھا۔ دوسری طرف داؤد کا فون بجا تو اس نے آنکھیں چھوٹی کرنے فون کو دیکھا اور کال پک کی۔

"ہیلو داؤد بیٹا! کدھر رہ گیا ہے گھر نہیں آنا؟ کب سے تیری راہ تک رہے ہیں ہم۔۔۔۔بیٹا مہر بیچاری بہت۔۔۔۔۔"

" شٹ اپ مہر" اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی داؤد نے کہہ کر فون بند کر دیا۔مہر فون کو گھور کر رہ گئی۔

" توبہ کتنے تیز ہیں۔۔۔۔میں نے کتنی دفعہ دادو کی آواز میں بابا کو کال کی ہے وہ تو کبھی نہیں پہچانے اور یہ۔۔۔۔"مہر نے جھر جھری لی۔

****

مہندی کا فنکشن ایک بڑے سے بینکوٹ مارکی میں ہونا تھا۔جہاں اسے وقت سب مہمان تقریباً آچکے تھے۔بڑا سا خوبصورت سا سٹیج مختلف پھولوں اور روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج کے دائیں جانب تھوڑے فاصلے پر ڈی جے اپنے میوزک سسٹم کے ساتھ موجود تھا جو مہندی کے فنکشن کے مناسبت سے گانے بجا رہا تھا۔

مہندی کی یہ رات

یہ مہندی کی یہ رات

لئی سپنو کی بارات

سجنیہ ساجن

کے ہے ساتھ رہے

ہاتھوں میں ایسے ہاتھ

یہ مہندی کی یہ رات

لئی سپنو کی بارات

گوری کر کے سنگھار

گوری کر کے سنگھار

علی اپنی فیملی کے ساتھ وہاں موجود اب کسی اور کے آنے کا منتظر تھا اور بے شک وہ سارہ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ علی نے رشتہ اس کے پوچھے بنا ہی بھیج دیا تھا کیونکہ اسے ڈر تھا سارہ اگر انکار کر دے گی تو اس کے گھر والے شاید نا کریں لیکن اسے حیرت ہوئی کہ سارہ نے بھی ہاں کر دی تھی۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب علی کا انتظار ختم ہوا تھا۔ سارہ اپنی بھابی اور امی کے ساتھ اسے آتی ہوئی دیکھی۔ پستے اور سنہری رنگ کا گھٹنوں تک آتا فراک نیچے کھلے پانچوں والا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی۔ ڈوپٹے کو پیچھے کمر سے گزار کر کلائیوں پہ ڈالا ہوا تھا۔ بال کھلے کرل کیے ہوئے تھے اور ہلکا میک اپ کیا تھا البتہ چہرے پر اداسی سی تھی لیکن پھر بھی وہ اس حسین شام کا حصہ لگ رہی تھی۔ وہ اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور اب موقعے کی تلاش میں تھا کہ وہ اس سے بات کر سکے۔

****

مہر پیلے رنگ کی شرٹ اور پیلے ہی رنگ کا لہنگا زیب تن کیے ہوئی تھی۔ بالوں کی چٹیا بنی سر پر دوپٹہ سیٹ کیے ہوئے، پھولوں کے بنے زیور پہنے اور ہاتھوں میں گجرے پہنے وہ پریشان سی بیٹھی تھی۔ دولہن بھی آگئی تھی اور مہمان بھی۔۔۔ کوئی نہیں آیا تھا تو وہ دولہا صاحب تھے۔ مہر نے کتنے ہی سوری آئندہ نہیں کروں گی جیسے میسیجز کیے تھے اسے لیکن اس نے ناجانے پڑھے بھی تھے کہ نہیں۔ اسکا دل بھی اداس تھا وہ شاید بہت زیادہ خفا ہو گیا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی حمزہ اور جنید سب اس سے رابطے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان سب کو ایسے دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ انھیں کیا بتائے وہ نہیں آئے گا۔ حفصہ بیگم سٹیج پر آئیں تو انھوں نے کہا کہ مہر کی رسم کر دیتے ہیں داؤد جب آئے گا اسکی تب ہو جائے گی۔ کچھ ہی پل گزرنے تھے جب اچانک چلتا گانا بند ہوا تھا اور دوسرا شروع ہوا تھا۔

جانم، دیکھ لو، مِٹ گئی دوریاں

میں یہاں ہوں، یہاں ہوں، یہاں ہوں، یہاں

جانم، دیکھ لو، مت گئی دوریاں

میں یہاں ہوں، یہ ہوں، یہ ہوں، یہاں

کیسی سرحدیں کیسے مجبوریوں

میں یہاں ہوں یہاں

دیکھتی ہو مجھے دیکھتی ہو جہاں

میں یہاں ہوں یہاں ہوں یہاں

مہر جو اداس سی بیٹھی تھی سامنے نظر اٹھی تو وہیں نظریں رک گئیں۔ وہ کالے رنگ کے کرتے پاجامے میں سنہرے رنگ کی ویس کوٹ زیب تن کیے ہوئے اپنی تر وجاہت کے ساتھ چلتا ہوا رہا تھا۔ چہرے پر ہمیشہ کی طرح رہنے والی سنجیدگی تھی۔ دفعتاً وہ سکندر صاحب کے پاس رکا انھیں شاید اپنی دیر سے آنے کی وجہ بتا رہا تھا۔ مہر کو لگا یہ گیت اسی کیلئے خاص لگایا گیا تھا۔ وہ ایسے ہی اسے مبہوت ہوئے دیکھے جا رہی تھی۔ جب انعم نے اسے ٹہوکا تھا۔

" تمہارے ہی ہیں آرام سے بعد میں دیکھنا ایسے سب کے سامنے گھور گھور کر دیکھو گی تو سب کہیں گے کتنی بے شرم دولہن ہے اپنے دولہے کو تاڑ رہی ہے" انعم نے اسے چھیڑا تھا۔ مہر جھینپ گئی۔

" چلو اب مسکرا دو وہ آ گئے ہیں کب سے ایسے اداس بیٹھی ہو" اب پاس ہی بیٹھی بیا نے کہا۔ مہر دھیما سا مسکرا دی۔ تھوڑی دیر بعد سب نے آکر رسم کی۔ عالیہ سٹیج اتر کر داؤد کے پاس گئی۔

" تمہاری کلاس میں گھر چل کر لوں گی۔۔۔پہلے وہاں سٹیج پر چلو" عالیہ نے داؤد کو کہا۔

" میرا جانا ضروری نہیں میں یہیں ٹھیک ہوں" وہ وہاں جانا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسے پتا تھا اگر مہر کو دیکھے گا تو سارے شکوے شکایتیں بھول جائے گا اور اس بار وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

" داؤد چپ کر کے آؤ اور وہاں بیٹھو ایسے اچھا نہیں لگتا" عالیہ نے پھر اسرار کیا تو نا چاہتے ہوئے بھی اسے سٹیج پر جانا پڑا۔عالیہ اسے لے کر وہاں آئی جہاں مہر اپنی دوستوں کے ساتھ ہنستے ہوئے تصویریں بنوا رہی تھی۔داؤد کی نظر اس پر پڑی تو وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا وہ اسے دیکھتے ہی سب کچھ بھول چکا تھا۔آس پاس کے منظر اور لوگ سب غائب تھے کوئی تھا تو وہ مسکراتی ہوئی مہر۔داؤد ٹکٹکی باندھ اسے دیکھے جا رہا تھا۔مہر نے بھی ذرا کو سامنے دیکھا تو داؤد کو یوں خود کو دیکھتے پایا۔داؤد عالیہ کی آواز پر ہوش میں آیا اور مہر کے پاس جا بیٹھا۔مہر بھی اب سنجیدہ اور سیدھے ہو بیٹھی تھی۔

****

" میری بات سنیں پلیز سارہ" علی کب سے اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن وہ منہ پھیر کر چلی جاتی۔

" یار ایسا اچھا لگوں گا کب سے اپنے پیچھے خوار کر رہی ہیں مجھے" وہ اسکے پیچھے چلتا ہوا مزید گویا ہوا تو سارہ پلٹی تھی۔

" آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ کیوں کر رہے ہیں یہ سب؟ کس سے پوچھ کر میرے گھر رشتہ بھیجوایا؟" سارہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔

" مجھے لگا دیر نہیں کرنی چاہیے اب پاکستان آیا ہی ہوں تو شادی کر کے اپنی دولہن کو ساتھ لے جاؤں" علی تھوڑا شریر ہوا۔

" آپ کا دماغ خراب ہے، میں سنجیدہ ہوں"

" یار اب فائدہ ان باتوں کا آپ نے تو خود بھی ہاں کر دی ہے"

" جی ہاں کی ہے! لیکن آپ جانتے ہیں اس ہاں میں میری دل کی رضا شامل نہیں ہے، میرے بابا نے بہت مان سے پوچھا تھا تو میں انھیں انکار نہیں کر پائی کیونکہ میں انھیں اپنی وجہ سے کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی اب۔۔۔۔۔" وہ تھوڑی دیر سانس لینے کیلئے رکی اور پھر دوبارہ بولی۔

" یہ جو رشتہ ہمارے درمیان بنے کا سمجھوتے کا ہو گا"

" لیکن کیوں؟ آپ ایک رشتہ ٹوٹنے پر ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ مجھے آپ کے اس رویے کی بالکل سمجھ نہیں ہے۔۔۔" علی اب سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔

"آپ کچھ نہیں جانتے اس لئے اس موضوع کو رہنے دیں" سارہ کہہ کر وہاں سے جانے لگی تھیں کہ علی نے اسکا راستہ روکا تھا۔

"آپ ایسے نہیں جا سکتیں"

"دیکھیں یہاں تماشا کرنے کی ضرورت نہیں ہے"

"سارہ!!! مجھے وجہ بتائیں"

"ٹھیک ہے تو سنیں میں داؤد سے محبت کرتی ہوں" وہ غصے میں کہہ کر اسکے پاس سے گزر کر جا چکی تھی۔ جبکہ علی پیچھے سن رہ گیا۔

****

سارہ مہر کے پاس سٹیج پر آئی تو مہر نے اسے گلے لگایا۔

"تم مجھے اب ملنے آ رہی ہو" مہر نے خفگی سے کہا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو مہر" سارہ نے اسکا گال چوما۔ مہر مسکرائی۔

"سارہ میں وہ تم سے بات کرنا چاہتی تھی" مہر نے دھیمے سے کہا۔ داؤد انکو باتیں کرتے دیکھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

"ہاں بولو" سارہ نے اجازت دی۔

" وہ تم علی کے ساتھ۔۔۔۔میرا مطلب ہے اس رشتے سے خوش تو ہو نا؟"مہر کے پوچھنے پر سارہ کو احساس ہوا کہ مہر کو کتنی پرواہ تھی اسکی سارہ کو بے ساختہ اس پر پیار آیا۔

" مہر تم پریشان مت ہو میری جان،اور بالکل میں خوش ہوں"سارہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سچ؟ علی بہت اچھا ہے سارہ تم اسکے ساتھ بہت خوش رہو گی"مہر بے حد خوش تھی۔

سارہ نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا۔

****

مہندی کے فنکشن کے بعد سب گھر واپس آئے تو لاونج میں سب مل بیٹھے باتیں کرنے لگے۔آمنہ بیگم سب کیلئے چائے بنانے کچن میں گئی تھیں۔عظمیٰ بیگم کی فیملی مارکی سے ہی اپنے گھر واپس چلے گئے تھے۔مہر اپنے بابا کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی۔داؤد گھر کے اندر داخل ہوا تھا بنا کسی کی طرف دیکھے اوپر چلا گیا۔مہر نے اسے جاتے دیکھا تو سب سے بہانہ بنا کر اٹھ گئی کہ وہ تھک گئی ہے اور سونا چاہتی ہے۔مہر اوپر آئی تو داؤد کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔مہر کو مایوسی ہوئی لیکن پھر آگے بڑھ کر ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔مہر دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی تو وہ کمرے میں کہیں نہیں تھا۔وہ بالکونی میں کھڑا دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھے آسمان کی طرف دیکھ رہا

تھا۔مہر اسکے پیچھے کھڑی بات کرنے کیلئے ہمت کر رہی تھی جب داؤد کی آواز سے

حیران ہوئی کہ انھیں میرے آنے کا کیسے پتا چلا۔

" کیا کرنے آئی ہو یہاں؟"وہ بنا اسکی طرف دیکھے بولا۔

" مم۔۔۔۔۔۔میں وہ۔۔۔آپ ناراض ہیں مجھ سے؟"مہر نے کہا تو داؤد اسکی طرف

پلٹا۔

" تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟"داؤد سینے پر ہاتھ باندھے پوچھنے لگا۔

" آئی ایم سوری! میں نے آپکو ہرٹ کیا"مہر سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

" بس یہ ہی کہو گی؟"

" اور کیا کہوں؟"

" میسیجز پر تو بہت کچھ کہہ رہی تھی اور اب جب سامنے ہوں تو کچھ نہیں کہنے کیلئے"

داؤد چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اسے کمر سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔

" تم تو کہہ رہی تھی مجھے منانے کیلئے کچھ بھی کرنے کیلئے تیار ہو۔۔۔رائٹ؟

داؤد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تائید چاہی۔وہ آسکی خمار آلود آنکھوں میں دیکھ

نا پائی اور نظریں جھکا گئی۔

" تو پھر میں ہاں سمجھوں؟"اسکے کچھ نا کہنے پر داؤد نے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی

کی تھی۔داؤد کی گمبھیر آواز نے اسکا دل دھڑکا دیا اس لیے فوراً ہی گھبرا کر خود کو اسکی گرفت سے چھوڑوانہ چاہا۔

" اب اس تخریب کاری کا کوئی فائدہ نہیں تم خود چل کر میرے پاس آئی ہو۔۔۔اور مہر اگر میری ناراضگی دور کرنا چاہتی ہو تو مجھے منانا پڑے گا"

"کک۔۔۔۔۔کیسے ؟"مہر نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔اسکے پوچھنے پر داؤد نے اسکے کان کے قریب کچھ کہا۔

" نن نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی"مہر نے سرخ چہرے کے ساتھ انکار کیا۔

" کرنا تو پڑے گا۔۔۔۔ورنہ تم یہاں سے جا سکتی ہو"داؤد نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اس سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔مہر نے بالکل بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکال کر بیچارگی سے دیکھا۔

" اب کیا ہے جاؤ نا"اسکے کہنے پر مہر پلٹ کر جانے لگی تھی لیکن پھر ایک گہری سانس خارج کی اور دوبارہ اپنا رخ داؤد کی طرف مڑا وہ ایسے ہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔مہر آگے بڑھ کر داؤد کے سینے سے لگ گئی۔

" میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں داؤد"وہ پہلی بار اسکے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔

داؤد مسکرایا تھا اس نے اسے خود میں بھینچ لیا جیسے وہ مہر کو خود میں سما لینا چاہتا ہو۔

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد داؤد نے اسے خود سے الگ کیا۔

" اچھا طریقہ ہے یہ بھی لیکن وہ تو کرنا پڑے گا میں پھر ہی مانوں گا" داؤد نے شوخی سے کہا۔ مہر نے آنکھوں میں خفگی سموئے اسے گھورا تھا۔

" میں بھی آپ سے ناراض ہوں اور وہ بھی بہت زیادہ والا" اسکی بات اگنور کر کے اپنا شکوہ اسکے سامنے رکھا۔

" اچھا اور یہ کب ہوا؟"

" آپ نے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ دیں گے" یہ بات کرتے ہوئے مہر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

" جینا چھوڑ سکتا ہوں لیکن تمھے نہیں چھوڑ سکتا" داؤد نے اسکا چہرہ تھام کر کہا۔ مہر آنکھوں میں چمکتے آنسوؤں سے مسکرائی۔ داؤد کو وہ اس وقت بہت پیاری لگی۔ داؤد نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے لیے اندر روم میں آیا۔ داؤد نے اسکی کنپٹی کو چھوا اور اپنے قریب کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ داؤد کی محبت بھری جزبات سے بھرپور نظروں کے ارتکا سے مہر کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" اچھا آپ نے میری مہندی دیکھی" اسکا دھیان خود سے ہٹانے کیلئے اس نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے کیے تھے۔داؤد نے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی کو چوما تو مہر خود میں سمٹ سی گئی۔

" آ۔۔۔آپ کا نام لکھا ہے وہ ڈھونڈیں" مہر نے جلدی سے کہا۔

" میرا نام؟"

" جی آپکا نام"

" یہ تو مشکل ہے" داؤد نے اسکے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیوں مشکل ہے؟"

" اچھا!! کیا نام لکھوایا ہے میرا؟ کھڑوس؟ سڑیل اور سم تھینک" داؤد نے پوچھا۔

" ہاااا! آپ نے ایسا سمجھا ہے مجھے" مہر نے اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر دبا کر کہا اور پھر ایک دم کھلکھلا کر ہنس دی۔

****

اگلے دن کا سورج ڈھیر ساری خوشیاں لئے طلوع ہوا تھا۔صبح کے نو بج رہے تھے اور سب ناشتہ کر رہے تھے۔داؤد بھی نیچے ڈائننگ پر تھا۔سب ہی آج کی مصروفیات کی باتیں کر رہے تھے۔داؤد نے چائے ختم کی اور اٹھ کر جانے لگا۔

" داؤد!! آج بیٹا دیر نہیں کرنی" آمنہ بیگم نے اسے کل کا حوالہ دیتے ہوئے یاد دہانی کروائی۔

" جی آج نہیں ہو گا ایسا کچھ" داؤد نے جواب دیا اور مسکراتے ہوئے زینے چڑھنے لگا۔ اب وہ انھیں کیا بتاتا آج خود بھی وہ دیر نہیں چاہتا تھا۔ اس سے پہلے وہ اپنے کمرے میں جاتا مہر اپنے کمرے سے نکلی۔ داؤد وہیں کھڑا اسکا انتظار کرنے لگا۔

" خیریت تم آج اتنی صبح" اسکے پاس آنے پر داؤد نے پوچھا۔

" ہاں وہ آج ہماری شادی۔۔۔۔۔۔" وہ جلدی سے کہتی کی داؤد کی مسکراتی نظروں کو دیکھ کر چپ کر گئی۔

" ہاں آج ہماری" داؤد اسکے قریب ہوا تھا۔

" مجھے جانا ہے" مہر اسکے تیور دیکھ کر جلدی سے وہاں سے فرار ہونا چاہا۔

" مہر! تم ڈر تو نہیں رہی" داؤد نے سنجیدگی سے پوچھا۔

" نن نہیں میں کیوں ڈروں گی" مہر ڈر تو رہی تھی لیکن داؤد کے سامنے خود کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

" گڈ!!" داؤد نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا تھا اور اسے جانے کیلئے راستہ دیا تو مہر تیزی سے سیڑھیاں اتر گئی۔

****

داؤد آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔ چہرے پر آج ایک الگ سی خوشی تھی۔ اس نے ڈرائسنگ پر رکھا پرفیوم اٹھایا یہ وہی پرفیوم تھا جو عالیہ دبئی سے لائی تھی اور مہر کو اسکی مہک بہت پسند آئی تھی داؤد نے مسکراتے ہوئے خود پر سپرے کیا۔ اور ایک آخری نگاہ خود پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔

****

بینکوٹ کو شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔ بارات کے فنکشن کا باقاعدہ سے آغاز ہو چکا تھا۔ داؤد ابراہیم ڈراک بلیو شیروانی پہنے ہوئے سٹیج پر موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد مہر کو بھی سٹیج پر لایا گیا۔ مہر میرون لہنگا زیب تن کیے ہوئے تھی۔ عروسی لباس میں مشرقی دولہن کے روپ میں سجی وہ کسی اور ہی دنیا کی لگ رہی تھی۔ داؤد کو آج اپنا دل سنبھالنا مشکل لگا۔ مہر اسکے پہلو میں شرمائی گھبرائی سی بیٹھی تھی کیونکہ یہاں آنے سے پہلے بیا اور انعم نے خوب اسے ستایا تھا۔ باقی سب مہمان ستائیس بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف علی بلیک پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سارہ کو اپنی

نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔سارہ نے بھی آج کالے ہی رنگ کا کامدار جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔سارہ خود پر کسی کی نظروں کا ارتکا محسوس ہوا تھا تو نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور جب علی پر نظر گئی تو وہ اس سے رخ مڑ کر کھڑا ہو گیا۔سارہ کو اپنی کل والی حرکت پر بہت شرمندگی تھی۔وہ اس سے بات کرنے کیلئے اسکی طرف بڑھی۔

" سنو!"سارہ نے اسکے پیچھے کھڑے اسے پکارا۔

" کہو!"علی اسکی طرف پلٹا تھا۔

" میں کل کیلئے شرمندہ ہوں آئی ایم سوری مجھے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی"

" ہمممم!ایٹزاوکے!"علی نے کہا۔وہ پلٹ کر جانے لگی تھی جب اس نے پکارا۔

" سارہ!!میں آپ سے اتنا کہوں گا کہ میری محبت پاہ کر آپ سب بھلا دیں گی اور مجھے اب بھی کوئی اعتراض نہیں میں آپکو دل سے اپنانا چاہتا ہوں،اور مجھے یقین ہے میرے نکاح میں آنے کے بعد آپ بھی مجھے چاہنے لگیں گی"

" مہر ٹھیک کہتی ہے آپ بہت اچھے ہیں"سارہ نے بنا پلٹے کہا تھا۔

" وہ تو میں ہوں"علی نے کندھے جھٹک کر کہا۔سارہ نے اسکی طرف دیکھا اور مسکرائی اور علی بھی ہنس دیا۔

****

مہر اور داؤد سٹیج پر موجود تھے اور کیمرا مین انکا فوٹو شوٹ کر رہا تھا۔ابھی بھی دونوں کھڑے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔

" مہر آج تم کیا کرو گی" داؤد نے اسے تنگ کرنے کیلئے کہا۔

" کیا مطلب؟" مہر نے پوچھا۔

" مطلب آج تو تم میرے روم میں ہو گی۔۔۔۔" داؤد نے آدھی بات کر کے اسے پوری بات کا مقصد سمجھانا چاہا۔ مہر نے اس کی بات کا اشارہ سمجھ کر تھوک نگلا تھا۔

" تمھے ڈر تو نہیں لگ رہا" داؤد نے مسکراہٹ ضبط کیے پوچھا۔ مہر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بچوں کی طرح دو بار ہاں میں سر ہلایا۔

" لگنا بھی چاہیے" داؤد نے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔

" کیوں؟" مہر نے آنکھیں پھیلائے پوچھا۔

" یہ تو گھر جا کر بتاؤں گا" داؤد نے کہہ کر سامنے دیکھا اور کیمرا مین کو اشارہ کیا تو وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ داؤد نے مہر کو دیکھا جو خفگی سے اسے گھورنے لگی۔ سٹیج کے سامنے حفصہ بیگم دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیں انکی آج دلی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ انکے پوتے کا گھر بس چکا تھا اب انکی کوئی خواہش باقی نہیں رہی تھی۔

****

چھ ماہ بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ منظر ایک خوبصورت کمرے کا تھا جہاں مہر بڑی سی کھڑکی کے سامنے کھڑی حسرت بھری نظروں سے باہر دیکھ رہی تھی۔ سلک کی شارٹ شرٹ اور سلک کا ہی گھٹنوں سے تھوڑا نیچے ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی جو یقیناً اسکا نائٹ سوٹ تھا۔ مہر کے پیچھے بیڈ پر داؤد بلیک ٹراؤزر میں بنا شرٹ کے سو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد داؤد نے کروٹ بدلی تو مہر کو بیڈ پر نا پا کر مندی مندی آنکھوں سے دیکھا وہ اسکی طرف پشت کیے باہر دیکھ رہی تھی۔ داؤد اٹھا تھا اور اسکے پاس جا کر پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

" یہاں کیا کر رہی ہو؟" داؤد نے پوچھا۔ لیکن مہر ہونز ایسے ہی چپ کھڑی رہی۔

" کیا ہوا ہے؟" داؤد نے اسے چپ دیکھ کر کہا۔

" میں ناراض ہوں" مہر نے منہ پھلائے کہا۔

" کیوں؟" داؤد نے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔

" ہم دو دن سے یہاں ہنی مون پر آئیں ہیں اور ایک بھی بار نا اس ہوٹل سے نا اس کمرے سے باہر گئے ہیں" مہر نے شکوہ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" میں نے کہا جیٹ لیگ اتر جائے گا پھر چلیں گے اور آج چلیں گے ناں" داؤد نے اسے کہا۔

" آج جائیں گے ؟ ٹھیک ہے میں تیار ہوتی ہوں" وہ خوشی سے کہتے اس کے حصار سے نکلی۔

" نہیں ابھی نہیں !" داؤد نے اسے روکا۔ تو مہر نے پھر سے منہ لٹکا لیا۔

" میرا مطلب ہے ابھی صبح کے آٹھ بج رہے ہیں اور ویسے بھی ہم لیٹ سوئے تھے، تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں پھر چلیں گے مجھے بہت نیند آرہی ہے" داؤد نے اس سمجھایا اور اپنے ساتھ لیے بیڈ پر آگیا۔

داؤد اور مہر شادی کے چھ ماہ بعد ہنی مون پر پیرس آئے تھے۔ اتنی دیر بعد آنے کی وجہ داؤد کے ضروری آفس کے کام تھے اور سارہ اور علی کی شادی تھی۔ سارہ اور علی کی شادی کچھ دن پہلے ہی ہوئی تھی جس کے بعد داؤد اور مہر یہاں پیرس آگئے تھے۔ مہر پہلی بار پاکستان سے باہر آئی تھی۔ اس لئے وہ بہت خوش تھی اس ٹرپ کیلئے۔ داؤد نے اسے کہا تھا وہ ہر سال اسے کسی نا کسی ملک ہنی مون پر لے جائے گا۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں اس وقت ایفل ٹاور کے نیچے کھڑے تھے۔مہر بچوں کی طرح ہر چیز دیکھ رہی تھی۔وہ اس وقت جینز کے اوپر بلیک لانگ کوٹ پہنے ہوئے تھی۔داؤد نے بھی جینز پر بلیک جیکٹ پہنی تھی۔وہ آس پاس کا ماحول دیکھنے میں مگن تھی اور داؤد اسے دیکھنے میں۔دفعتاً مہر کی نظر سامنے ایک گوری میم پر پڑی جو اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائے داؤد کو گھور رہی تھی۔مہر نے اسے دیکھا اور پھر داؤد کو۔اس غصہ آیا لیکن ضبط کر گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گوری میم چلتی ہوئی داؤد کے پاس آئی اور کچھ فرانسیسی زبان میں کہا جسے سن کر داؤد نے مسکرا کر اسے اسی زبان میں جواب دیا اور وہ ہنستے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔داؤد مہر کی طرف پلٹا جو منہ کھولے اسے گھور رہی تھی۔

"کیا کہہ رہی تھی وہ چڑیل" مہر نے داؤد کے پاس آکر پوچھا۔

"کہہ رہی تھی تم بہت ہینڈ سم ہو" داؤد نے ہنستے ہوئے بتایا اسے مزہ آیا مہر کو جیلس دیکھ کر۔

"اسکی تو میں۔۔۔۔" مہر اسکے پیچھے لپکتی کے داؤد نے اسے اپنے حصار میں لئے روکا تھا۔

"مہر سٹاپ اٹ" !

" آپ نے بھی کچھ کہا تھا۔۔۔کیا کہا تھا؟"مہر نے خود کو چھوڑواتے ہوئے پوچھا۔

لیکن داؤد کی گرفت مضبوط تھی۔

" میں نے بس شکریہ کہا"داؤد کے کہنے پر مہر نے اسے گھورا پھر اس اپنے پاوں اونچے کر کے داؤد کے سارے بال بگاڑ دیے۔

" مہر یہ کیا حرکت ہے؟"داؤد نے تھوڑا سختی سے کہا۔

" اس لیے کیے ہیں تاکہ آپ ہینڈسم نا لگیں اور کوئی فرنگی آپکو دیکھے نا"

" اوریلی؟ تمھے کیوں اتنا فرق پڑتا ہے،وہ تم ہی تھی ناجو میری دوسری شادی کروا رہی تھی"داؤد نے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے کہا۔اسکی بات سے مہر کا دل دکھا تھا اس لیے وہ وہاں سے بھاگی تھی۔داؤد بھی اس کے پیچھے گیا۔وہ سینے پر ہاتھ باندھے تیز تیز سڑک پر چل رہی تھی اور داؤد اسکے پیچھے۔

" مہر!!اوکے یار آئی ایم سوری"داؤد نے اسے جلدی سے پکڑ کر روکا تھا وہ ایسے ہی چہرہ جھکائے کھڑی رہی۔

" مہر لوک ایٹ می"داؤد نے اسکا چہرہ اوپر کیا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

" مہر!!!!"داؤد کے پکارنے پر مہر نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

" آپ مجھے اس بات کا طعنہ ماریں گے اب؟"مہر نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" یار غلطی سے کہہ دیا ہے سوری "داؤد نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور اسکے بالوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ مہر آنکھیں بند کیے مسکرائی۔

" اچھا آؤ چلیں "داؤد اسکا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا لیکن وہ وہیں کھڑی رہی۔

" مجھے کچھ کہنا ہے"

" کہو" !!

" آئی لو یو ڈیم اٹ "مہر کہہ کر ہنستے ہوئے داؤد کے گلے لگی۔ داؤد بھی مسکرا دیا اسے یاد آیا کہ اس نے پہلی بار مہر سے یہ ہی کہہ کر اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔

" آئی لو یو ٹو "داؤد نے کہہ کر خود میں اسے بھینچ لیا تھا۔

****

ختم شد۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین